



دیوبندیوں کی مشہور مذہبی جماعت تبلیغی جماعت بھی انگریزوں کی تنخواہ

خوار ایجنٹ تھی

مولانا حفیظ الرحمن صاحب نے کہا کہ مولانا الیاس صاحب کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداء حکومت کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا۔

(مکاتلہ العدیدین مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبند میں مطبوعہ دیوبند ص ۳۳)

”جمیعت علمائے اسلام انگریزوں کی جماعت ہے“ حکومت کی مالی امداد اور اس کے

ایمار سے قائم ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔ گفتگو کے بعد ملے ہوا کہ گورنمنٹ ان دیوبندیوں کو کافی رقم کا حسن قند کے لئے دے گی۔ چنانچہ ایک پیش قرار نامہ اس کے لئے منظور کر لی گئی، اور اس کی ایک قسط مولانا آزاد سبحانی صاحب کے حوالے بھی کر دی گئی، اس روپیہ سے کلکتہ میں کام شروع کیا گیا۔

(مکاتلہ العدیدین شبیر احمد عثمانی ص ۳۴)

دیوبندیوں کی کانگرس جماعت بھی انگریزوں کی قائم کردہ اور باوجود

تنخواہ خوار تھی

میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کانگرس کی ابتداء کس نے کی تھی اور کس طرح ہوئی تھی؟ آپ کو معلوم ہے کہ ابتداء اس کا قیام ایک وائسرائے کے اشارہ پر ہوا تھا، اور برسوں وہ گورنمنٹ کی وفاداری کے رکھالہ رہی۔

(مکاتلہ العدیدین شبیر احمد عثمانی ص ۳۵)

مولوی حسین احمد صاحب دیوبندی مولوی کفایت اللہ صاحب دہلوی اینڈ پارٹی سب

ہندوؤں کے تنخواہ خوار ایجنٹ ہیں

اس کے بعد علامہ عثمانی نے حسین احمد دیوبندی وغیرہ کو مخاطب کر کے، فرمایا کہ آپ حضرات کے متعلق بھی عام طور پر شہور کیا جاتا ہے کہ آپ ہندوؤں سے پیسے لئے کرکھارے ہیں (مکاتلہ العدیدین ص ۳۶)

سیاہ کاریاں برٹش گورنمنٹ کی تمہیدی کاروائیاں گھنٹی کی ابتدا فی حکومت سے ظہور پذیر ہوتی ہیں، انگریز نے جب ہندوستان پر اپنا اقتدار قائم کرنے کے لئے قدم رکھا تھا، تو اس وقت سر زمین ہند اسلامی شاہان مغلیہ کے ہاتھوں میں تھی، مگر بعض ہندو راجے بغاوت کا اقدام کئے ہوئے تھے، اس وقت مغلیہ بادشاہوں کو نہایت تنظیم و عسکری دفاعی امداد کی ضرورت تھی، انگریز نہایت گریگ باطن قوم واقع ہوئی ہے، انگریزوں نے جب یہ دیکھا کہ ہندوستان کے مسلمان اگر شاہان مغلیہ کے ساتھ وابستہ ہو گئے تو ہمارا اقتدار ہرگز قائم نہیں ہو سکے گا، تو اس لئے انگریزوں نے یونین و پایوں کے پردہ پوشیہ احمد و اسماعیل کو یہ ہم سر کرنے کے لئے کرایہ پر فرمایا کہ کسی طرح مسلمانوں کی توجہ شاہان مغلیہ کی امداد و معاونت سے ہٹا کر کسی دوسری طرف لگا دیا تاکہ ہم آسانی سے شاہان مغلیہ کو چیل کر ہندوستان پر پورا قبضہ کر سکیں۔

آغا خانوں نے پنجاب کے بعض نواح میں سکھ شورشیں کر رہے تھے، سید احمد و اسماعیل نے انگریز کی صوفی سہجائی اسکیم کے مطابق ہندوستان کے مسلمانوں کو سکھوں سے جہاد کا نام لے کر ان کی توجہ اس طرف مبذول کر کے اپنے ان دانا انگریز کو اسلامی سلطنت کچلنے کا پورا موقع دیا کر دیا، چنانچہ دیوبندیوں کا معتبر مورخ خود قلم طراز ہے کہ:-

بملاحظہ مکتوبات احمدی یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ سید صاحب نے واسطہ تباہی سلطنت پنجاب کے جس قدر سیٹ و سنان کا کام لیا تھا، اس سے زیادہ قلم و زبان سے آپ نے کام لیا تھا، بنی اور کاشغور اور افغانستان اور بلوچستان اور سندھ و پنجاب و کشمیر و کافغان وغیرہ کے کل مسلمانوں کو اور کوسا رعایا اور خاندان شاہنشاہ بادشاہ کابل آپ کے ساتھ شریک ہو چکے تھے، (تواریخ حمید مصنف شیخ محمد جعفر قانی ص ۱۰۳)

شاہان مغلیہ کے زیادہ امدادی اخوانی مسلمان تھے، ان کا منہ موڑنے کے لئے سید احمد و اسماعیل کو خصوصی اشارہ کیا ہوا تھا، چنانچہ مذکورہ بالا دیوبندی کتاب کے مستند حوالہ سے روشن ہے کہ ان دونوں برٹش ایجنٹوں نے سکھوں سے جنگ کا نام لے کر انگریز کی غرض پوری کر دی، اور حریف کام سرانجام دیا، اور دوسری طرف انگریز کے مخالف مسلمانوں کو کافر قرار دے کر ان پر جہاد کے فتوے دے دیئے۔

دیوبندیوں کے پیشوا سید احمد و اسماعیل نے پہلا جہاد مسلمانوں پر کیا

اسی زمانہ میں منید سلطنت کا حامی اور انگریزوں کا مخالف یار محمد خان حاکم یاغستان تھا، سید احمد نے اس کی انگریز مخالفت کی وجہ سے اس کو کافر قرار دے کر اس سے جہاد کیا، چنانچہ دیوبندی کی مانند نازکاب تذکرۃ الرسید میں ہے کہ:-

حضرت شنگوہی جی اے اسی سلسلہ میں فرمایا، کہ حافظ جانی ساکن انبیٹہ نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ ہم قافلہ میں ہمراہ تھے، بہت سی کراٹیں و توافق حضرت سید صاحب سے دیکھیں مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی و مولوی محمد اسماعیل صاحب دہلوی اور مولوی محمد حسن صاحب رامپوری بھی ہمراہ تھے، اور یہ سب حضرات سید صاحب کے ہمراہ جہاد میں شریک تھے۔

سید صاحب فتح پہلا جہاد مسی یار محمد خان حاکم یاغستان سے کیا تھا۔ (تذکرۃ الرسید ص ۴۰۰) اس لیے یح سے حاف عیال ہے کہ سید احمد واسمعیل برطانیہ کے بے پٹو اور مسلمانوں کے دشمن تھے، اودان کا جہاد صرف سکھوں سے ہی نہیں، بلکہ کراٹوں سے تھا۔ جو بھی یروش گورنمنٹ کا مخالفت کرتا تھا، یا راجہ یاں اور مسلمانوں سے جہاد انگریز کے اشارے پر تھا۔ اور دیوبندی امامان انگریز کے پولیٹیکل ایجنٹ اور مسلمانوں کے بے دشمن تھے۔ نیز دیوبندی مؤرخین کی جہالت تو دیکھو کہ مولوی عبدالحی دہلوی داماد شاہ عبدالعزیز کو عبدالحی لکھنوی بنا ڈالا۔ اسود جاہل ان اکون من العیال ہیں۔

سید احمد واسمعیل کی اپنے ہمراہیوں کو بدایت کہ انگریزوں کے ہر مخالف

سے لڑو۔

پھر ان پیٹ پرست اور دیو کے بندوں نے حاف طور پر فتویٰ بھی دے دیا کہ جو شخص بھی انگریز کی مخالفت کرے اس سے جنگ کرنا فرض ہے۔ چنانچہ دیوبندیوں کا معتبر مورخ میرزا رفیع لکھتا ہے کہ "لکھنوی میں حب مولانا اسماعیل صاحب نے جہاد کا وظفر مانا شروع کیا ہے اور سکھوں کے مظالم کی کیفیت پیش کی ہے، تو ایک شخص نے دریافت کیا کہ آپ انگریز جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے آپ نے جواب دیا کہ ان پر جہاد کرنا کسی طرح واجب نہیں، ایک نوان کی رعیت میں دوسرے ہمارے مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں وہ فراہمی دست اندازی نہیں کرتے، ہمیں ان کی حکومت میں طرح

آزادی ہے۔ بلکہ انگریزوں کی طرف سے مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی حکومت
برطانیہ پر واضح نہ آنے دیں۔ (حیات طیبہ، منصف مزاحرت ص ۳۳)

انگریزوں پر جہاد کرنا حرام ہے سید احمد واسطیس کی ہدایت

مذکورہ بالا حوالہ سے واضح ہے کہ دیوبندیوں کے دونوں امام انگریز کے پیٹھ تھے اور سرزمین ہند
میں انگریزی اقتدار کرانے کے لئے جھوٹے جہاد کا ملو بن کر دراصل انگریزی حکومت قائم کرنا چاہتے تھے۔ اور
انگریز کے ہر منہ کو کاغذ پر باطنی سمجھ کر اس سے جہاد فرض قرار دیتے تھے۔ اب ان کی انگریز پرستی کا
دوسرا فتویٰ ملاحظہ ہو۔ دیوبندیوں کا معتبر مؤرخ لکھتا ہے کہ

یہ بھی صحیح روایت ہے کہ شنائے قیام لکھنؤ میں ایک روز مولانا محمد امجد علی شہید وعظ فرما رہے
تھے، کہ ایک شخص نے مولانا سے فتویٰ پوچھا کہ سرکار انگریزی پر جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ اس کے
جواب میں مولانا نے فرمایا کہ ایسی بے رُو رویا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست
نہیں۔ (تواریخ عمیدہ ص ۳۳، منشی جعفر نقاشی)

انگریز کے مذہم اور حکومت کے پیٹھ دیوبندیوں ایمان سے کہنا کہ تمہارے یہ دونوں امام جہاد فی سبیل اللہ
کر رہے تھے یا فی سبیل الانگریز؟ اسی سلسلہ میں اپنے پیشوا کا ایک اور بھی فتویٰ ملاحظہ کر لیجئے۔
آپ سید صاحب (سوانح عمری اور کتابتیں میں) سے زیادہ ایسے مقام پائے گئے ہیں جہاں
لکھنے اور اسانہ طور پر سید صاحب نے بدلائل شرعی اپنے پیروگوں کو سرکار انگریز کی مخالفت
سے منع کیا ہے۔ (تواریخ عمیدہ ص ۳۳)

یعنی سید صاحب ساری مزارعہ کی لکھنوی کرتے رہے۔ ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو۔
"ہم سرکار انگریزی پر کسی سبب سے جہاد کریں۔ اور خلافت الرسول مذہب فریق کا خون بنا
سبب گروائیں" (تواریخ عمیدہ ص ۳۳)

معلوم ہوا کہ سید صاحب انگریزوں سے لڑنا اسلام کے خلاف سمجھتے تھے یعنی ان کے نزدیک
انگریزی حکومت سچی اسلامی حکومت اور حکومت الہیہ تھی نیز دیوبندی فتویٰ ملاحظہ ہو۔
انگریز کی حکومت عادل اور بے ریا حکومت تھی۔

انگریز کے دیوبندی پیٹھوں نے میں تک جبر نہیں کیا، بلکہ حرام خوردگی کے طبع میں انگریز کی ظالم حکومت

کو عادل حکومت یعنی کیا گیا ہے۔ دیکھئے۔

پنجاب میں اس وقت ایک ایسی عادل اور بے ریگورنٹ کی عملداری تھی کہ جس سے کسی طرح مخالفت جائز نہیں۔
(تواریخ عجیبہ ص ۲۳)

سید احمد و اسماعیل نے انگریزی حکومت کا رستہ چمایا۔

جب کبھی مسلمانوں کے جذبات انگریزوں کے خلاف ابھرتے تو یہ دونوں دیوبندیوں اور دہلیوں کے امام ان کو ہدایت کر دیتے کہ

۱) صرف بادشاہیوں اور حاکم متعادلہ الم نہ بلکہ گویاں و اسلام حویاں و نہ باہر کا انگریزی۔ (تواریخ عجیبہ ص ۲۳)
۲) نہ باہر کا انگریزی مخالفت و ایلم و تیج راہ منازعت۔ (تواریخ عجیبہ ص ۲۳)
۳) اجلا مسلمانوں (سید احمد و اسماعیل) کو گورنٹ انگلش سے کیوں سرکار ہونے لگتا تھا۔
(حیات عقیبہ ص ۲۳)

سید احمد انگریزوں کا حامی تھا اور انگریزی حکومت کو عادل حکومت اور رشک

چمن سمجھتا تھا

دیوبندی فرقہ کے مشواؤں نے ظالم انگریزی حکومت سے نفرت پرستی کر کے جو ان کے رگ گائے ہیں خود دیوبندیوں کی عبادت و ملاحہتوں۔

ڈاکٹر شمس صاحب اور دوسرے متعصب مولفوں نے سید صاحب سے غیر خواہ اور خیر اندیش سرکار

انگریزی کے حالات کو بدل کر مخالفت کے چرائیں سکھایا ہے۔ (تواریخ عجیبہ ص ۲۳)

اس عبارت سے واضح ہو رہا ہے کہ سید احمد انگریزوں کا بیٹو خیر خواہ اور خیر اندیش تھا۔ مزید ملاحظہ جاری عادل سرکار (انگریزی) کے قبضہ میں آگئی۔

(تواریخ عجیبہ ص ۱۸)

آپ (سید احمد اکوید الہام ربانی) ہوا تھا کہ ملک پنجاب آپ کے ہاتھوں پر فتح ہو کر پشاور سے

تادریائے ستلج تک ہندوستان رشک افرائے چمن ہو جائے گا۔ (تواریخ عجیبہ ص ۱۸)

ملک ہندوستان اس وقت انگریزوں کے قبضہ میں تھا تو سید صاحب کو گویا شیطان یہ بھی الہام کرتا تھا کہ ملک ہندوستان رشک چمن ہو چکا ہے۔ کیونکہ اسلامی شامین مغلیہ کو قتل و غارت کر کے

شیطان اور دیوبندیوں کا آقا انگریز اس پر قابض ہو چکا تھا۔

دیوبندی انگریز کی مخالفت کرنے والوں کو باغی تصور کرتے ہیں۔

جن مسلمانوں نے دیوبندیہ وانگریز کی ظالی حکومت کے خلاف جہاد کیا۔ ان کو دیوبندی باغی کہتے ہیں دیکھو دیوبندیوں کی مائدہ ناز کتاب تذکرہ مرثیدہ میں ہے کہ

بعض کے سروں پر موت کھیل رہی تھی۔ انہوں نے کمپنی کے اسن دعا فیت کا زمانہ قدر کی نظر

سے دیکھا اور اپنی رحم دل گورنمنٹ (برطانیہ) کے سامنے بفاوت کا علم قائم کیا۔ (تذکرہ مرثیدہ ص ۱۸۷)

اسی ناظرین کرام ان دیوبندیوں کا یہ فتویٰ ملاحظہ کر لیں کہ کمپنی حیب اپنے خطرناک سزاؤں سے مسلمانوں کو کھیل رہی تھی۔ دیوبندی اسے رحم دل حکومت اور انگریزوں کے مخالف مسلمانوں کو باغی قرار دیتے ہیں ہمزید ملاحظہ ہو۔

جب بغاوت و فساد کا قصہ فرمایا۔ اور رحم دل گورنمنٹ (انگریز) کی حکومت نے دوبارہ غلبہ پکڑا لیا تو جنگ آزادی والوں کی سرکوبی شروع کی، (تذکرہ المرثیدہ ص ۱۸۷)

دیوبندیوں کے امام سید احمد واسماعیل کا سب سے پہلے ظالم حاکم لارڈ ہسٹنگ



سے گتے جوڑ



انگریزوں نے جب پہلا قدم ہندوستان میں رکھا ہے تو اس نے سب سے پہلے دیوبندیوں اور دہلیوں کے مولویوں کو اپنی دشمنی و دلائی کے لئے متحرک کیا تھا یہ لوگ انگریز کے مخالف مسلمانوں کو انگریز کا غلام بناتے تھے، دیکھئے دیوبندی و باغی صنف خود رکھتا ہے۔

لارڈ ہسٹنگ سید احمد صاحب کی یہ نظیر کارگزاروں سے بہت خوش تھا اور ان کے دلوں کو شکوک سے بچا جس ایک خیر کو آگیا۔ اس میں ان کی کامیابی معاہدہ ہوا۔ امیر خاں لارڈ ہسٹنگ اور سید احمد صاحب، سید احمد صاحب نے امیر خاں کو بڑی شکل سے شہید نہیں لانا تھا۔

(حیات فیضہ ص ۲۵۴)

(یعنی لارڈ ہسٹنگ کا غلام بنایا تھا)

انگریز کی حکومت قائم کرنے کے بعد سید احمد کو شیطان الہامات

سید احمد وغیرہ دہلیوں نے جہاں برٹش کی انتہائی کر کے مسلمانوں کو انگریز کا بیٹھو بنایا تھا، وہاں اس نے اپنے سقیداً قہ کے لئے جھوٹے الہام لکھنے کی بھی پوری کوشش کی تھی، ایک الہام ملاحظہ ہو۔
 دہلی قیومیت جاب کے الہام کا آپ کو ایسا وثوق تھا کہ آپ ان کو سرسداق اور ہونہار سمجھ کر بار بار فرماتے اور اکثر مکتوبات میں لکھ کر کرتے تھے۔ کہ ملک پنجاب فردوسِ مرے ملاحظہ پر فتح ہو گا اور اس فتح سے پہلے مجھ کو موت نہ ہوگی۔ (تواریخ حمید ص ۵۸)
 پھر یہ شیطان الہام کس طرح پورا ہوا۔ ملاحظہ ہو۔

سلطنت پنجاب متعصب اور ظالم سکھوں کے ہاتھ سے نکل کر ایک ایسی عادل اور آزاد اور لائبرل قوم کے ہاتھوں میں آگئی، جس کو ہم (ہونہار) مسلمان اپنے ہاتھ پر فتح ہونا تصور کر سکتے ہیں، اور غالباً سید صاحب کے الہام کی سیج تاویل کی جوگی جو دیوبندیوں کی آئی۔ (تواریخ حمید ص ۵۸)
 اس عبارت سے صاف واضح ہے کہ سید احمد نے سکھوں سے جنگ اسلام کے لئے ہرگز نہیں لڑی تھی، بلکہ انگریزوں کا قبضہ کرنے کے لئے یہ سب پاڑے تھے،

سکھوں سے جنگ کرنے سے سید احمد اسماعیل کی غرض انگریزی حکومت کو

مضبوط کرنا تھا

مذکور بالا عبارت سے واضح ہے کہ وہاں دیوبندیوں کے پیشوا ہی انگریزوں کے ظلم اور اچھوت تھے، اور سکھوں سے صرف اس لئے لڑے کہ دیوبندیوں کا سنہری آنکھ والا دلا آئندہ کستان پر آسانی سے قابض ہو سکے اس کے متعلق دیوبندی مؤرخین کا واضح فیصلہ ملاحظہ ہو۔

وہ سید احمد اس آزاد مملکت دی (انگریزی حکومت کو اپنی ہی مملکت ہی سمجھتے تھے) (تواریخ حمید ص ۵۸)

انگریزی مقبوضہ جات سے دہلیوں کو خوب چنہ ہوتا تھا۔

ان اسلام کے خداؤں اور خیر فروشوں، بندگانِ شکم جعفران زمان انگریز کے آلہ کاروں کو چندہ بھی انگریزی حکومت سے ہی ہوتا تھا۔

چندہ جمع کرنے والوں کا دار الخلافہ پتہ کو سمجھنا چاہیے، جہاں سب سے زیادہ گم ہوشی سے چندہ جمع ہوتا تھا، اور بیگ لاکہ ایک حصہ (انگریزی مقبوضہ) اپنی جان اور وطن قربان کرنے

کو آمادہ تھا۔

(حیاتِ مبارکہ ص ۲۹)

سید احمد کو انگریزی حلقہ سے سات ہزار روپیہ کا دلالتی کمیشن

مولوی محمد اسحاق سید احمد کا درمیانی دلال تھا۔ وہ حایان برٹش سے روپے لے کر سید احمد کو پہنچایا کرتا تھا۔ ملاحظہ ہو۔

اس وقت ایک ہندوی سات ہزار روپیہ کی جو بندہ ملو مساجد کار ان دہلی حرسہ مولوی اسحاق صاحب بنام سید صاحب روانہ ہوئی تھی، ملک پنجاب میں وصول نہ ہونے پر اس سات ہزار روپیہ کی واپسی کا دعویٰ عدالت دیوانی میں دائر ہو کر دگری جج مدعی بحال رہا۔
(تواریخِ شعیبہ ص ۳۹)

دیوبندیوں کے پادری سید احمد کو انگریز سامان خور و نوش پہنچاتے تھے۔

سید احمد انگریزوں کا آلہ کار اور کپڑی کا اینجنٹ تھا۔ کہ انگریز اس کے قبضے کے خور و نوش کا خود انتظام کرتے تھے، ملاحظہ ہو۔

اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک انگریز ٹھوڑے سے ہر سوار چند پالکیوں میں کھانا رکھ کے کشتی کے قریب آیا اور پوچھا کہ پادری صاحب کہاں ہیں جعفر نے کشتی پر سے جواب دیا کہ میں یہاں موجود ہوں، انگریز ٹھوڑے پر سے اترا اور نوپنی ہاتھ میں لئے کشتی پہنچا، اور مزاج پرسی کے بعد کہا کہ تین روز سے میں نے اپنے ملازم یہاں کھڑے کرائے تھے کہ آپ کی اطلاع کریں، آج انہوں نے اطلاع کی کہ اغلب یہ ہے کہ حضرت قافلہ کے ساتھ آج تمہارے مکان کے سامنے پہنچیں، یہ اطلاع پا کر میں غروب آفتاب تک کھانے کی تیاری میں مشغول رہا۔ تیار کرانے کے بعد بلا بیویں سید صاحب نے حکم دیا کہ کھانا اپنے برتنوں میں منتقل کر لیا جائے اور کھانے کر قافلہ میں تقیم کر دیا گیا، اور انگریزین گھنٹے بھر کھا لگیا۔

(سیرت سید احمد معتمد ہوا محسن ندوی ج ۱ ص ۱۹)

دیوبندیوں! خدارا ایمان سے تباہ نہ کرو! اگر سید صاحب انگریز کپڑی کے اینجنٹ اور پکے ٹوڈی کوغٹوں آلہ کار و برٹش کے فضلہ خوار و دل پسند کارندہ نہ تھے، تو یہ انگریز تین روز سے انتظار کیوں کرتا رہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا سچا دشمن انگریز کے ایسے خاص الخاص اینجنٹ تھے کہ لارڈ مسٹنگ وغیرہ نے

سب انگریزوں کو اپنے ایجنٹ کا خیال رکھنے کی ہدایت کی ہوئی تھی۔

سید احمد انگریزوں کی مرضی سے بے تاج بادشاہ بنا۔

سید احمد واسماہیل سے اس قدر خوش تھے کہ۔

علاقہ آباد میں جو مسلمان سپاہی مختلف خدمات پر تھے، اور تین سو کی تعداد میں تھے انہوں نے انگریز قلعہ دار کی اجازت سے حضرت کو قلعہ میں تشریف لانے کی اجازت دے دی۔ شہنشاہ پر جو سلاطین سابق کی تخت گاہ تھی آپ کو بٹھایا اور بڑے خلوص و اعتقاد کے ساتھ بیعت کی۔
(سیرت سید احمد ج ۱ ص ۱۹۹)

انگریزی حکومت کے فروع میں سید احمد کا دعویٰ علم غیب

سید احمد نے شہاب کا علاقہ سکھوں سے چھڑا کر انگریزوں کو دینے میں جہاں سب پاؤں پیلے تھے وہاں اپنے ساتھیوں کو قطعی یقین بنایا کرتا تھا۔ علاوہ جو۔

مولوی نجم الاسلام صاحب باقی تھی روایت کرتے ہیں کہ در سید صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی بعیرت عطا کی ہے کہ میں دیکھ کر کہہ سکتا ہوں کہ یہ کبھی ہے یا دوسری اس وقت مولوی صاحب موقوف نے پوچھا کہ حضرت میں کس فریق میں ہوں آپ نے فرمایا کہ تم تو مشید ہو۔
(تواریخ جمعیہ ص ۱۴۴)

حالانکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دیوبندیوں کا یہ ناپاک عقیدہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں، سوا اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں مذہبی کو نہ ولی کو۔ (معنا اللہ) (تقویت ایمان ص ۱۱۷)

انگریزوں کا ایجنٹ سید احمد میدان جنگ سے منور ہو گیا تھا۔

ہم اپنی اسی کتاب کے اقتدار میں سید احمد کے حالات میں مولوی اشرف علی صاحب کی تحریر سے ثابت کرتے ہیں کہ سید احمد جنگ میں نہیں مارا گیا۔ بلکہ وہ منور ہو گیا تھا۔ اور وہ ابھی تک زندہ ہے۔ بخود دہلیہ اب دیوبندیوں کے مایہ ناز مولوی لنگوٹی کی قتل مبارک کا فیصلہ ہی سن رہے ہیں۔
مفتی محمد ابراہیم صاحب نے کہا کہ سید صاحب تیرہویں صدی کے آغاز میں پیدا ہوئے

تھے اور اب یہ میں ممکن ہے کہ حیات ہوں۔ انہوں نے جب لفظ ممکن کہا تو حضرت امام ربانی
 رشید احمدؒ نے ارشاد فرمایا، بلکہ ممکن ہے۔ (مذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۰۰)
 اب میں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ سید احمد کو شہید قرار دے کر اپنی کتاب کو سیرت، سید احمد شہید کہنے
 والے جھوٹے ہیں یا گنگوہی صاحب؟ مگر اتنا ضرور معلوم ہوا کہ سید احمد ضرور ہوئے شہید نہیں ہوئے اور
 اسماعیل دہلوی مسلمان پٹھانوں کو بدعتی کا فریضہ کی وجہ سے مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے۔
 گنگوہی کی جہالت کا بھانڈا چھوٹ گیا
 ناظرین کرام! دیوبندیوں کے محدث و امام کی
 علانی بھی دیکھئے کہ امام ربانیؒ نے ارشاد فرمایا
 بلکہ ممکن ہے۔ میزان الصرف وغیرہ پڑھنے والے طالب علم جو کہ مزید کے بابوں کے متعلق یہ پڑھا کرتے
 ہیں کہ اگر ادارہ معنی اسم تفضیل مقصود باشد لفظ اشہد پر بعد منسوب زیادہ کندالہ۔ وہ طالب علم خاص
 طور پر گنگوہی جی کی علمیت کی داد دیں گے، جنہوں نے ممکن کا اسم تفضیل ممکن بنا ڈالا۔ یہ دیوبندیہ
 کے امام اکبر کی علمی لیاقت ہے۔ اور اس کی تصدیق کرنے والے میرٹھی اور انیسٹھی و محمود حسن دیوبندی
 کیسے اجمل گھماڑ تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ

ایں خاندانم جہال التبت لاجول ولا قوۃ الا بالشد علی العظیم

دیوبندیوں و انگریزوں کا مولوی رشید احمد گنگوہی بھی انگریزوں کا پاک و قدار

غلام تھا

دیوبندیوں نے اپنی عجایب نشان بنانے میں جن جھوٹی حکایتوں سے عوام کو دھوکہ دیا ہوا ہے کہ
 ہم انگریزوں کے مخالف تھے۔ یہ سراسر جھوٹ ہے دیکھئے دیوبندیوں کا سب سے بڑا مولوی رشید
 احمد گنگوہی بہتم درد دیوبند خود اقراری ہے کہ میں برٹش سرکار کا بندہ بے دام ہوں دیوبندی شہید
 ملا خطہ ہو خود مولوی رشید احمد گنگوہی کہتا ہے کہ۔

جب میں حقیقت میں سرکار برٹش کا فرمانبردار ہوں، تو جھوٹے الزام سے میرا مال بیکار ہو
 گا۔ اگر مارا بھی گیا، تو سرکار برطانیہ مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کہے

(مذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۲۰۰)

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ گنگوہی صاحب اپنی موت و حیات کا مالک و مختار انگریز

کو سمجھتا ہے۔ دیوبندی مولوی جنسور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو کسی چیز کا بھی مالک دھتکار نہیں
سکتے۔ (تقویۃ الانبیاء) مگر انگریز کو مالک دھتکار سمجھتے ہیں جسور کا کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو فرما دیں ان
مسلوقی ونسکی ومعیای ومہاجی ملہ رب العالمین مگر دیوبندی اپنے حیات ومات انگریز کے
لئے ثابت کرتے ہیں۔

دیوبند کے ونوں مہتمم محمد قاسم ورشید احمد انگریزوں کی نمک حلائی میں مسلمانوں
کو کافر کہہ کر ان سے جہاد کرتے تھے۔

بازار

مذہب

مدرسہ دیوبند کی بلند بالا اعانتیں بھی انگریزی زرفشانی سے ظہور پذیر ہوئی ہیں اس کی وجہ یہ بھی کسب
دیوبندی مولوی انگریز کے ٹوڈی نمک خوار تھے اور دیوبندی دمر زانی مذہب کی ترقی میں انگریزوں کا زبرد
فائدہ تھا کیونکہ دیوبندی مرزائی۔ انبیاء کے کرام صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اولیائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین
کی توہین کر کے مسلمانوں کو انگریزوں کا غلام بناتے تھے۔ اور گنگوہی و محمد قاسم صاحبان ان مسلمانوں کو جو
انگریزوں کے مخالف تھے کافر و مشرک و بدعتی قرار دے کر ان سے خود بھی جنگ کرتے۔ اور سب
دیوبندیوں سے انگریز کے لئے جنگ کراتے تھے۔ دیوبندی مہتمم کتاب کا حوالہ ملاحظہ ہو لکھا ہے کہ
ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ حضرت امام ربانی (رشید احمد گنگوہی) اپنے رفیق جانی مولانا
قاسم نانوتوی اور ضعیف روحانی اعلیٰ حضرت حاجی لالہ والد صاحب دین حافظہ ضامن جنت
کے ہمراہ تھے۔ کہندہ دھچوں (مجاہدین آزادی) سے مقابلہ ہو گیا۔ یہ خبر دار جنتہ (الی قوم)
سہاگنے یا مہٹ جانے والا نہ تھا۔ اس لئے اہل پہاڑ کی طرف پڑھا کر گٹ گیا اور سرکار
انگریزی پر جہاں شاری کے لئے تیار ہو گیا، اللہ کے شجاعت و جواں مردی کی جس
ہونٹانک نظر سے شیر کا تہ پانی اور بیاد سے سپاہ کار زہرہ آب ہو جائے وطن (انگریز)
کے چند فقیر ہاتھوں میں توار لئے جم غفیر رابل اسلام) ہندو دھچوں کے سامنے ایسے
جگہ گویا زمین نے پاؤں پکڑ لئے (انگریز کے نمک حلال جوتھے)

(مذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۵۵۰)

یہ سوں حضرات؟ یہ جان شاری کیا کم جہاد تھا۔ یہ ہے مجاہدین دیوبند کا مقصد جہاد کو جو انگریزوں
کا مخالف ہو، وہ بدعتی ہے، مشرک ہے، کافر ہے، سب کو قتل کرو، مگر سفید آقا کے رو

بزرگ پر بجا رنگ نہ آنے دو۔

انگریزوں کے وفادار دیوبندی مولویوں کی تعریفیں اور مدرسہ دیوبند کو انگریزی قوم کے تحفے

یہاں آپ پڑھ چکے ہیں کہ دیوبندیوں کے بانی علماء انگریزوں کے خاص چٹو تھے چنانچہ ۱۷۷۷ء میں سلطان بہادر شاہ ظفر خزانہ بخت نعل شاہ احمد اللہ شہید مولانا مفتی عنایت احمد کاکڑی مولانا رضا علی خاں بریلوی مولانا فضل حق خیر آبادی و دیگر مجاہدین نے جو جنگ آزادی انگریزوں کے خلاف لڑی تھی اس جنگ میں دیوبندیوں کے سب سے بڑے مولوی محمد قاسم نانوتوی و رشید احمد گنگوہی نے انگریزی نمک حلائی میں مجاہدین اسلام سے جنگ کی اور انگریزی اقتدار بحال کر کے ہندوستان سے اسلام اور مسلمانوں کا نام و نشان ختم کرنے کے لیے پوری جدوجہد کی تھی مدرسہ دیوبند کا قیام اور اس کی بلند و بالا تعمیریں بھی انگریزی روپیہ سے نہیں چٹائی ہو خود دیوبندیوں نے کسی وفد اپنے آقا انگریزوں کو اپنے مدرسہ دیوبند میں دعوتیں دیں ان کے خطبے پڑھے تعریفیں کیں اور انگریزوں سے روپے وصول کئے مدرسہ بیتا اپنا پنجم ہندوستان کا مشہور گورنر سر جس دیوبندی مولویوں کی دعوت پر ۱۹۱۷ء میں مدرسہ دیوبند میں داخل ہوا تو انہیں مدرسہ مولوی محمد ہند نے اس کو اپنا مربی، کرم فرما، بندہ نواز، آقا و مولا کے الفاظ سے آؤ بھگت کی، مدرسہ کے دارالحدیث میں اس دشمن اسلام انگریز کو جمع جو تھے بٹھایا گیا، اس نے اپنے قدیمی غلام دیوبندی مولویوں اور مدرسہ دیوبند کے بارے میں خیالات کا اظہار کیا اس کی طویل تقریر کے چند حصے ملاحظہ ہوں چنانچہ گورنر جس نے کہا کہ۔

میں ادیسکین تہ دل سے قدر و منزلت کرتا ہوں کہ آپ ثابت قدمی سے محض مذہبی درس قدر لیں یہ مشغولی رہتے ہیں، اور انتظامی مباحثات اور ان امور سے محرز رہتے ہیں۔ جن سے اس ملک کے حکام کو کوئی فواید نہیں آئے۔

پھر آگے چل کر جس نے کہا کہ۔

آج کل دنیاوی لوگوں کا میلان تین امور ناقص کی طرف ہے اول یہ کہ لوگ لامعا و عتیق اور راحت دہلی کے رات دن حصول دولت دنیا میں مصروف رہتے ہیں اور تمام عقل اسی کام میں صرف کر دیتے ہیں۔ دوسرا امر یہ کہ لوگ خامری مذہب و نام خود کی طرف مائل رہتے ہیں، اور روحانی آداب کے لئے

کوئی حصہ اپنے وقت کا باقی نہیں رکھتے۔

تیسرے یہ بعض لوگ مذہب کے پردہ میں تعصب کا پر تاؤ کرتے ہیں۔ بھگتے اس کے کہ ہندو مذاہب سے لوگوں کے ذہن نشین کریں کہ خداوند عالم کی نظر میں سب ہندو یکساں ہیں۔ وہ نفاقی پھیلاتے ہیں۔

راہ آشتی را نیکیرند پیش

آپ نے اپنے سپاسنام میں یہ فقرہ سب سے زیادہ کوثر تحریر کیا ہے کہ آپ اور امین احمد اہم اعتبار کی گئے۔

پھر آگے چل کر گورنر جنس کہنا ہے کہ:

آج میں آپ سب سے ملا اور مجھے یہ یقین دلائے کہ موقع ملا کہ گورنمنٹ آپ کی اور اس ہندو مذہب نہایت وقعت اور منزلت کرتی ہے۔

پھر اس نے ہندو دیوبند کو خصوصی دود پر دینے کا اعلان کیا کہ

میں یہ نہیں کہنا کہ دنیاوی طریقہ سے آپ کی مدد کرنا چاہتا ہوں مگر آپ خوب یقین کیجئے کہ میں وقت آپ خواہش کریں گے تو میں مدد دینے کی کوشش کروں گا۔

(سبقت روزہ، المشرع، راولپنڈی، ۱۸ مارچ ۱۹۱۵ء)

پھر اس کے بعد انگریزوں نے ایک لاکھ چار ہزار روپیہ جو سالانہ نواب عبدالصمد دے کر اپنے ملک اٹل دیوبندی مولویوں کو خوب نوازا۔ چنانچہ المشرع میں یہ خبر شائع ہوئی کہ:

تمام ہواخواہان دارالعلوم اس خبر سے متاز کو کمال طائیت قلب سے سنیں گے کہ حضور نواب لغت گورنر مسٹر پتھہ کی شریف آوری دارالعلوم کی خوشی میں عین نواب عبدالصمد خان صاحب دس چھپاری سنے اپنی انسانی دربادی اور فیاضی کو کام فرما کر مبلغ چار ہزار روپیہ لغت دارالعلوم کو عطا فرمائے اور مبلغ ایک لاکھ روپیہ خود اپنی ذات و غیر تعلفہ داران بلند شہر و علی گڑھ سے فراہم کر کے دارالعلوم کو دینے کا وعدہ فرمایا۔

(اخبار المشرع، راولپنڈی، ۱۵ مارچ ۱۹۱۵ء)

انگریزوں کی دیوبند نوازی پر دیوبندیوں نے خوب شادیاں منے بجالائے۔ چنانچہ اخبار المشرع لکھتا ہے کہ:

ہزاروں مسلمانوں نے شریفانہ برتاؤ اور رعیت پروری کو معاملہ مسجد کانپور کے امام میں بالکل غلط خیالات کی بنا پر بہت کچھ مشتبہ نظر دل سے دیکھا گیا اور عام مسلمانوں کے خیالات میں

بہت کچھ مذہب پیدا کیا گیا مگر تم آئرنے اپنی کوہ وقاری اور تہذیب کی بدولت کمال استقلال کے ساتھ اہل حالات پر جو پیش آئے تھے غالب آئے کی کوششیں کی اور وہ ہمیشہ نیک نیتی سے مناسبت مواقع پر مناسبت فیاضیوں کے اظہار سے رعایا میں مرد و عورتی حاصل کرتے رہے۔ چنانچہ اکثر تقریریں اہل کی دلی ہمدردانہ خیالات کی ترجمانی کرتی رہی ہیں گزشتہ ایام میں جناب محمد وح نے دارالعلوم دیوبند میں قدم رنجہ فرما کر جن حوصلہ افزا خیالات کا اظہار کیا وہ ہم مسلمانوں کے واسطے بہت کچھ طہانیت قلب کا باعث تھا۔

(المشیر مراد آبادی ۲۵ مئی ۱۹۰۵ء ص ۳۳ کالم نمبر ۵)

نوٹ :- یہ اخبار المشیر مدرسہ دیوبند کا خصوصی پروپیگنڈا اخبار تھا اور اس کا ایڈیٹر ابو الافضال مولوی گل حسین مراد آبادی دیوبندیوں کا خصوصی مبلغ تھا۔ اخبار المشیر کے ان بیانات سے کوئی واضح ہے کہ دیوبندیوں کا یہ عمل جوت ہے کہ دیوبندی انگریزوں کے مخالف رہے بلکہ سب دیوبندی انگریزوں کے گٹھے تھے بعد کے ایک دو دیوبندیوں مولوی محمود حسن اور حسین احمد در عطار اللہ شاہ نے بھی انگریزوں کی مخالفت نہایت یوں کیا مگر سرس دہند و لڑنے قائم کرنے اور مسلمانوں کو مٹانے کے لئے کی تھی اور یہ معلوم ہوا کہ انگریز مدرسہ دیوبند کی خصوصی قدر کرتے تھے کیونکہ ہمیں ہے اسلام کے نام پر عیسائی یہودی و قار و اقدار کی تبلیغ ہوئی تھی اور مسلمانوں کو بدعتی شریک کہہ کر کافر بنا کر ہندوؤں کی غلامی کا حق ادا کیا جاتا اور پتہ چلا کہ مدرسہ دیوبند کی بلند بالا اعمار تو ان میں انگریزی روپیہ بیعتیوں کا گڑ تھا۔

مدرسہ دیوبند پر انگریزوں کی خاص نظر کرم ہتم مدرسہ مولوی محمد احمد کو شمس العلماء

کے خطاب سے نوازا گیا

یکم جون کو جو فرسٹ انزالت منجانب گورنمنٹ شائع ہوئی ہے اس میں حضرت مولانا المولوی حافظ محمد صاحب ہتم دارالعلوم دیوبند کو خطاب شمس العلماء کے ساتھ ممتاز کیا گیا ہے گورنمنٹ کی جانب سے جو کچھ کلمات افزائی سارے ہندوستان کے واحد اسلامی اور مذہبی مرکز کے روبرو روان کی گئی ہے اس پر اظہار تشکر و سپاس گزاری ہمارا فرض ہے۔

(مہنت روزہ المشیر مراد آبادی ۲۵ جون ۱۹۰۵ء ص ۳۳ کالم نمبر ۵)

لارڈ جمیس فورڈ و لارڈ ریڈنگ کے نمک خوار ایجنٹ

دیوبندیوں کا مولوی اشرف علی تھانوی انگریزوں کا پکا تنخواہ خوار ایجنٹ تھا۔

ہم ابھی ذکر کرتے ہیں کہ تمام کے تمام دیوبندی تبلیغی جماعت والا مولوی الیاس دہلوی درجین احمد دیوبندی و کھائیت اللہ وغیرہ سب انگریز کے تنخواہ خوار ایجنٹ تھے، دیوبندی مائید تاز مولوی اشرف علی کے انگریز تنخواہ خوار ایجنٹ ہونے کے متعلق دیوبندیہ کے شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد عثمانی کا واضح بیان خود دیوبندیوں کی معتبر کتاب سے یہ بلا خط کیجئے مولوی شبیر احمد کہتا ہے کہ

دیکھئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اور آپ کے مسلم بزرگ پیشوا اہل ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنایا ہے کہ ان (تھانوی) کو کچھ سسر روپے ہماور حکومت (برطانیہ) کی جانب سے دیئے جاتے تھے، اس کے ساتھ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ مولانا تھانوی کو اس کے علم نہیں تھا کہ روپیہ حکومت دیتی ہے، مگر حکومت ان کو ایسے عنوان سے دیتی تھی کہ ان کو اس کا مشہور بھی نہ گذرنا تھا، اب اسی طرح اگر حکومت مجھے یا کسی شخص کو استعمال کرے مگر اس کو یہ علم نہ ہو کہ اسے استعمال کیا جا رہا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ شرمناک اس میں مانع نہیں ہو سکتا۔

(مکالمۃ الصدیرین شبیر احمد مطبوعہ دہلی، ص ۱۱۱)

اس عبارت میں مولوی شبیر احمد صاحب نے سناٹا اڑا کر یہ ہے کہ انگریز مولوی اشرف علی کو انگریزی میں استعمال کیا تھا، اگر کیا نہیں مولوی شبیر احمد صاحب جو دل چاہے بنائیں، مگر معاملہ صاف ظاہر ہے کہ دیوبندیوں کا سب آؤسے کا وہی انگریز کا نام کوہ ایک انگریزی اداہ تھا اور یہ لوگ گھاناؤں کو یہی متک بھی انگریزوں کے اشارے پر گتے آئے ہیں اور دیوبندیوں کی کفر و نافرمانی کا اصل محرک لارڈ ریسس اور مسلمانوں کا دشمن بننا تھا جنہوں نے تقیر ملک میں بھی مسلمانوں کی قسمت ایک آبادی دیوبندیوں کے بزرگ گاندھی کی نذر کر دیا اور وہ عنوان مشرک علی براہ رجور و تھانوی ملازم C. I. D. ہو گا۔

پاکستان کی بنیادی دشمن دیوبندی جماعت جمعیتہ العلماء ہند کی پاکستان میں خفیہ

سرگرمیاں، دیوبندیوں کی مروجہ جمعیتہ العلماء اسلام پاکستان کی دشمن جماعت ہے

فارڈیول کے ونٹیفکیشنوار	اور	لارڈ ویول کے زرخشد اسلام
-------------------------	-----	--------------------------

دیوبندیوں کی جمعیتہ العلماء ہند پاکستان کی بدترین دشمن اور پاکستان کو مزین وجود میں لانے والے دور کی منظر پر کی شدید ترین مخالف جماعت ہے، پاکستان کے دیوبندی اجماعی تک اسی نظریہ کے مطابق پاکستان میں رہ کر بھی جمعیتہ العلماء ہند کی سرگرمیوں میں مصروف ہیں، چنانچہ انہوں نے بدنامی سے پچنے کے لئے اسی جمعیتہ العلماء ہند کی یہاں شائع قائم کر کے اس کا نام جمعیتہ العلماء نے اسلام لکھ کر پاکستان کی بیخ کنی کا کاروبار شروع کر رکھا ہے، اس معاملہ کی تصدیق کے لئے ہم مفتی محمد شفیع دیوبندی کے ایک واقع اسرار دیوبندی کا بیان جو کہ اظہار حقیقت کے عنوان سے روزانہ لوائے وقت لاہور میں شائع ہوا تھا، بلقسط درج ذیل کرتے ہیں۔

اظہار حقیقت

مکرمی! نوائے وقت (۱۱ اپریل) میں مفتی محمود صاحب ممبر قومی اسمبلی کا ایک انٹرویو شائع ہوا تھا۔ جس میں موصوف نے اپنی ہمینہ العلماء کا شکریہ ادا کر کے جمعیتہ العلماء ہند کی پاکستانی شائع کہا ہے کچھ عرصہ ہوا اس شائع میں ایک سطر پر شدید اختلاف پیدا ہو گیا تھا، تو بھارت سے دارالعلوم دیوبند کے قاری محمد طیب نے پاکستان شریف لاکر اس شائع میں مصالحت کرائی تھی۔ اگر اس جمعیتہ کا اصل جمعیتہ العلماء اسلام سے کوئی تعلق ہوتا تو اس اخلاقی مسئلہ کو سلجھانے کے لئے مولانا مفتی محمد شفیع سے رجوع کیا جاتا مگر شیل لا، اٹھنے کے بعد جب سیاسی پارٹیاں بجال ہوئیں تو اس بار میں مولانا مفتی محمد شفیع سے ملتان کے منشی عبدالرحمان گورکانوی نے مشورہ طلب کیا تھا، اس کے جواب میں مفتی صاحب نے جو جواب لکھا تھا، وہ ہفت روزہ میرد سرفرازان مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۹۲ء میں شائع ہوا تھا۔ میں اس مکتوب گرامی کا متعلقہ حصہ من و عن نقل کر رہا ہوں۔ قارئین حق انصاف سے سوچیں کہ موجودہ جمعیتہ العلماء کا اصل جمعیتہ العلماء اسلام سے کیا تعلق ہے مولانا مفتی محمد شفیع نے لکھا تھا، اگر موجودہ جمعیتہ العلماء وہ ہے جو اصل مرکز دیوبند ہے، جمعیتہ العلماء اسلام سے علیحدہ ہو کر ایک نئے انداز سے کھڑی ہوئی تھی، اس کے شرکاء ہموما

وہ لوگ ہیں جو پاکستان کے نظریہ سے ہمیشہ مختلف رہے اور ہمیشہ جمعۃ العلماء اسلام کے خلاف جمعۃ العلماء ہند سے وابستہ رہے۔ مارشل لا اٹھانے کے بعد ہم نے مرکزی جمعۃ العلماء اسلام کو اپنے خاص انداز کی وجہ سے دوبارہ منظم نہیں کیا جتنی جمعۃ العلماء کی طرف سے ایک نئی تنظیم ہو رہی ہے، میرا یہ رفقاء جمعۃ العلماء اسلام کا اس سے کوئی تعلق نہیں، میرا اس نئی تنظیم سے اس وقت تک واسطہ نہیں ہو سکتا جب تک وہ اس کو از سر نو تشکیل کر کے صحیح مقاصد کے لئے استعمال نہ کریں اس وقت تک اس میں میری شرکت کا بھی کوئی امکان نہیں، محمد شفیع عفی عنہ کراچی فی خبر المذاہب سنہ ۱۴۰۲ھ مطابق۔

دیوبندیوں کی نام نہاد جماعت اسلامی کا امیر مولوی مؤدودی صفا امریکہ کا ایجنٹ ہے

مطالعہ دستور اسلامی تمام جماعتوں کا مطالعہ ہے مگر نظام اسلامی کی آڑ لے کر مسلمانوں کے محبوب ملک پاکستان کو جو کہ ہزاروں قربانیوں سے حاصل کیا گیا ہے، اس کی جڑیں کھوکھلی کرنا اور ایسی ایک اس کو سیاسی چال ہی بتانا مولودودی کی اصل نعرہ ہے جتنا چھوڑ دی ابھی تک صاف لکھ رہے ہیں کہ وہ جو لوگ پاکستان کے مخالف تھے وہ پاکستان زندہ باد کے دلی فریب غروں کے متعلق جب یہ کہتے تھے کہ یہ فریب ہے، سیاسی چال ہے، تو کیا وہ غلط کہتے تھے؟ (یعنی یہ کہتے تھے) (ترجمانی القرآن، جمادی الاخرہ ۱۴۰۳ھ)

پاکستان کے جو دیں آنے سے قبل تو دیوبندیوں مؤدودیوں کی پاکستان دشمنی ظاہر ہی ہے مگر اب پورے نو سال گزرنے کے بعد بھی پاکستان کی دشمنی کرنا اور اسے سیاسی چال بتانا یہ دیوبندی مؤدودیوں کا ہی کارنامہ ہے، یہ کیوں ہو رہا ہے اس کے متعلق اگر ہم اپنی ہی طرف سے کسی امر کا اظہار کریں، تو دیوبندی مؤدودی صاحبان ہم پر بدعتی اور مشرک ہونے کا فتویٰ صادر فرما دیں گے، اس لئے خود تقاضا عدالت لاسہور میں وکیل تیرا محمد کی زبانی سن لیجئے، جتنا چھوڑ دو دیت کے مبلغ ایک ہندوستانی اخبار کا عنوان اور اقوال

مولانا مؤدودی کو امریکہ سے مالی امداد پہنچا رہی ہے

یہ عنوان قائم کرنے کے بعد دیر اخبار لکھتے ہیں۔

لاسہور ۲ نومبر ۱۹۵۵ء پنجاب میں قادیانی دشمن کے ہنگامہ کے متعلق تحقیقات کرنے والی

عدالت کے سامنے بیان دیتے ہوئے جرح کے جواب میں خواجہ نذیر احمد نے کہا کہ میرے پاس یہ کہنے کے لئے کافی وجوہ ہیں کہ جماعت اسلامی کے لیڈر مولانا ابوالاعلیٰ امجدی کو امریکہ سے مالی امداد ملتی تھی۔ جب عدالت نے گواہ سے پوچھا کہ وہ امریکا ذرائع کون سے ہیں جو مولانا امجدی کو امداد دیتے ہیں۔ خواجہ نذیر احمد نے کہا کہ اگر میں اس کی تفصیل میں جاؤں تو مجھ کی پیدا ہو جائے گی۔

انخبار قومی ادارہ لکھنؤ نمبر ۲۲ نومبر ۱۹۵۹ء جلد ۸ پر چوتھے صفحہ ۱۷۱ پر (۱۷۱)

یہ اس وکیل کی شہادت ہے جس کی یہ کاروائی لاسورس موجود ہے ناظرین کرام اس کو بار بار پڑھیں اسلام کے خدا و انگریزوں کے ایجنٹوں دیوبندیوں و ودیوں کے پس پردہ معاملات کا خود اندازہ فرمائیں

نتیجہ ظاہر ہے

کہ دیوبندی مذہب کے یہ سب مولوی انگریزی ایجنٹ تھے، اور اپنے برطانوی دامائے قیس میں معمول کر کے ہی دنیا کے اسلام کو بدعتی و مشرک کہہ کر اپنے منہ پر لٹکاؤ خوش کرتے تھے مذکورہ الصدر وحوالہ جات سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ دیوبندی فقہ صرف انگریزوں اور ہندوؤں کی ہی ایجاد کردہ ایک لعنت تھی، اور ان دیوبندیوں نے محض فریب کاری سے اپنے کو انگریزوں کا مخالف ظاہر کر کے اس بدگستاخ سے عوام کے سامنے اپنی جھوٹی شخصیت بجالا رکھنے کے لئے یہ ایک سٹنٹ بنایا ہوا تھا کیونکہ اگر وہ کھلم کھلا انگریزوں کو سجدہ کر کے یہ فریب نہ دیتے تو ہندوستان میں ان کا مشن شائع ہونا مشکل تھا، جہاں انگریزوں نے قادیانی کتاب کو اسٹنٹ متور کیا ہوا تھا، وہاں مسلمانوں کو بھی کہا کہ اپنے کے لئے انہوں نے دیوبندیوں کو تخرابیں دے کر مختلف قسم کی سیاسی و مذہبی جماعتیں تشکیل دے کر کام کرنے کی ہدایت کی تھی، اور دیوبندی مذہب کے مولوی انگریزوں و ہندوؤں کے بیکہ ٹنگ خوار تھے ہی وچ تھی کہ جب پاکستان بن رہا تھا تو ملک ہند سے انگریزوں کو بستر بوریا باندھتا دیکھ کر انگریز کی مخالفت کرنے والے ہر مسلمان پر دیوبندیوں نے بدعت و کفر کی نشیں گرم کی ہوئی تھی اور آج بھی گرم ہے اور دیوبندیوں کا اللہ تعالیٰ جل شانہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنا یہی سب انگریزوں کی سنہری آنکھ کی ٹنگ حلائی کا مظاہرہ تھا۔

سستی بریلوی علماء پر انگریزوں کی غصہ ناک نظر

انگریزوں نے سرزمین ہند میں قدم رکھتے ہی دیوبندیوں کو اہل اسلام پر بدعت و شرک کی فونی بازی کے لئے خود اعلیٰ اہل سنت و جماعت نے دیوبندیت کی اس ناپاک و ہنسیت کو چیلنج کیا اور مدبر دیوبند کے خطرناک خارجی مشن کی تباہ کاریاں عوام و خواص کے سامنے ظاہر کیں، تو انگریز و دیوبندیوں نے مل کر سنی بریلوی علماء کو پھیلنے کی ناکام مساعی شروع کر دیں کیونکہ بریلوی علماء دیوبندی انگریزی سولویوں کو نفرت کی نظر سے دیکھتے اور مسلمانوں کو انگریزی اقتدار کے خلاف ابھارتے تھے۔

انگریز سے سُنی بریلوی علماء کی ٹکڑے

انگریز کی اسلام دشمنی کسی سے مخفی نہیں کہ اس نے اپنی پوری قوتوں سے مسلمانوں کے دل و دماغ پر اپنی قوت کا سکہ بٹھانے کی مکمل چالیں چلیں مگر اہل اسلام و سنی بریلوی علماء کے لئے سرزمین ہند میں انگریزوں کا وجود مسلمان کی موت سے کچھ کم نہ تھا وہ علماء نے رہنمائی اٹھے اور دیوار آہنی کی طرح دیوبندیوں و انگریزوں کے مقابلہ میں ڈٹ گئے، علم جہاد بلند کیا، اور انگریزی حکومت کے پرچے اڑا ڈالے، جس کی جنگ آزادی میں اعلیٰ نفرت بریلوی کے دادا مولانا رضا علی خاں جنرل بخت خاں کے خصوصی معاون تھے پھر کیا تھا بعض حرام خوردوں نے بریلوی علماء کو اسی جرم میں ہی انگریزوں و ہندوؤں کے اشارے پر بدعتی کہا، شرک کہا، سب کچھ کہا، گمان ہندوگان خدا کی رودتوں پر ہزار ہزار رحمت کہ ان کی ناقابل فراموش خدمت سے دیوبندیوں کا سفید آقا آخر کیا نتیجہ ان دیوبند کے مظلوم سر پر الو داعی ملے تھے پھر تاجواں بستر باندھ کر لندن جا لیا۔ دیوبندیوں نے انگریزوں کے مخالفوں کو بہتر پیچیدگی کہ بدعتی مشرک کہا، بکری چاروں کی کسی نے نہ سُنی، اور آخر دیوبندی اپنے سفید آقا کے جبر میں کہنے رہ گئے۔

آندھیاں ٹم کی یوں چلیں کہ مانع اچھے رہ گیا

سمجھ تھے آسرا ہے وہ بھی بھڑکے رہ گیا

سرزمین ہند سے اسلامی اقتدار کی سیج گئی اور انگریزی معاونت میں

دہائیوں کی ناپاک مساعی

آخری مسلمان تاجدار بادشاہ بہادر شاہ کو بدنام کرنے میں ولای مولویوں

کی سرگرمیاں

انگریز کے اشارے سے بہادر شاہ ظفر پر
ولایوں کا خاجیا تہا پاک قتل و بدعت
ولی میں ولایوں مولویوں کا گروہ بہادر شاہ ظفر کو
بڑا بدعتی جانتا تھا اور ان مسجدوں میں نماز پڑھنا جائز
نہیں سمجھتا تھا کہ جن میں بادشاہ کی طرف سے امام
مقرر ہوتا تھا۔ الخ (بہادر شاہ ظفر ص ۹۷)

انگریزوں کی مدد
میں بغاوت ۱۷۵۷ء کے عام فتنے کے وقت بجائے بغاوت اور نسا دکنے ولایوں
نے انگریزوں کی ہم اور بچوں کو باغیوں کے ہاتھ سے بچا کر اپنے گھروں میں چھپا
رکھا تھا۔ (بہادر شاہ ظفر بحوالہ تاریخ عجیب ص ۸۰)

تحریک آزادی کے بانی بریلوی اکابرین

اسیر فونگ بانی تحریک آزادی ہند

امام اہل سنت حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی شہید رحمۃ اللہ علیہ

بنکر دند خوش رہے بنگاک و خون غلطیدن

السر جزیرہ اندیس شہید ملت حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی ممتاز
شخصیت سے سرزمین ہند کا کوئی مسلمان بے خبر نہیں، علم و فضل میں آپ ایک ممتاز شخصیت تھے
علم معقول کی مائیدان کتابوں قاضی مبارک وغیرہ آپ کے حواشی سے ہر موافق و مخالف مستغنی
ہے۔ اور آپ ہدیر سعید وغیرہ معتبر تصانیف کے مصنف ہیں۔ دیوبندیوں کے امام اسماعیل نے
جب لکھنؤ وغیرہ میں انگریزی حکومت سے وفاداری کے وعظ کئے، اور ہندوؤں اور انگریزوں
کے اشارے پر بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں کتاب تقویۃ الایمان وغیرہ لکھیں، تو حضرت
امیر جویا ندویہ رحمۃ اللہ علیہ نے افکار نظیرہ العینیت فرما کر اسماعیلی فرقہ کی پوری سرکوبی فرمائی۔
سرزمین ہند میں انگریزوں کے خلاف علم جہاد بلند کرنے والی سب سے پہلی شخصیت حضرت

مولانا فضل حق خیر آبادی رجسٹرانڈ علیہ ہی تھے آپ نے ہی انگریزوں کے خلاف مسلمانوں کو منظم کر کے برطانوی حکومت کے قلعوں کی بنیادیں تیز کر لی تھیں اور آپ کے بعد جس قدر ہی جماعتیں قیام پزیر ہوئیں انگریزوں سے برسرِ پیکار ہوئیں ان سب کے روحانی قائد آزادی حضرت مولانا فضل حق شہید مرحوم ہی تھے حضرت مولانا شہید مرحوم اور آپ کے ساتھی سنی بریلوی علماء نے جب انگریزوں کے خلاف علمِ جہاد بلند فرمایا تو بعض پریٹ کے کتوں کے اشارے پر ان مجاہدین اسلام کو جیل کی کالی ٹوٹھڑوں میں بند کر دیا جائے مگر جب جیل کی تاریک دنیا بھی ان خاصانِ حق کے عزائم میں کچھ رکاوٹ پیدا نہ کر سکی تو بالآخر حضرت مولانا مرحوم کو ان کے بڑے بڑے علم و فضل کے شاہسوار رفیقوں کی معیت میں جلا وطن کر کے جزیرہ انڈین میں محبوس کر دیا گیا، اور آخر کار وہ مردِ مؤمن اسی جزیرہ انڈین کی تاریک گوشہ نشین میں جامِ شہادت نوش کرتا ہوا داخلِ جنت الفردوس ہوا۔ انگریزی اقتدار کی تاریخ کسی پر مولانا مرحوم نے جو مصائب برداشت فرمائے، تو تاریخ اس کی شایدیں مولانا نے خود اپنے قلمِ دیدلالت اور اپنے مصائب کا تذکرہ اپنی گراں قدر تصنیف رسالہ فخرِ حبیبیہ البوالکلام آزاد نے الشوریۃ الہندیہ کے نام سے طبع کرایا تھا میں یہ رسالہ اصل نہایت فصیح بلیغ شیخِ حقانیؒ کی ہے جو کہ راجہ امجد علیؒ کی تازہ کاری تصنیف البراقیت الہدیہ فی شرح الشوریۃ الہندیہ میں چھپ چکا ہے یہاں ہم صرف اس کے ترجمہ کا اندراج مناسب سمجھتے ہوئے اہلِ زدنی کو مطالعہ کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ یہ ترجمہ بہادر شاہ ظفرؒ میں شامل ہے۔ بعد ازاں سب معلوم ہوتا ہے کہ ترجمہ سے اڈل کس احمد صاحب نے جو تعارفی نوٹ دیئے ہیں، یہ سچے محققانہ ہیں پھر بھی پھر الشوریۃ الہندیہ کا مطالعہ فرمائیے اور قائدِ حقانیک آزاد کی سنی بریلوی علماء کا شکریہ ادا کیجئے جن کے صدقے آج آپ پاکستان کی پیاری زمین میں آزادی سے زندگی کی مسرتوں سے مالا مال ہیں۔

مولانا فضل حق خیر آبادی

مولانا فضل حق خیر آبادی، ایک یگانہ روزگار عالم تھے، بریلی زبان کے ماننے ہوئے ادیب اور شاعر تھے، علوم عقلی کے امام اور مجتہد تھے، اور ان سب نصاب سے بالان کی خصوصیت تھی کہ وہ بہت بڑے سیاستدان، مفکر اور مدبر بھی تھے، مسندِ دوس پر بیٹھ کر وہ علوم و فنون کی تعلیم دیتے تھے اور ایرانِ حکومت میں پونچ کر وہ دور رس فیصلہ کرتے تھے، وہ بہادر اور شجاع بھی تھے فخر کے بعد نہ ہانپتے مسرور، ماز و رزم آرا ایسے تھے، جو گوشہ عافیت کی تلاش میں مارے مارے

پھر رہے تھے۔ لیکن مولانا فضل حق ان لوگوں میں سے تھے جو اپنے کئے پر نادم اور پشیمان نہیں تھے۔ انہوں نے سوچ سمجھ کر میدان میں قدم رکھا تھا اور اپنے اقدام و عمل کے نتائج سمجھنے کے لئے وہ جو مسئلہ مندری اور دیرلی کے ساتھ تیار تھے۔ سراپنگلی، ادھشت اور خوف یہ وہ چیزیں تھیں جن سے مولانا بالکل ناواقف تھے۔ مولانا کی شخصیت، سیرت، کردار، اور علم و فضل پر ضرورت تھی کہ ایک منفصل کتاب لکھی جاتی لیکن وہ ایک زور و فراموش قوم کے فرد تھے۔ فراموش کر دیئے گئے۔ اور کچھ دنوں کے بعد لوگ حیرت سے دریافت کریں گے کہ یہ کون بزرگ تھے؟
مولانا کے حالات و مسائل کی کمی کے باوجود جو کچھ بھی مستند طور و دستیاب ہو سکے وہ مختصر طور پر درج کئے جاتے ہیں۔

اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ مولانا کی تحریک میں

آزادی میں علماء کا حصہ

مولانا فضل امام خیر آبادی صدر العبد و دینی مفتی صدر الدین خاں آزادہ مفتی غلام غلام احمد کوروی مفتی صدر الدین کول دیوبلی، مولانا فضل رسول بدایونی سررشتہ دار کلکٹری صدر فخر سبزواری، مفتی الغلام اللہ گویا موٹی قاضی دیوبلی و سرکاری وکیل الہ آباد و مولانا مفتی الطیف اللہ علیگر بھی سررشتہ دار امین بریلی، صدر فضل حق خیر آبادی سررشتہ دار دیرہ اسماعیلیہ و صدر العبد و دینی مفتی محمد حنفیہ صاحب اور دہ، مولوی غلام قادر گویا موٹی ناظر سررشتہ دار حالت دیوانی و تحصیلدار گورکھ پور مولوی قاضی فیض اللہ کشمیری سررشتہ دار صدر العبد و دینی وغیرہ یہ سب اپنے وقت کے بے نظیر و عدم المثال کا بڑا حصہ تھے جنکو مت کی باگ ڈور انہی کے ہاتھ میں تھی۔ مسلمانوں کی سلطنت کی پرباوی ان کے لئے ناقابل برداشت تھی۔ مولانا کا انتظار تھا کہ اس کا وقت آیا تو سب میں پیش پیش یہی حضرات تھے۔ والہانہ ریاست اور اراکین دولت میں نا تو حسرت پھر لیکن دالہ یہی تھے۔ کوام کو اختیار نا اور فتویٰ جہاد جاری کرنا انہیں کام تھا۔ اور انقلاب شہید سب سے زیادہ مصائب اٹھانے اور آتش حریت میں جلنے والے ہی شمع شبستان آزادی کے پروانے تھے۔

سر سید احمد مولانا فضل حق کے بارے میں لکھتے ہیں

سر سید احمد کا خراج عقیدت

جناب مولانا مولوی فضل حق حضرت خلیفۃ المسیح

میں جناب مولانا فضل امام کے زبان قلم نے ان کے کمالات پر نظر کر کے فخر خاندان سمجھا ہے۔ اور فکر دقیق نے جب بزرگ کو دیکھا ہے کہ فخر جہاں پایا، جمع علوم و فنون میں جیتا ہے۔ روزگار میں اور منطق

رہے۔ ریاست دہلی میں نواب یوسف علی خاں نے بلایا اور ملکہ اختیار کیا۔ نواب کلب علی خاں نے بھی کچھ پڑھا پڑھے عالم تھے۔ اور عربی کے اعلیٰ پایہ کے شاعر۔

میر سید احمد خاں نے امارا لکھنا دیکھا اور شمس المیر احمد دینا کی نے انتخاب یادگار میں مولانا فضل الحق کے عربی قصائد کا انتخاب درج کیا ہے۔

(داستان نادر و عجائب قادری)

مولانا غوث علی شاہ قلندر واقعہ بیان کرتے تھے کہ علامہ نے ایک قصیدہ عربی میں امر القیس کے ایک قصیدہ کی طرح پڑکھا اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کو

ایک علمی لطیفہ

سنانے کہ لے گئے۔ شاہ صاحب نے ایک مقام پر اعتراض کیا اس کے جواب میں انہوں نے پیش شعر متقدمین کے پڑھ دیے۔ مولانا فضل ایام بھی اس وقت وہاں موجود تھے۔ وہ فرما لے گئے کہ کس حد ادب علامہ نے جواب دیا کہ حضرت یہ کوئی علم لغویہ تو ہے نہیں، فن شاعری ہے اس میں بے ادبی کی کیا بات ہے۔ شاہ صاحب نے فرمایا پر شور دار تم کچھ کہتے ہو کچھ کو سہو ہوا ہے (تذکرہ غوثی) علامہ عربی کے سوا فارسی میں بھی فکر سخن کرتے تھے۔ فرتی مخلص تھا یہ شعر نقل ہے۔

فرتی زر کعبہ رفتی بار بار بنام مسلمان نامسلمانی ہنوز

اکابرین دہلی اور مولانا فضل حق ابو ظفر ولی عہد سے مولانا کے دوستانہ مراسم تھے، قلوب میں آتے جاتے وہی وہی تھی، کہ ایک طرف حدیث و فقہ کا دور دورہ

تھا۔ دوسری طرف منطق و فلسفہ کی گرم بازاری، شعر و سخن کے گلی کوچہ میں چرے بڑے بڑے کہنہ شوق شاعر موجود ان کے ہم سبق مفتی صد الدین خاں آزرہ دوستوں میں مولوی امام بخش جھپٹائی، علامہ عبداللہ خان علوی، حکیم مومن خان مومن، نواب مرزا اسد اللہ خاں، غالب و نواب حنا الدین خاں، شاہ شہید الدین شاہ محمد ابراہیم دوقی، حکیم آغا جان عیش حافظ عبدالرحمان احسان میر حسن نسکین سے بکمال لوگ تھے، شام کو مولانا کے یہاں نشست رہا کرتی۔ دھجھ دھنا

تجارت اور کاروبار مولانا کو تجارت اور کاروبار سے دلچسپی تھی اللہ کے دیئے ہوئے

طاہریت خداوندی سے زور دیتے تھے۔ آپ ان میں سے تھے تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر میں غارچ نہ ہو سکتی تھی، ہر ہفتے شہر قرآن پاک فرماتے تہجد کی غازیابندی سے ادا کرتے جو تو اہل برائے اس درجہ موافقت کرتا ہوا، اس کے فرائض کا حال خود سمجھ میں آتا ہے طیبہ پر شفیق اور زمین تلامذہ کے پڑھانے پر حریص تھے۔ آسان اور سہل الفاظ میں سمجھاتے کسی کے سمجھانے سے

بات نہ سیکھتے، بلکہ خود تہذیب کو پونچھتے، تعلیم قدر میں اسے بھگ گروہ (خطیب پیر سعید) اور عام طالب علم میں ذرہ برابر فرق نہ کرتے۔
(باجی ہندوستان)

سہادر شاہ کی عقیدت
مولانا فضل حق نے یوحہ تسلط انگریزی حکومت ملازمت ترک کر دی
عصرہ کے بعد سلطان بہادر شاہ ظفر کے کہنے پر یندیشی میں اپنے آپ کو تبدیل کر لیا مگر یہاں بھی رنگ بے رنگ تھا۔ یہ نازک مزاج واقع ہوئے تھے حکام تھے، تنگ مزاج حقیقہ مراتب کہاں، اور باب علم اور بے علم سب ایک آنکھ سے دیکھے جاتے۔ علامہ نے استعفیٰ دے دیا۔ نواب فیض محمد خان کیس جھگڑنے پانچ صد روپیہ مامور مہارفت کے لئے پیش کیا اور قدر دانی کے ساتھ اپنے پاس بلایا روانہ کی وقت ولی عہد سلطنت صاحب علم ابو ظفر بہادر نے اپنا ملبوس دو شالہ علامہ کو اوڑھوا دیا، اور بوقت رخصت آبدیدہ ہو گئے۔ کیا کوئی نمونہ آپ جاننے کے لئے تیار ہیں میرے لئے بجز اس کے اور کوئی چارہ کا، نہیں کہیں بھی اس کو منظور کروں مگر خدا علم ہے، الخط وادع زبان پر لانا تو چاہتا ایک واسطہ تک بھیج رہے ہیں ہمارا یہ الونٹ بلوالیا کچھ دنوں سہارن پور قیام رہا پھر نواب برصغری خان نے رام پور بلالیا خود ملکہ شہنشاہ کیا اور مکرر نظامت اور مراعات عدالتوں میں مشغول کر دیئے تھے۔ نواب ملک علی خان نے بھی کچھ آپ سے پڑھا، آئندہ دس برس رہنے کے بعد لکھنؤ چلے گئے، وہاں عداوت اور مصدور ہو گئے (انتخاب بادگار مینا)۔

اولاد
مولانا فضل حق کی اولاد ترمیسہ میں مولانا عبدالحق تھے، جو برائے اعتبار سے ان کے صحیح جانشین تھے علامہ کی صاحبزادی بی بی سعید النساء والدہ حضرت مفتی اختر آبادی بھی بڑی شان و شوکت تھیں۔ جرمانہ تخلص فرما تی تھیں۔ یہ مشہور زبان نزد بشر موصوفہ ہی کا ہے۔

خانہ یار کا کیا غم کو بہنا بلاقوں عید شقائق یوزد یک بھی ہے دور بھی ہے
واجب مل شاہ کی معزولی کے کچھ عرصہ بعد ہندوستان کی تحریک نزع ہوئی مولانا فضل حق آزادی کا آغاز کو اپنا وطن عزیز تھا، وہ اس کی غلامی پر کڑے تھے۔ وہ اس سے واقف تھے کہ مسلمانوں نے جاہ و جلال کے ساتھ اس ملک پر کرم و بیش ایک ہزار سال تک حکومت کی اور یہ حکومت اب مائل بہ زوال و انحطاط ہے اور اس نروال و انحطاط کا سبب انگریز ہیں۔ وہ انگریزوں سے نفرت کرتے تھے اور انگریزوں کو لگاتار لے کے لئے برسرِ منظر اور باقاعدہ تحریک میں حصہ لینے پر دل و جان سے آمادہ رہتے تھے چنانچہ خدر حب شروع ہوا تو مولانا نے نابل تحریک ہو گئے۔ وہ بہادر شاہ کے عقیدہ مغرب اور مشرق سے ان کے درمیان شریک ہو کر تھے، انہیں اہم معاملات و مسائل پر مشورہ دیتے تھے اور اس بات کے ساعی تھے کہ آزادی کی یہ تحریک کامیاب ہو اور انگریز اس دہس سے عینہ عینہ کے لئے رخصت ہو جائیں، مولانا نے خدر میں ولی و اور جرات کے ساتھ علانیہ حصہ لیا، انہوں نے متعدد وایان ریاست اور امارتے جند کو اس تحریک میں شامل

کرنے کی کوشش کی جس والی ریاست سے ان کے ذاتی تعلقات درہم تھے خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان خود ان کے پاس پہنچے اور اسے آزادی وطن کا واسطہ دیکر جہد و ہمد میں شریک کرنے کی کوشش کی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس شخص کیسے کہ مولانا کی شرکت سے بڑی قوت پہنچی۔ (دہلوی شاہ غفر مراد)

استقلالِ حق اور مولانا فضل حق مولانا فضل حق جذباتی آدمی نہیں تھے وہ واقعات اور حقائق کو تسلیم اپنے ملک اور قیادت سے محبت اور تعلق کے ساتھ قائم رہتے تھے۔ خواہ اس راستے میں انہیں کفر کے فتوے سے سابقہ پڑے یا طنز و تشنیع اور ملامت سے بھٹکنا پڑا وہ اپنی میں واقعات ایسے پیش آئے جنہوں نے مولانا کی روح پروردگی و قادیانیت پر بہت برا اثر ڈالا وہ بدنام کئے گئے۔

فضل حق اور بہادر شاہ بہادر شاہ ظفر کی نظر میں مولانا فضل حق کی کیا حیثیت تھی اور اتہامات اور میر گس طرح حصہ لیتے تھے اس کا ہلکا سا اندازہ اس روزنامہ سے ہوتا ہے۔

میرٹھ سے دہلی پر آزاد فوج نے ۱۸۵۷ء کو حملہ کر دیا قتل و غارتگری کا بازار گرم ہوا بادشاہ دہلی سرگرمیوں کا مرکز بنے علامہ علی شریک مشورہ رہے ہندی جیون لال اپنے روزنامہ میں لکھتے ہیں ۱۷ اگست ۱۸۵۷ء مولوی فضل حق شریک و بار ہوئے۔ انہوں نے اشرفی ندر میں پیش کی اور صورت حالات کے متعلق بادشاہ سے گفتگو کی۔

۲ ستمبر ۱۸۵۷ء بادشاہ دربار عام میں تشریف فرما ہوئے۔ مرزا الہی بخش مولوی فضل حق میر سعید علی خاں اور حکیم عبدالحق آداب بجا لائے۔

۱۷ ستمبر ۱۸۵۷ء مولوی فضل حق نے اطلاع دی کہ پتھار کی فوج آگے چلی گئی ہے اور انگریزوں کو شکست دینے کے بعد شہر پر حملہ کر رہی ہے۔

۲۷ ستمبر ۱۸۵۷ء بادشاہ دربار میں آئے حکیم عبدالحق میر سعید علی خاں مولوی فضل حق بدرالدین خاں اور دیگر تمام امرا اور رؤسا شریک و بار ہوئے۔ (خبر کے بیچ و شام روزنامہ جیون لال)

عذر کے بعد مولانا کے مصائب علامہ نے رسالہ التوحۃ الہندیہ میں لکھا ہے کہ وہ انگریزوں کے قبضے کے بعد پانچ یوم تک جھوکے پیات سے مکان

کے اندر بند رہے۔ پانچویں روز قابل و خیال اور فروری سامان کے کشتی میں چھپ کر نکلے، دربار عبور کئے، میدانِ قلعہ گئے خوابِ صفدر یا جنگِ بہادر کا بیان ہے کہ علامہ سے متعلقین بھیکیں پور ضلع علی گڑھ آکر اٹھا رہے روز رہے۔ صاحبزادے مولانا عبدالحق بھی ساتھ تھے۔ خوابِ صفدر یا جنگ

سہارنہ سے پیچھے دیکھ کر بھی بتایا جس میں علامہ فرکوش ہوئے تھے جو بھیکس پوری کی گلی میں برج پر چارنب مشرق واقع ہے، اسے مشرعیہ عبور خاں شیر دانی نے اسے (علیگ) کے تصرف میں ہے تو اسے صفدر یار جنگ ۱۸۶۷ء میں پیدا ہوئے، علامہ کے درود اور شہادت نامہ ۱۸۶۷ء کے نوسال بچپن میں والد ماجد اور عم محترم سے یہ واقعات سنئے اور فطرت خدا داد کی بنا پر انہیں مادر رکھا موصوفت سے یہ بھی بیان کیا کہ والد ماجد محمد تقی خان اور مولانا عبدالحق میں کافی تعلقات بھی ہو گئے جو بعد میں خط و کتابت کی شکل میں جاری رہے۔ (باضی مہندستان)

اگرچہ مکہ و مکتورہ کا اعلان شائع ہو چکا تھا اور عفو عمومی کا اعلان کیا جا چکا تھا، پھر بھی مولانا گرفتار کر لئے گئے اور انہیں جس دوام گرفتاری اور ستماری

عبور در بایں شور کی سزا دی گئی۔

مصابی کا خاتمہ علامہ کی ذات پر ہی نہیں ہو جاتا، اولاد و احباب کو ضابطی اٹلاک و جان داد بھی پریشانیوں کا سامنا رہا سب سے بڑی مصیبت ضابطی جان داد و اٹلاک کی تھی، علامہ بڑے امیر کبیر تھے، دولت و ثناء و دین دونوں سے سہرہ در صاحب مکر و وفار تھے، حکام وقت شہزادگان عالی تبار امراء و رؤسا اور علماء و ضابطی بھی عزت کرتے تھے، شاہانہ زندگی گذاری، مانتھی کھڑے پاکی فینس اور دوسری شان و شوکت کی سواریاں ہر وقت دروازے پر موجود رہتیں جب مولانا عبدالحق پیدا ہوئے تو دہلی کے خواص و عوام اور بزرگان وطن نے بھی بطور اظہار خوشی نذرانے اور تحفے لاکھوں روپہ کے پیش کئے۔

جرم بغاوت ثابت ہو جانے پر خیر آباد کا مستقیم و مالی شان دیوان خداداد و عمل سر اضبط کر کے بعد خیر خواہی سرور محمد ہاشم سیدنا پوری (سورت اعلیٰ آغا فتح شاہ مشہور ملیدر سیتا پور) کو دے دیئے گئے، انہوں نے رئیس کمال پور ضلع سیتا پور جواہر سنگھ کے ہاتھ پانچ سات ہزار کوٹوں کے مول فروخت کر ڈالے عہدہ دراز رنگ راجہ جواہر سنگھ اور ان کے بعد ان کے بیٹے راجہ سورج بخش سنگھ نے اپنی فکر پر قائم رکھے، مولوی حکیم ظفر الحق بن مولانا عبدالحق فرماتے ہیں کہ خود راجہ مذکور نے مجھ سے کہا کہ صرف علامہ کی یادگار میں میں نے اسے محفوظ رکھا ہے جب بارش کی کثرت اور غیر آہستہ بہ بہش سے شکست و ریخت کے آثار نمودار ہوئے گئے تو ایک ایک پتھر کو درستی کے لئے جیجا تجمیدہ دوستی تیس تیس ہزار روپیہ بتایا گیا تو راجہ نے عجب و اسحق کھدوا کر کمال پور منگوائے اور کچھ سامان حکیم سید انوار حسین شیر آبادی مشہور طبیب معالج خاص تعلقہ داران اودھ

کو دے دیا، ورنہ البتہ یادگار باقی رہنے دیا جو آج بھی صاحب مکان کی عظمت و جلال کا شیرازہ زبان حال سے پڑھ رہا ہے، اور دیکھنے والوں کے لئے حیرت و محظنت کا سامان مہیا کر رہا ہے۔

(بانی ہندوستان)

انڈومان کی زندگی

علامہ اوران کے ساتھیوں کو کیا کیا تکالیف اٹھانا پڑیں اور انڈومان میں کیسے ذلت آمیز برتاؤ سے سالہ در سالہ قضاہ میں اس کا مفصل ذکر موجود ہے سپرنٹنڈنٹ ایک شریف، انگریز تھا، مشرقی علوم سے واقفیت رکھتا تھا اور فنِ ہیئت کا بڑا ماہر تھا۔ اس کی پیشانی میں ایک سزایافتہ مولوی بھی تھے انہیں ایک فارسی کی کتاب ہیئت کی دی کہ اس کی عبارت صحیح و درست کر دیں مولوی صاحب سے تو کام چلا نہیں علامہ نئے نئے لگے تھے ایک ہی سال گذرا تھا ان کی خدمت میں وہ کتاب پیش کر کے تصحیح کی گزارش کی، علامہ نے ذمہ و عبارت درست کی بلکہ مباحث میں بہت کچھ اضافہ کر کے حاشیہ پر بہت سی کتب کے حوالے لکھ دیئے جب یہ کتاب مولوی صاحب سپرنٹنڈنٹ کے پاس لے گئے تو وہ دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا کہنے لگا مولوی صاحب تم بالائن آدمی ہے، مگر جن کتابوں کے حوالہ میں اندمان کی جو عبارتیں نقل کی ہیں یہاں کہاں ہیں؟

مولوی صاحب سکرا ائے اور اصل واقعہ علامہ کا کہہ سنایا، وہ اسی وقت مولوی صاحب کو لے کر پارک میں آیا، علامہ موجود نہ تھے کچھ دیر انتظار کے بعد دیکھا کہ نوکرانہ میں دباے چلے آ رہے ہیں وہ یہ ہیئت دیکھ کر آنکھوں میں آنسو بھر لایا، معذرت کے بعد کمر کی میں لے لیا گو رنڈنٹ میں سفارش بھی کی۔

آزادی کے مصائب کا ایک خونچکان باب اکابر نامہ کا یہ کہ جس میں

فضل حق اور غالب

دہلی سے روانگی کا وقت آیا تو بہادر شاہ سے جو اس وقت دلی عہدہ تھے، مولانا کو بلا کر ویشالہ میں اس خاص ان کے کندھوں پر رکھ دیا آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا۔

شہنائے گوند کے من و خلعت سے شوم مرا جزا تکہ پذیرم گزیر نیست اما نیر و دانہ و دانہ کہ لفظ و دواں اندول بہ زبان نمی رسد لایہ جزا بر جبر قہیل،

غدر کے بعد مولانا بھی مجاہدین کی اعانت میں گرفتار ہوئے اور جس دوام کی سزا دے کر انڈیمان بھیج دیا گیا غالب یوسف مرزا کو کہتے ہیں۔

مولانا کا حال کچھ تم سے مجھ کو معلوم ہوا کچھ مجھ سے تم معلوم کرو۔ میرا خوشی و غم دوام عین حال رہا۔ سبکداری کی کڑی جلدوریائے شہر کی طرف روانہ کر دینا تم کو معلوم ہو جائے گا۔
ان کا بیٹا ولایت میں اپیل کیا چاہتا ہے کیا ہوتا ہے جو ہونا تھا، سو ہو گیا، انا اللہ والہ
راجہوں، میاں، داد خان سیاح سیر کرتے ہوئے کلکتہ پہنچے تو غالب انہیں ہم اکٹوبر ۱۸۵۸ء
کو لکھتے ہیں۔

ہاں خاں صاحب آپ جو کلکتہ پہنچے ہوا در سب صاحبوں سے ملے تو مولوی فضل حق کا حال اچھی طرح دریافت کر کے مجھے لکھو کہ اس سے رہائی کیوں نہ پائی؟ وہاں جزیرہ میں اس کا کیا حال ہے، گیارہ کس طرح ہوتا ہے؟

مولانا فضل حق نے انڈیا میں ۲۷ فرستادہ ہجری کو وفات پائی، نامہ غالب میں ایک واقعہ پر مولانا کے ایک رسالہ سے اقتباس دیتے ہوئے لکھا ہے: *فخر الفضل* رحمہ اللہ، امیر الدہلوی فضل حق رحمہ اللہ علیہ، (غالب از غلام رسول بہر)

مولانا کا حکم رہائی صادر ہوا لیکن کب؟ جب وہ اس دنیا سے عبید ہوئی ذوق ولے شام کو | زحمت ہو چکے تھے وہ ۱۸۵۸ء میں مولانا فضل حق پر حرم نفاوت مانڈ گیا، اور جس دوام لیمور دیائے شور کا حکم صادر ہوا لیکن مولانا کے فرزند اوشی غلام غوث بیخبر نے مقدمہ کی پیروی جاری رکھی اور آخر رہائی کا حکم حاصل کر لیا۔ لیکن تاہم اوراق از عراق والامضمون صادق آیا، جس وقت پروانہ زاد کی پہنچا اس وقت مولانا کا جنازہ نکل رہا تھا ۱۸۵۸ء ہجری مطابق ۱۸۵۸ء میں وفات پائی، اور انڈیا میں سپرد خاک ہوئے۔

مشرب الکلام آزاد لکھتے ہیں والد صاحب نے معقولات کی یہ تکمیل مولوی فضل ابوالکلام کی روایت | حق سے کی تھی، اشنا، درس میں بھی ان کا ذکر آتا تھا تو فرماتے تھے میں نے اس خوش تقریر انسان کو بھر نہیں دیکھا، مجلس کی تقریر اور درس کی تقریر دونوں میں بے مثل تھے۔ ان کی ایک تقریر وحدت الوجود پر اس قدر مشہور ہوئی کہ دور سے اہل علم اس کے سنتے کے لئے آتے تھے۔

(غالب از غلام رسول بہر)
مشہور شاہ حرمینہ شکوہ آبادی مولانا کے ساتھ انڈیا میں جلا وطنی کی رفیق مجلس کی یاد | زندگی بسر کر رہے تھے کس صبر سے کہتے ہیں سے مولوی بے نظیر فضل حق اسم شریف پ۔ دہلی سے تانکھنوش تبر و مؤتمن

قید میں ہیں اور وہ رہتے تھے ایک ہی جگہ : عین ہندو میں تھے غرق بحیرہ محسن !
 نصیحت قصیدہ کیا سنا تھے ان کے رحم : ختم ہوا جب تھے وہ جہنم گورد کھن !
 (عذر کے چند علماء)

غالب کی تاریخ وفات

اسے دریا خدوہ ارباب فضل : کر دسویں جنت الٰہی و فیہ السلام
 چوں ارادت از بے کسب شرف : جنت سال فوت آن عالی مقام
 چہرہ ہستی فراشیدم تخت : تا تانائے خسر جگر دو تمام
 گفتسم اندر سایہ لطف نبی : باد را مشگہ فضل امام
 (سید حسین)

مولانا فضل حق خیر آبادی، نہ صرف منطق و فلسفہ کے امام تھے بلکہ وہ عربی کے بلند پایہ ادیب اور شاعر بھی تھے وہ عربی زبان پر اہل زبان کی سی قدرت رکھتے تھے ہر یہ سید یہ محض ایک فنی کتاب ہے لیکن اس کی ایک ایک سطر مولانا کے ذوق ادب کی تصویر ہے، فقرے سائے میں ڈھلے ہوئے نکلتے ہیں، الفاظ موتی کی کی طرح اپنی چمک دمک دکھاتے ہیں، انداز بیان کی فصاحت و بلاغت یہ محسوس بھی نہیں ہونے دیتی کہ جو فلسفہ کے خاستان میں بادیہ چھاؤں گروہ ہے میں، بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جنتان ادب اور حدیقہ معنی کے گلگشت میں مصروف ہیں، جس دوام عبور دریائے شور کے عہد پر محسن میں جب نہ عافیت ملے تھی، نہ سکون خاطر، نہ قلم پاس تھا، نہ صفحہ قرطاس، مصائب کے جھوم و تکلیف کی پوش اور لام جھوم کے غلبہ نے دل و دماغ کی کائنات درجہ بزم کر رکھی تھی۔ عیش و نشاط کی لبطا لٹ چکی تھی، تاریخ الہالی اور امارت کا دو خرم سوہن کا تھا، شمع اور کامرانی کا سہوہ دور ماضی میں چمکا تھا یہ عالم ہے بدل اور یا مکمل، کچھ نفس میں بیٹھا کوئلہ کو قلم بنا کر پھینکے پرانے کا غذائے کاسبارا لے کر اپنے شاہناہ اور واردات قلم منکر کر رہا تھا۔

تشریں بھی اور نظم میں بھی۔

”الشورۃ الہندیہ“ یعنی تحریک آزادی ہند کی داستان، وہ داستان ہے جس کا وہ ایک ٹکڑا تھا ایک تماشائی کی بھی اپنے قلم حقیقت رقم سے صفحہ قرطاس پر ثبت کر رہا تھا۔

اس داستان کا یہ ترجمہ صاف ہے، واضح ہے، دل نشین ہے اور گوکہ بعض مقامات میں مترجم مولانا کے اردات سے بیگانہ رہے ہیں تاہم تشہیمی مطلب کے لئے علامہ ضرور ہے۔ اور پھر اس میں وہ عذوبت، وہ لطافت، وہ وضاحت، وہ بلاغت، وہ روانی اور جوش وہ متشاس اور کیفیت کہان جو اصل عربی میں ہے جو فضل حق کی کلک گوہر مسلک سے بچی اور حیات جاوید پاکر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے صفو تاریخ پر ثبت ہو گئی، بہر حال اب وہ داستان پڑھئے۔ پیرا کر آفتاب جاری ہے اور غنمی سرخیساں بھی جم تے قائم کی ہیں۔ (سہادر شاہ)

اُردو ترجمہ

الثَّوْرَةُ الْهِنْدِيَّةُ

رسالہ ہندوئیہ

جسے قائد تحریک آزادی ہند امام العظیم والعلماؤ شمس المفسرین بدر المحدثین استاذ المتقول
والمتقول حضرت علامہ مولانا فضلہ حسین شہید رحمۃ اللہ علیہ غیر آبادی نے بزرگ اندامان
میں جبل کی کال کو پتھروں میں بھیجی کے کوئلوں کی سیابھی اور خون جگر کے یانی اور قیدیوں
کے پھیلنے ہوئے کپڑوں کے ٹکڑوں پر ثبت فرماتے ہوئے ان الفاظ سے شروع فرمایا:

الحمد لله عظیم الرجال لانجاء من دون
الام جاز من البلوی والبلی والبلاد الج



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تمام شائیں اس خدایت کے لیے ہیں جس سے نیکوئی کا امید کے محنت و کوشش کمین کی و پسیدگی اور علم و تکلیف سے نجات دینے کی محبت بڑی امید و پسیدہ ہے اور جو اس کے اعلیٰ نام سے پکارے اسے بہترین عطایا اور بے شمار نعمتیں عطا فرمائے والا ہے۔ بالخصوص مظلوم و مضطرب کی اس کی محبتوں اور بیماریوں میں سننے والا ہے۔

دافع السبلانی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | سلام ہو اس خوشتر و خوشتری سخاوت والے اور ڈرانے والے

دور کرنے دشمنوں کے غلبہ پر دے چاک کرنے بڑی ہمتی اور محنت باری سے نجات دلانے کی گنگناہوں اور بیکاروں کو اس کی شفا عطا سے بڑی امید ہے۔ سلام ہو اس کی شریف و نجیب کریم اولاد پر اور اس کے عظیم المرتبت شدید و رحیم و عجاب پر خصوصاً پاک باہر افشاہی و خطا پر اور ان کی رحمتیں و کرماتیں سب پر نازل ہوں جب تک فرشتے آسمان پر تسبیح و تہلیل کرتے رہیں اور کشتیاں سمندر میں تیرتی رہیں۔

دستان حسرت کشیدہ | میری یہ کتاب ایک دل شکستہ نقصان رسیدہ، حسرت کشیدہ اور مصیبت زدہ انسان کی کتاب ہے جو اب تھوڑی سی تکلیف کی بھی طاقت نہیں رکھتا اپنے رب سے جس پر سب کچھ آسان ہے مصیبت سے نجات کا امیدوار ہے جو ابتدائی عمر سے عیش و فراغت کی زندگی بسر کرنے کے باوجود اب مجھ کو دام ظلم اور تباہ شدہ ہے اور مقبول دعاؤں کے ذریعہ خدا سے ازالہ کرب کا طالب ہے اور بڑی مشکلات میں مبتلا اور رشتہ و ظالموں کے ہاتھوں میں گرفتار ہے۔ ان ظالموں نے اچھے لباس سے معرا کر کے ظلم و ستم کی وادیں اور ایسے تنگ و تاریک قید خانوں میں ڈال دیا ہے جو سیاہ قہقروں کے مرکز ہیں وہ مجھ کو حزن و سخت دل لے چکے اور ظالم افراد پر نظر کرتے ہوئے اپنی ربانی سے دل سے بے نگرانی کی رحمت سے ناامید نہیں ہے۔ وہ ایک سیدھا سادہ نرم خور اور مریض و کمزور ہوتے ہوئے شریر و بدظن کی قید میں ہے اور ظالم و جاہل برحقین و

ہر کردار کے ظلم سے حیران و پریشان ہے۔ وہ سخت رسیدہ ایسے مصائب میں مبتلا ہے جن کی سختیوں تک قیاس کرنے والے کا قیاس نہیں کیج سکتا اور ایسے معصوم و محتاط ہے جو سخت عذاب و احتساب میں گرفتار ہو چکا ہے۔ وہ سفید و سیاہ دل مکان میزان قرمز و کجی آنکھ گندم گون بالی والوں کی قید میں آج چکاپے

سیاہ دل انگریز | جس کو اپنا عمدہ لباس ادا کر مونا اور سخت لہادہ پہنا دیا گیا ہے۔ جو اس وقت مجبور و عاجز ہے اور اپنے رب سے کو لگائے ہوئے ہے اپنے تمام اقارب و اقارب سے دور اور محبت دور ہے۔ مدعی اور متنازع کے بغیر اس پر فیصلہ صادر کر دیا گیا ہے۔ وہ اپنے ہم نشینوں اور خادموں کے سامنے شرمندہ

شرفندہ ہے۔ اس کے بازوؤں کو کثرتِ تضاد سے کمزور کر دیا گیا ہے۔ وہ غزوہ تنہا اور دور افتادہ ہے۔ اُسے اپنی زمین و شہر سے جلا وطن اور اپنے اہل و عیال سے دور کر دیا ہے۔

اہل و عیال کے مصائب
یہ سارا ظلم و ستم ظالم بدگیش نے روا رکھا اسے اور اس کے اہل و عیال کو مصیبت کی جھاری میں چھوڑ دیا ہے۔ اسے قید کر کے ہر ممکن مصیبت پہنچائی گئی ہے اس کا تصور رحمتِ ایمان اور اسلام مضبوطی سے قائم رہتا اور علماء اسلام میں شمار ہوتا ہے۔ اس سے ان ظالموں کا مقصد نشانِ درس و تدریس کو مٹانا اور ظلم کے جھنڈے کو نیچے کرانا ہے۔ وہ صفحاتِ قرطاس سے بھی نام و نشان مٹانا چاہتے ہیں۔

حادثہ فاجعہ
یہ سب کچھ اس حادثہ فاجعہ انقلاب ۱۸۵۷ء کی وجہ سے ہوا ہے جس نے گھروں کو بیاہن اور مصائب نازک کا مرکز بنا دیا ہے۔ جس سے غلوں کے بادلوں سے کڑکھتی ہوئی بھیمیل مصیبت زدگانِ وطن پر گریں۔ اہل ان پر بادشاہوں کو غلام، قیدی اور امر کو محتاج و حقیر بنانے والی محتاجی و فحاشی مسلط کر دی گئی۔ یہ داستانِ ظلم اس طرح ہے کہ وہ برطانوی نصاب سے جن کے دل ملکِ ہند کے دیہات و بلاد پر خضر اور اس کے اطراف و اکناف و برصغیر پر تسلط کے لیے علوانت و کینہ سے بھر گئے تھے اور تمام ذی عزت ایمان کو ذلیل و خوار کر کے ان میں سے ایک کو بھی اس قابل نہ چھوڑا تھا کہ صرف فراموشی کو بخش دے سکے۔

مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی
انہوں نے تمام باشندگانِ ہند کو ایک امر کیا غریب چھوٹے بڑے مقیم و مسافر شہری و دیہاتی سب کو نصرانی بنانے کی ایک مہم چلائی ان کا خیال تھا کہ ان کو تو کوئی مددگار و معاون نصیب ہو سکے گا اور زنجیرِ انقیاد و اطاعت کے سوا امرتاری کی جرات ہو سکے گی۔ یہ سب کچھ اس لیے تھا کہ سب لوگ انہی کی طرح متحد و بے دین ہو کر ایک ہی دین پر جمع ہو جائیں اور کوئی بھی ایک دوسرے سے متاثر فرقہ زدہ نہ ہو سکے۔ انہوں نے ایسی طرح مسجد لیا تھا کہ مذہبی بنیاد پر محکوموں سے باشندوں کا اختلاف تسلط و قبضہ کی راہ میں ننگ گراں ثابت ہو گا اور مصلحت میں انقلاب پیدا کر دے گا۔ اس لیے پوری جانفشانی اور تن دہی کے ساتھ مذہب و ملت کے مٹانے کے لیے طرح طرح کے مکر و حیل سے کام لیا۔ اس شروع کیا۔ انہوں نے بچوں اور تافوں کی تعلیم اور اپنی زبان و دین کی تلقین کے لیے شہر و دیہات میں مدرسے قائم کئے۔

علوم عربیہ کی ترویج کسنی

پچھلے زمانے کے علومِ معارف اور مذاہنِ مکاتیب کے لئے کی پوری کوشش کی و دوسری ترکیب یہ تھی کہ مختلف طبقوں پر قابو و اسطر جمل کیا جائے

آل تیمور دارالسلطنت دہلی پہنچے۔ وہاں پہنچ کر ان سب نے اپنے نفس کو مرداد بنوا دیا جو اس سے پہلے بھی ان کا میر و
 و حاکم تھا۔ جس کے پاس اس کے ارکان دولت اور ذریعہ تھے لیکن وہ خود غنیعت غزوہ ادنا تجربہ کار بن کر کافی سزا میں
 پکڑ کر کے چڑھا دیے گی دادی میں قدم رکھ چکا تھا اور پچھلے تو امیر و حاکم ہونے کے باوجود اپنی شہادت و شہرت اور
 دربار کا مرد و محکوم تھا۔ اس کا یہ وزیر جو حقیقت میں انصاری کا کردار اور ان کی محبت میں غالی تھا۔ صحیح معنوں میں حاکم و مال اور
 انصاری کے دشمن کا شدید ترین عین العین تھا۔ یہی اس امیر و حاکم کے اہل خاندان کا حال تھا۔ ان میں سے بعض مغرب باگدار و راز داری تھے
 یہ سب کے سب جو جی چاہتا کہ سب سے اپنی آرا پر عمل پیرا ہوتے تھے لیکن اس کی اطاعت کا کام نہیں کرتے تھے۔ وہ ایسا عینیت و نا بزرگوار تھا۔ کہ
 کچھ جانتا ہی نہ تھا۔ اس سے عجیب و غریب حرکتیں سرزد ہوتی تھیں۔ کوئی کام اپنی مرضی سے کر سکتا تھا۔ شاہی برائے کجی حلاوت لکھا
 تھا کہ کسی کیفیت یا عمل الاملاں کوئی حکم سے ملتا تھا کہ کسی کو نفع و ضرر پہنچانے کی طاقت رکھتا تھا۔

سُنی علماء ہمدان کے لیے کھڑے ہو گئے فتوے ہمدان جلال قتال

یہ تو سب کچھ ہو ہی رہا تھا کہ بعض شرور و دہرے سے ہمدان مسلمانوں کی ایک جماعت علماء ہمدان اور ائمہ اجتہاد سے
 ہمدان کو فتوے کے لئے ہمدان جلال قتال کے لئے آئے کھڑے ہوئی اور اس نا بزرگدار مرد سے اپنی بعض نا حقانیت اندیش
 خان اور بزدل اور دغا گرد اور شہرت خواہ یا یہ لوگ ویاہت دار غفلتوں سے متغیر تھے۔ انہیں مذہبیان کا راز رازی سے کبھی
 واسطہ نہ تھا۔ اور نہ کبھی تحقیق دینی اور بیزہ بازی کا ہی موقع ہوا تھا۔ انہوں نے بازاری لوگوں کو ہم نشین و ہمیں بنالیا۔
 اس طرح یہ آزار دہندہ کارآمد علمی اصراف سے جاوہر و خرق و غرور میں مبتلا ہو گئے وہ ملک دست ہو چکے تھے پھر مال دار ہو
 گئے۔ حب مال دار ہو گئے تو پیش پرستوں میں پڑ گئے۔ لوگوں سے کافی مقدار میں مال جمع کر کے تھے اور اس میں
 سے ایک چوبیسویں کسی لشکر پر خرچ کر دیتے تھے جو کچھ وصول کر سکتے خود کھا جاتے تھے۔ یہاں تک کہ کبھی غنیمت تھا۔
 لیکن ان کو تو زمانہ خائن و تباہ کار و غفلتوں کی قیادت اور کینہوں کی شہب باشی سے لشکروں کے معاملات کو چلنے سے
 روک دیا اور اوقات پیش و طرب سے آرام طلبی میں ڈال کر قند منہ نشینی سے بھی بے خبر کر دیا۔ ان کے دلوں میں ناموسی
 اور ذلیل اندیشی نہیں رہا۔ ان سے وسط لشکر میں شامت قدمی سے روکا۔ شوخی قسمت سے ہمیشہ سے اور قمار و
 گمبختی سے بے یار و کھان کے خوشامدی اور رازاری آسمانوں سے ساقہ (پچلاو ستہ) سے بھی علیحدہ رکھا۔
 ایسا ہی ہو کر تھے۔ جب کسی کا بل کو کوئی بڑا کام سر کیا جاتا تو اور گزروں پر ہجاری بوجہ لدا دیا جاتا ہے۔ وہ رات
 سو کر اور دن بدست ہو کر گزارتے، جب بیدار ہو شہید ہوئے تو غافل و حیران پھر تھے۔

وقت ہوا چار بجے کہ انصاری کا لشکر ان کے گرد ٹوٹ پڑا ایک
 بلند پہاڑی پر چڑھ کر شہر کا رخ کیا۔ شہر کا محاصرہ کر کے بند کر دیا

مجاہدین پر انگریز کی چڑھائی

لے مراد ان ہمدان و غلوں کے مذہب سے تھیں کہ حکیم حسن اللہ خان کے متعلق شہزادہ سے مولانا فضل حق شہید مفتی ابو سعید وغیرہ جاتے رہا تھے وغیرہ

کھوڑا، پس پہاڑی رقبوں اور بقیع اُصیب کے شہر سیاہ اور مکانات پر گولہ باری شروع کر دی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کھیاں اور تار سے ٹوٹ ٹوٹ کر عمارتوں پر گرنے لگی ہیں۔ ہندوستان کا یہ سر پہاڑ اور بائی کشک کہ مختلف ٹولوں میں تقسیم تھا۔ بعض گروہ کا کوئی جرنل ہی نہ تھا۔ بعض کو بائے پنہا بھی میسر نہ تھی۔ بعض کی طاقت فکر و فتنہ نہ سلب کر کے باقیہ پاؤں توڑ کر بٹھا دیا۔ کچھ توڑا سال غنیمت باغضلے سے بے نیاز ہو گئے تھے۔ کچھ ترسان و لرزان قلب کے ساتھ بھاگ چھوٹے تھے۔ بعض علیائیں اور سرکشی سے بدکار لڑکوں پر قہجہ جما بیٹھے، بعض نے باریک کپڑے پس کر مصروف جنگ میں داخل ہونے کو راجا صرف ایک گروہ نصاریٰ کا جواب دیتے ہوئے بہادری سے لڑتا رہا۔ نصاریٰ جب لڑتے لڑتے شک ہو گئے اور سپت ہو گئے تو غزنی ہندوؤں سے مدد و معاونت کے طالب ہوئے، ہندوؤں نے کئی لشکر اور ساز و سامان حرب سے متور ہی کی مدد میں پیے در پیے مدد کی۔ تب تو نصاریٰ نے سخت لڑائی مٹان لی اور اس پہاڑی پر بہت سال لشکر اور بدکار معادن جمع کر لیے۔ ان کے لشکر یوں ہیں کہ سب سے منہ کے گروہ بھی تھے اور ذیل ترین ہندو اجڑی اور جھکت و دیکش بھی جاہان کے بعد نصاریٰ کی محبت میں متد بہ کر اپنے دین کو چند شوک کے عوض بیچ چکے تھے۔ بڑوں شہری بھی نصاریٰ کی محبت کا دم بھرنے لگے اور تمام ہندو ان کے سامنے ہو گئے مسلمانوں میں دو گروہ بن گئے۔ ایک گروہ تو ان افریقہ کیوں کا جانی دشمن تھا۔ دوسرا گروہ ان کی محبت میں اس طرح غلڑکھتا تھا کہ اس نے ہندوستانی لشکر کی برداری، مجاہدین کی شوکت و وقار کی تحاری اور ان کے قلع و قمع کرنے میں مکر و جیلہ سے کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ ان کے اندر اخوانی و اتفاق و میلان ان کا دلچسپ شغل تھا۔ پھر تو نصاریٰ شہر اور اس کے چھاٹکیوں و رہائوں اور محافلظوں پر حملہ کرنے لگے، اور جماعت مجاہدین اور لشکر یوں کے ایک شہاد گروہ نے ان کے حملوں کو روکنا اور ان کے مقاصد میں حاصل ہونا اپنے لیے اہم ترین فرض قرار دیا، دن رات پیدل اور سوار دشمنی دینے لگے۔ چار چھ ہنگ متنازع جنگ ہوتی رہی۔

دشمن اس مدت میں کئی تعداد لشکر اور ساز و سامان کے باوجود شہر میں داخل نہ ہو سکا۔ جب بھی حملہ کرتے تھے، روکے جاتے تھے، جس وقت اقدام کرتے تھے، ٹوٹے جاتے تھے، میدان راؤ جنگبان غازی جسے زور شور سے بلخار کو روک رہے تھے۔ براغت و مبارزت میں خوب خوب جوڑ کھاتے تھے۔ مقابلے میں نہ ثابت قدم تھے اور سر پیش قدمی کرنے والے بھی بڑھ کر جھک کر درتے۔ ان میں سے بہت سے جام شہادت پئی کہ سعادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔ کچھ کادل کے لیے بہشت، عذیب اور اس سے بڑھ چودھ کر بھی نعمتیں ہیں۔

اب مجاہدین کی ایک مختصر جماعت باقی رہ گئی، جو بھوک پیاس جھوک کے پیاسے جانب از مجاہد | برداشت کر کے رات گزارتی اور صبح ہوتے ہی دشمن کے

مندیے پر دست کر دینا ہوتی تھکریوں کی ایک جماعت کے ساتھ مل کر یہی شہر پہا کی حفاظت اور شہری سرحداست کی نگاہداشت کرتی، یہ قسمتی سے ایک شب کو سہادی کے محاذ کی کہیں گاہ پر ایک پیش پرست بزدل اور سکنہ جماعت غمراہ گردی گئی وہ اپنے ہتھیار اٹاکر آرام کی نیند سو گئی، دشمن نے موقعہ جیت لیا، شہر کنارا اور ہتھیاروں پر قبضہ کر کے اسے قیامت تک کے لیے سلاوبا جب زمانے نے اس کہیں گاہ پر قبضہ کر لیا تو بہت سی توپیں اور بمبھینیں نزدیک ترین شہر پہاہ اور قریب ترین بونہ پر لگ کر اسے اور محاذی پھانک کھڑے کے لیے لگا دیں۔ دن رات گولہ بونوں اور بندو قوں سے گولیوں کا مینہ برسنا شروع کر دیا جس سے شہر پہا کی دیوار اور بوجوں میں شگاف پڑ گئے، پھانک گر پڑا اور امیدوں کے رشتے ہاتھ سے چھوٹ گئے، جامل پردہ دریاں سے اٹھ گیا، کوئی لشکر اٹھنے بیٹھنے کی وہاں قدرت نہیں رکھتا تھا۔ مذیوار پر چڑھ کر جہانک سکتا تھا، جو جہانک سکتا تھا، گولی کا نشانہ بن کر خندق میں جا رہا تھا۔

اب نصائیہ نے یہ چال چلی کہ ایک لشکر دوسرے دروازے کی طرف دروازہ کیا تھا کہ دوسری طرف سے حملہ محسوس کیا جائے، یہ دیکھ کر مجاہدین اور لشکریوں کا گمراہ اور متوجہ ہو گیا اور دشمن کا مکر نہ سمجھتے ہوئے وہاں طاقت میں مشغول ہو گیا، یہ موقعہ پا کر نصائیہ اور ان کا لشکر اسی گمراہی سے پہانک اور ٹوٹی ہوئی دیوار اور شہر مرنے سے داخل شہر ہو گئے، وہاں انہیں کوئی مزاحمہ اور دفاع نہیں ملا، اس قدر تلاش کر کے ان لوگوں کے گھروں میں پہنچ گئے جو پہلے ہی سے ان کے معاونانہ مددگار بن چکے تھے، انہوں نے فوراً ان کی حفاظت کا گھروں میں انتظام کیا اور جلد جملہ پہلے سے تیار شدہ تیساف سے نوازا، انہیں خوب پیٹ پکڑ کر گوشت اور دودھ کھلایا پلایا اور سام ضرورت کی چیزیں میساجیں دیکھاؤں کے دروازے بند کر کے دیواروں میں روزن کمرہ دے تاکہ کوئی حملہ نہ کر سکے اس پر گولی چلا کر مار دیا، اسے اور مقابل کان پر گولی قابو نہ چلتا تھا۔ وہ فرصت کے منتظر رہتے تھے کہ مورت پانچے دوستوں کے گھروں کی طرف دوسرے گھروں میں بھی پہنچ کر انہیں شب و روز کی آرام گاہ بنائیں لیکن وہ طعنہ جی بھی نہ لگتے، پھر گوشت کر دینے جاتے، اس لیے جہاں انہیں مقابلہ کا اندیشہ بڑا وہاں بہت کم لگتے، اس کے باوجود انہیں سہادی سلسلے سے مسلسل مدد پہنچتی رہی تھی اور ہتھیاری دوست ہندوان کی مددیں پیش پیش تھا۔

انگریزوں کی لوٹ مار اور مسلمانوں کا قتل عام

بڑی مصیبت یہ آپری تھی کہ شہر میں کوئی جہانے نہ تھا، خدی تھی اور ہندو کم سی رہا تھا، کیونکہ کسی کم راہ دشاہ اپنے اہل و عیال کو شہر سے تین میل دور مقبرہ میں جا چکا تھا۔ وہ داخل اپنی سیم اور دفاعی وزیر کا سلیقہ تھا، جس نے کذب و مینان سے کام لے کر دوسروں کے میں ڈال رکھا تھا، اس نے یہ کہہ کر بادشاہ کو بھول دیا تھا کہ شہر کی قابض نے مقبرہ چھوڑا۔

طرف لے جایا گیا۔ راستہ میں بہتوں اور پوتوں کو کسی سردار نے قتل کا نشانہ بنادیا۔ دھڑو میں پھینک کر مروں کو خان میں لٹکا کر بادشاہ کے سامنے تحفہ پیش کیا پھر ان سروں کو بھی کھل کر پھینک دیا۔ بادشاہ کو گور سے ہندو سیالہ گندمی بال اور بچی آتھہ والوں کی جرأت میں سوئی کے سوراخ سے بھی تنگ کو خنجر ہی میں قید کر دیا۔ پھر اس وسیع ملک سے نکال کر دور دراز جزیرے میں پہنچا دیا۔ بادشاہ کے ساتھ اس حکیم کو بھی روانہ کیا گیا۔ جو نصاریٰ کی اس وقت بھی مبلغ و دوست تھی جب کہ وہ تحقیقت میں ملکہ تھی وہ اپنی اندوہ دل نسبت کو جانشین بنانے میں ناکام رہی۔ اس کا جیج کر وہ ال بھی چھین لیا گیا۔ وہ زمینت بننے کے بعد بیہوش اور حفاظت کے بعد بدہمت بنی۔ بادشاہ کی قوم میں سے جو بھی ملتا، اس کی گردن مار دی جاتی یا پھانسی دی جاتی جیسا کہ دوسرے لوگوں کے ساتھ بھی عمل کیا گیا۔ ان کمزوروں میں سے وہ بھی بچ سکا جو رات میں چھپ کر یا دن میں نظروں سے گھبرا کر تیزی سے بھاگ گیا اور ایسے خوش نصیب بہت کم تھے۔ پھر نصاریٰ نے شہر کے گرد وواح کے عیسوں اور مرداروں کو قتل کرنا ان کی جائیداد، غلامیں، بولہبی، مال و مناع، ہاتھی، گھوڑے، اونٹ اور ہتھیاروں وغیرہ کو لوٹنا شروع کیا۔ اسی پرانے نیکو ملکوں کے اہل و عیال کو بھی قتل کر دیا۔ حالانکہ یہ سب رعایا بن چکے تھے۔ ڈیرالائچ سے فرما نہواراں ہی جاتے، انہوں نے تمام راستوں پر چکیاں بنھیں تاکہ بھاگنے والوں کو روک سکیں۔ ہزاروں بھاگنے والوں میں سے کچھ ہی بچے باقی رہے۔ باقی سب چکرے گئے، ان لوگوں کے پاس جو کچھ چاندی سونا لٹا پلے تو وہ بھی بن لے پھر چارہ چند، فیض باج، سب جو کچھ ہاتھ لگتا نہ چھوڑتے، اس کے بعد افسروں کے پاس پہنچاتے وہ ان کے لیے قتل یا پھانسی کی سزا کا فیصلہ کرتے۔ جوان، بوڑھا، شریف اور ذلیل سب کے ساتھ یہی سلوک ہوتا، اس طرح پھانسی پانے والوں اور قتل ہونے والوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی، ظالموں کے ظلم کا شکار اکثر و بیشتر مسلمان تھے۔

ہندوؤں میں صرف وہ دھرم گتے جن کے متعلق دشمن و عدا ندھرم نے ناخوش رہنا اور مسلمانوں میں سے غلطوہ یکے کے جو کسی ایک طرح دہاں سے جیت کر گئے تھے یا دھرم کے نامور اور اپنے دین و دنیا میں قاصر تھے یا وہ جوان کے جا سوس اور ان کی رحمت سے بائوس تھے، انہیں میں سے بادشاہ کا دھار مل بھی تھا جس نے نصاریٰ کو مسلط کر کے حاکم بنایا تھا، لیکن اسے امیدوں کی محرمی اور ناکامی کی حسرت کا غم تھا۔ انھیں پھر اس کا حال تغیر کر لیا۔ ان میں ذلیل و بناد اور کمر گیا۔ دینا و آخرت دونوں چھوڑ کر نصاریٰ میں رہا اور یہی کھلا سوا تھا۔ اور نصاریٰ نے انھیں ہندو دھرم کے پاس پیغام بھیجا کہ جو شخص تمہارے علاقہ میں سے گھر سے اسے پکڑ لیا جائے، ان بادشاہوں نے کافی تعداد میں مسافروں اور معاصروں کو پکڑ کر نصاریٰ مرداروں کے پاس پہنچا دیا۔ ان ظالموں نے سب کو مار دیا۔ ان کو کافی خاندان کا فسرہ دیا۔ سکا اور کسی ادنیٰ انسان کو چھوٹا کر تعصیب دیا۔

لے مشرق جس نے مرزا اور دھرم کے ہر کار کا نشانہ بنایا تھا۔ لے انکوئی تلے حکیم امن اللہ خان

غارت گری کی انتہا

پھر اطراف و اکناف ملک میں لشکر بھیجے جنہوں نے قتل و غارت گری کی انتہا کر دی۔ اس ابتلائے عظیم میں پردہ نشین خواتین پیدل پیدل گھڑی ہوئیں۔ ان میں بہت بوڑھی اور مسیدہ بھی تھیں جو تنہا کمرہ عاجز ہو گئیں۔ بہت سی خوف کی وجہ سے جان دے بیٹھیں۔

لکھنؤ اور اودھ

اس کے بعد نصاریٰ کی توہم شرقی شہروں اور دیہات کی طرف منبذول ہوئی۔ وہاں بھی بڑا فساد مچایا۔ قتل و غارت گری اور چھانسی کا بازار گرم کر دیا۔ بے شمار مرد اور پردہ نشین ستیزات موت کے گھاٹ اتار کئے اور سینکڑوں ہزاروں دیہات کے آدمی مار ڈالے گئے۔ میر کی پوجا میں اپنے وطن مالوت خیر آباد کی طرف چلا جا رہا تھا۔ راستہ خوشگ اور بگڑا ندو جنگ تھا۔ جسے اور وطن کے درمیان کئی خوف و خطر سے بھی ہوئی منزل میں تھیں اور نصاریٰ اور ان کا لشکر دن رات تلاش و کھسب میں سرگرداں رہتا۔

حائل کو سا فرخ کے مار ڈالنے کی کھلی چیلنج دے دی گئی تھی۔ جنہوں نے سارے ناسکے بند کر رکھے تھے۔ کسی گھاس پر کوئی کشتی یا ٹھکانہ نہ چھوڑی تھی۔ کشتیوں کو بچا ڈالنے بلکہ خراب کر کے نوح کر دینے کا جلا ڈالتے۔ حائل کو روک دیا تھا کہ کوئی سیاح یا مسافر کسی وقت بھی اُدھر سے نہ گزر سکے۔ خدا کے ملک الملک نے مجھے اودھ سے متعلق کوہ مصیبت و ہلاکت سے محفوظ رکھ کر قبل اذ کشتی کی دھوکے بغیر بادوں اور نہروں کو چور کر کے بھجائ دی اور ہم سب کو آفات و مافات ہر ملک جو آت راہ اور مصائب گزر گاہ سے بھون و ماہوں رکھا اور اپنی پوری حفاظت کامل حمایت مکمل فرماتا ہے۔ شہار رحمت کے ساتھ ہمیں اپنے جوار دیار اور راجپور و رشتہ دار تک پہنچایا۔ ہم خدا کی اس بے پناہ عنایت اور تمام آفات سے حفاظت پر اس کا شکریہ ادا کرتے۔

گھر کا چھیدی لٹکا ڈھالے

انصاری کے مخالف گروہ اور تیارے نواح کے متحدہ لوگوں نے اپنے سابق والی کی ایک تصویر اور اس کے ایک نا تجربہ کار اور نا سمجھ لڑکے کو امیر و حاکم بنا ڈالا۔ انصاری نے اس والی سے اس کا ملک چھین لیا تھا۔ وہ لڑائی لای میٹھا۔ عیش و طرب میں شہک انتظام کی سے غافل و غفل و غرور سے بے گناہ اور نقص و عجز و مینا میں لنگھتا تھا اور نصاریٰ کی قتل واری ختم ہو نہ کہ سکے نہ گئی۔ اس کا چھوٹا لڑکا نا تجربہ کار نا زبردہ بہنوں کے ساتھ کھینے والا اور لارہ تھا۔ اندر اور بیگمت اجلا احکام اور زیادت فوج کی صلاحیت نہ رکھتا تھا۔ اس کے اچان سلطنت اور اربان و تو سب کے سب نااہل مسست بزدل احمق خائن اور بغروا بست دار تھے۔ اکثر اہل اور بعض ہنگام نہ تھے۔ ان میں

۱۔ یہ مبدل بادشاہ اودھ نے حضرت محل کدروا عبداللہ شاہ تھے۔ یہ مبدل ۱۲ قمر ۱۲۰۵ء میں شاہ کا نو عمر لڑکا ۱۶۔ مورتیاں و غیرہ۔

سینہ پیشی سرست، نادان، بلند آواز، سست بہن فتن، چرب زبان، ذلیل، غلام زادہ حیران و پریشان، عالم و جاہل و
جھلساز و شکر خاں و مکار بندہ، نہ عجیب کچھ بھی قسم کے لوگ تھے، بعض ایسے بھگتے والے درہستے کہ ان کی تپیر
تپائی و بر باد کی طرف لے جاتی تھی اور صاحب نظر افراد کو جہت کے عجیب عجیب مناظر دکھاتی تھی، ان
میں سے اکثر نصاریٰ کے معاون و مددگار اور محب و عاشق تھے اور یہ سب کے سب دشمن کی مملکت جہت پندی
سے ناواقف اور اس کی مصلحت اندیشی سے بے خبر تھے۔

دولت پندی کی انگریزیکہیں
نصاریٰ اپنے بچوں اور بچوں کے ساتھ شہر میں محصور ہو گئے۔
گردہ کی ناقص تدبیروں کی وجہ سے اپنے مکانوں میں محصور تھے۔
نصاریٰ نے خفیہ طور پر ان کے مکانوں کو قلعہ کی شکل دے لی تھی مقابلہ لشکرانہ پہلے اور پھر کوسپا
ہو جاتا تھا۔ جو کچھ کتا وہ کرنا تھا۔ اسی حالت میں عرصہ بن کی امداد کے لیے سفید گردہ لگائے۔ شہر میں داخل ہونے
لگا تو بہادر نازیروں نے دشمن کو مقابلہ کیا، بہت سے گورے مارے گئے، باقی ماندہ دل شکستہ اور حسرت زدہ
ہو کر عرصہ بن تک پہنچ گئے۔ چھترہ گورے ہو کر یہ مکانوں سے نکلے تو پندی اور کتا ہی کی وجہ سے کوئی مقابلہ نہ آیا۔
نصاریٰ نے شہر سے واپس دوستانہ پرفیغ نہایا اور وقت دربادی سے اسی کو اپنا گھر بنایا۔ وہاں مدبر
مدد اور سامان پر سامان جمع کر لیا وہ لشکر جو پہلے ہی سے شہر میں موجود تھے۔ اور وہ جو بدلے سے بھاگ کر بیگم کی پناہ
میں آئے تھے جن کو مکمل نے قدر و منزلت کے ساتھ جود و بخشش سے نوازا تھا اور تنخواہ دار سپاہیوں کا وہ
جم غنیمت و حرب سے نابلد اسلحہ بندی سے ناواقف اور مصلحت و مکر سے نا آشنا تھا یہ سب اس
اس بارے پرفیغ کے کھوکھو اور کین گاہ بنا کر جا ڈٹے۔ دونوں فریقوں میں ایک مدت تک متبادلہ اور متبادلہ نیز
بازی اور تیر اندازی چلتی رہی۔

”تنگ آکر نصاریٰ نے پہاڑوں کے والی سے مدد مانگی۔ اس نے اس کی آواز کے مطابق ۳۰ ہزار سے
زیادہ پہاڑی لشکر بھیج کر مدد کی۔ اب تو نصاریٰ نے ان کی گدی فوجوں، گھڑیوں کے سپاہیوں اور لالچی معاونوں نے ایک
ساتھ جھگڑ کر دیا۔ یہ پہلے جسے قنوت اور تھنار اور مسلسل تھے جنہوں نے متعلقین کو ان کی جگہ سے ہٹا دیا۔ اور
ان کے پاؤں اکٹھے کیے اور کین ٹکڑوں سے ایسی برسی طرح بھگائے کہ شہر کی سرحدوں پر بھی غصہ کے ٹکڑے اور
اس کے لڑکے کو تھما محل میں چھوڑ دیا گئے۔ ان دونوں سے وقت پر بہت سے ارکان دولت اور اعیان
سلطنت نے دغا کیا اور وہ دیہاتی جوان کے علاقہ سے ان کی مدد کی اعانت عزت و آبرو والی دولت کے لیے

راکتھو۔ ملک بیل گاؤں انگریزوں کا سب سے محفوظ اور محفوظ قلعہ۔ ملک جزائرت خاں شہزادہ فیروز شاہ دیوہ

آئے تھے۔ بعد ازاں شکر کے اور کھڑکواہان سے بدل کر مانتی بن گئے۔ نصاریٰ کی مخالفت و مخالفت کرنے لگے۔
بیگم حضرت محل کے بے وفامدگار
 ان کی گوری فرخ اور مددگاروں نے اس شاہی محل کا جس میں ملک تھی محاصرہ کر لیا۔ بیگم اپنے ولی امیر اور دو سیلابوں
 کو لے کر محصور محل کی پشت سے نکل کر دوسرے محل میں پڑی سے پیدل پہنچ گئیں۔ تین دن شہر میں رہ کر بھگتے
 ہوئے لشکر کو واپس کرنے اور اس سے مدد حاصل کرنے کی کوشش کرتی رہی۔ وہ لشکر آباد بہشت زدہ ہو چکا
 تھا کہ کسی صورت سے اس نازک موقع پر دستگیری کو تیار نہ ہوا۔ ستان میں سے کوئی شخص لوٹا اور نہ شہر بھر دیکھا
 جانے پناہ ہی رہی۔

آخر کار بیگم اپنے اہل خانہ و نصاریٰ سے مایوس ہو کر ولی امیر
بیگم حضرت محل بے خانماں ہو گئیں
 اور چند ساتھیوں کو ساتھ لے کر جیل میدان اور بے
 آب و گیاہ جنگل کی طرف چل نکلی۔ چوٹی اس کے گرد و کھوڑ سواروں کی کچھ چھا تھیں۔ پیدل مردوں کا اونچہ شیر شہر میں
 اور عورتوں داروغہوں کی کافی تعداد اکٹرا رہی تھی۔ وہ شہر کے نکلے دیوان اور کھنگے پاؤں سے تھے۔ حالانکہ سواروں میں سے تھے
 اور عورتیں کھنگے پاؤں اور بے پردہ تھیں۔ حالانکہ گرامی قلم پر وہ نشین اور محل سراؤں کی دہانے والی تھیں۔ وہ مسرور
 شاداب غفلت سے چل رہی تھیں۔ ایک دو گھنٹے کی طرف پہنچ کر وہی گئیں، وہ جو مندوں کے پڑے ہیں کہ سر پڑی کرتی تھیں، اور
 برقعہ نہ ہونے سے اسی پر کٹھا کرتیں۔ ایک میدان سے دوسرے میدان میں پہنچیں۔ پہلے پردہ کی ہیں روز بروز اضافہ
 ہوتا رہتا۔ پیش و پشت میں زندگی بسر کرتی تھیں پھر دور دراز جنگل اور پُر خطر میدان میں ڈال دی گئیں۔ ان لوگوں کو محلات
 پاسے گا ہی، اور دیباستیں چھوڑنا پڑیں۔ حالانکہ وہ ان سے ذرا بھی ہٹنا نہیں جانتی تھیں۔ یہاں تک کہ حال مضروبان
 نازل اور بلاکت عام ہو گئی۔

یہاں پہلے ملک مصیبت نازل ہوئی، جس نے شہر کو میدان آبادوں کو غلام بنالیا۔
ملک مصیبت
 کو بغیر و سبکیں اور شہر بھول کو خوار و ذلیل بنا دیا۔ جو اپنے اہل و عیال میں آرام و سانش
 کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ جو شال اور خوار و ذلیل بن گئے۔ پھر کھنگا پڑا۔ فقیری و جنگ و سنی نے حملہ شہر میں کی
 سیاست اور اضطراب و اضطراب نے برابر والوں کی مخالفت سے دور کر دیا۔ روئے والی آہ و زاری کی تیار فرما دی گئی
 کرتے، آواز و منہ چلائے اور صورت کشیدہ ٹھنڈے، بچے اپنی ماں کے سینوں سے تزلزل از قوت حد تک کر دیے
 گئے تھے۔ پھر سے اور جان صاحبوں کے گور کرنے سے نا امید تھے، خدا کا کوئی ٹھکانہ تھا، نہ پیار کی دعا تھی، ان
 کے دل خالی تھے۔ ان میں کوئی خاموش تھی، نہ انہیں کوئی بات بجاتی تھی۔ زندگی اور موت ان کے لیے دونوں برابر تھے

وہ مسرت شادمانی، تخت شاہی دیوان و حریر خوشنسیل عیش و عشرت، لطافت و فراہست و نعمت و لغزو و سرور مال و دولت و سرگالی و مروت میں پلے پلے تھے۔ آج ان کی راہ میں کاشتے ہیں۔ سامان و زاد و آہ کا پتہ نہیں رہا۔ بوسیدہ ہیں عیش و راحت میں کوئی حصہ نہیں، اللہ تعالیٰ اپنی نعمت سے انہیں معاف کرے۔ اور ظالموں کو سخت گرفت میں لے۔

پھر دایہ یعنی حضرت مالک اس لشکر کو جہانگ کراس کی پناہ میں آگیا تھا اور دوسرے ساتھیوں کو سولے کرایے دیا و فی اور سرحد سے گریزی جس سے بدکشتی کے پھر مشکل و دشوار تھا۔ وہ شمالی ملک میں دیلا کے کنارے ایک گاؤں میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ قامت گزریں ہو گئی اور دیباؤں کے گھٹاؤں پر سوار پایا سے بھاڑ دیے گئے۔ کشتیوں پر قبضہ کر لیں اور دشمنوں کو دیبا جوڑ کر مرنے دیں۔

بیگم کی دوبارہ چڑھائی اس نے انتظام اعلیٰ اور حصول فرائض کے لیے شہر و اوقعیات اور دیہات میں عامل بھیج دیے لشکر و کوزا سست کر کے اپنے اس دارالسلطنت کے قریب ہوجاں پرچس پر اب نصاریٰ کا جھنڈا چڑھا تھا، بھیج دیا تاکہ اگر دشمن ادھر کا قصد کرے تو اس سے ٹٹ کر مقابلہ وقت تلوار و عصمت و مجاہدہ کیا جائے لیکن یہ تمام امور محمد اودان کا اہتمام و انصرام ایسے ذیل داخل اور تیر خاٹل کو سونپا گیا تھا۔ جو کسی طرف اس کا اہل تھا، وہ کسی قتل مندر سے مشورہ ہی ذلیلہ آسان بات کو سخت اور دشمن کو آسان سمجھتا۔ وہ ذیل داخل اور بزدل تھا۔ اس نے مکالمات اور مذاکرات و جماعت اور مذاہمت کے لیے اچھا جاہل اور ذلیل طبقہ کو بچا رکھا تھا۔ تخت و دروازہ کی بنا پر شریف سرداروں اور عقل مند تہاؤں سے بچتا اور اپنے ہی اہل خاندان اور اعوانوں سے جاہلوں اور احمقوں کو مصاحب و حاکم بنایا۔

بیگم کے بددیانت طالعزین چنانچہ اس نا تجربہ کار نے ان لشکر و پرکھیں ذیل اور بزدل و کوروں کو مراد میں لیا، وہ ترسے ہی لاچکی تھے۔ جو کچھ لشکر میں کو خوراک و غیرہ دی جاتی تھا جاتے۔

وہ بددیانت تھے۔ اپنی کسبہ پروری کی وجہ سے ان کے غلہ اور جنس میں خیانت کرتے اور گراں فرشتہ کے متحجب ہوتے، ہر آواز کو دشمن کی آواز سمجھتے۔ ہمیشہ اضطراب کے ساتھ خوف کی وجہ سے لرزتے رہتے کسی وقت بھی ان کو راحت و سکون میسر نہ تھا۔ بزدلی سے ہر کاناز کو موت کا پیش خیمہ اور مرصدا کو موت کی پکار سمجھتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کہنے دشمنوں کے ملنے محبت و حاجت کے ساتھ پیش کیے جا رہے ہیں۔ نصاریٰ نے دارالسلطنت پر قبضہ کرنے کے بعد وہیں ٹھہرے۔ اطراف و وجاہت کی طرف نہ نکلے۔ انہوں نے گرد و نواز کے کافروں دیہاتوں اور کاشتکاروں کی تابعیت تلکب شروع کر دی۔ ان کی

خطاؤں کو دور کر کے فرائض میں تہنیت اور نادان میں کمی کی اس مہربانی پر وہ مطیع و فرمانبردار اور معاول و مددگار بن گئے۔
 اور سرے مطیع ہو کر اطراف ملک میں شہر و دیہات پر قبضہ کرنے کے لیے نصارے نکل کھڑے ہوئے۔

انگریزوں کی مزید ملک گیری

جب نصارے اس لشکر کی طرف متوجہ ہوئے جو دارالسلطنت سے جانب شمال اٹھ میل کے فاصلہ پر واقع تھا اور جس میں سوار سپاہ سے اور وہ رزائل و ذلیل قافلہ عظیم بھی تھا۔ وہ کہیں قافلہ ان کے اندکی زیریں کڑی اپنے ذلیل سرداروں کے ساتھ جھاگ گیا بہادر ہندوؤں کی شہیدی سے تعداد اپنے گاؤں کے بہادر دیکھا کے ساتھ مقابلہ پر ڈٹ گئی۔ یہ سو سے زیادہ تھے۔ دشمنوں کو خاک کے گھاٹ انا کر خود بھی کٹ گئے۔ وہ فرار کی عار برداشت نہیں کر سکتے تھے جیگر سے قافلہ کی طرف سے کافی لشکر اور ساز و سامان کے ہوتے ہوئے بھی انہیں کوئی مدد نہ پہنچ سکی تھی نصارے نے جب اس گاؤں کو جس میں وہ نام و نشانِ عامل نگہداشت کے لیے موجود تھا خالی اور ویران پایا تو اس پر خفتہ ہو کر اپنا مضبوط و محفوظ قلعہ بنالیا۔ وہیں فوج تین کر لی گئی اور مدتِ ملک وہیں مقیم رہے۔ وہ ایک میل بھی نکل کر نہ گئے۔ وہ سردارانِ لشکر کی امیدوں کی تکمیل اور ان فائزوں کے ایسا سے عہد کے مضطر تھے۔ اس لیے اپنے ایضاً عہد میں بھی تاج کر رہے تھے۔

اور سرے خارج ہو کر انہوں نے اس مغربی گوشے کا رخ کیا جہاں کے عام باشندے ان کے مطیع و بچے تھے اور دشمنوں پر ان کے معاون تھے۔ وہاں بھی ملک کی طرف سے ناماقبتِ مذہب و فہرہ بننا تقریر کا اور ذلیل عامل تھے۔ وہ بھی بہتر و محکمہ کے بغیر برقی طرح بھاگ گئے۔ اس کے پاس سوار اور سپاہی بھی کم تھے۔ اس پر تم بہرہ جو کہ لٹا اور مہمانیوں نے معاہدہ و قسم کے باوجود وقتِ پرو خاکی قدر و حکمر کی اہتمام کر دی تیار و خدمت اور پریشانی و مسرت زندگی کا کفران کیا معاہدوں سے انکار کر کے کفر میں اضافہ اور اتنا دینے فریاد لی کر لی۔

اس موقع پر سلطان نصارے سے قتال کے لیے دوسری طرف کا ایک مجاہدین کا حیرت انگیز حملہ
 ایک عامل اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے خیرات و برکتِ سعادت و حسنات کا کافی ذخیہ اپنے اندر جمع کر لیا۔ وہ بڑا ہی پاک طینت صاف باطن منقہ پر پیرینہ گار سپاہی اور رسولِ ملائم اور نبیِ مزاحم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی نام تھا۔ اس لیے نصاریٰ کے لشکر پر حملہ کر کے پہلے ہی حملہ میں شکست و ہرجا اپنی سادگی کو کشیشِ شرم کے وہ بھلے اور قبیح کے ایک بندہ کے مضبوط اور محفوظ مکان میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے اور اس شرمسیرِ متعبدوں کے پاس خفیہ پیغام بھیج کر مدد مانگی۔ انہوں نے ایک لشکر اور تین دو دہا تین کا تمغہ فیرہنوں نے عہد شکنی کی تھی ان مضمحلین کی مدد کو بھیجا اور اس نیک مرست بہادر عامل سے ایک

لے شاہ احمد علی مجاہد شہید

وہیاتی کا فرض نہ دیتے بڑا دیکھ لیا۔ اس سے قبل کھاکر اطمینان دلایا کہ جب دونوں جماعتیں مقابلہ پر آئیں گی تو چار ہزار بہادروں کا گردہ لے کر مدد کو پہنچیں گا۔ جب مقابلہ کی فوجیت آئی تو اس زمیندار کی تمکون پر بھر دوسرے کے اس نفاذ کا شک کا حامل نے اپنے عقوڑے سے بہادروں کے ساتھ دشمن پر چل کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ سامنے سے تو بند و قون اور توپوں سے چہروں اور سینوں پر نثار سے نئے گولیاں برساتی شروع کر دی اور دیکھتے سے اس غدار مکار زمیندار کی جماعت نے پشت سر کی کھوڑا مار شروع کیا وہ حاصل نفاذ کے انصار و اعران اور شہا پسین کے اتہاج و انوائن تھے۔

جام شہادت

وہ خدا پرست حامل معرکہ میں گر کر شہید ہوا۔ اور اس کی ساری جماعت نے بھی اس کے نقش قدم پر چل کر فوراً جام شہادت نوش کیا۔ ان سب کبار و اخبار کی شہادت کے بعد بڑوں لوگ ایسے بھاگے کہ نامزدی اور اضطراب سے پیچھے ہٹ کر کبھی نہ دیکھا۔ نفاذ نے اتنا قہر کر کے ان سب کو پکڑ کر قتل کر ڈالا۔ عقوڑے سے وہ فتح دے رہے جنہوں نے بھاگنے میں زوری و جملت سے کام لیا۔ اس نواح کے سارے باشندے وہ مقام کی کاشتکار کھیا اور مقدم و غیرہ سب ملیے و خزانہ دار بن گئے۔ البتہ وہ سارے بخت مند اور غارت گروں میں دروں نے غلبہ جم کر مقابلہ کیا۔ اپنی بے پناہ شجاعت و بہادری سے تلک اسباب و جماعت کے باوجود دشمن کے ہزاروں سوار میدان سے شکستہ لگا دیے۔ آخر کار مجبور ہو کر اپنی بہادری سے جان بچا کر نکل گئے۔ اور دشمن ان کا نائبہ کر سکا۔ اب وہ نواح میں صاف ہو گیا۔ ان دونوں سرداروں کی شکست کے بعد مخالفوں کے دل میں دشمن کا رعب قائم ہو گیا یہ واقعہ درجہ و اہمیت میں سے سب سے اہم اور آخری واقعہ اس جنگ کا خاتمہ تھا۔

انگریزوں کے عام حکم نامے

نفاذ نے پہلے طالب ہونے کے بعد دوسرے اطراف میں پھیلنا شروع کر دیے وہ جب کسی طرف کا قصد کرتے تو وہاں کے رہنے والے غم و فکر میں مبتلا ہو جاتے اور ٹپے بھڑے بغیر شکست مان لیتے۔ ان تمام فتح مندوں کے بعد بھی بکار نفاذ رکھو یہ حکم سے انہیں ہر کی فکر کی جو سے انہیں بڑی قوت و طاقت حاصل ہوئی۔

اس سے تمام دیہات شہروں اور قصبوں میں ملبورہ حکم نامے جاری کئے جن میں عام صفائی کا اعلان کیا کہ تمام باقی «مشکار اور سرکش و نا فرمان رہا یا کو ان لوگوں کو اپنے گروہ صاف کیا جائے، جنہوں نے خود قتل ہو چکے اور ان انصار کے کچھ جنہوں نے مجبور ہو کر پناہ لی تھی، ظلم و عدالت سے قتل کر ڈالا وہ جنہوں نے سلطنت و دیہات قائم کیا وہ جنہوں نے سرکشی و عداوت پر لوگوں کو ابھارا اور وہ «باسن» فنکار اور دوسرے مسلح کے ساتھی روڑی کے نہ ہونے اور تنخواہ و ضروریات زندگی میں رکھنے سے پریشان ہو چکے تھے۔ نفاذ کے مسلط ہو جانے کے وجہ سے

تنگ کے پاس خراج اور مصالح کا آئینہ ہو گیا۔ زمین کشادگی کے باوجود ان پر تنگ ہو چکی تھی۔ وہ مرنی صفت مصیبت زدگی میں پڑ گئے تھے۔ وہ سب تنگ دست اور پیش دراحت سے دور تھے۔ ان کے دل اہل دیہات کی جدائی سے پارہ پارہ تھے۔ ایسے حالات میں مجبور و مستطر ہو کر مصیبت سے لشکر سی دیوہ نہاڑے کے اطاعت گزار بن گئے۔ ان کے پاس ہرنیاد گھوڑے جو کچھ حق چین لیا گیا اور پروا نہ امان دے دیا گیا۔ اب وہ اہل وطن کی طرف غائب و غاسر ہو کر لوٹے۔ پھر نہاڑے سارے ملک پر بلا مزاحمت قابض ہو گئے۔ میدان کارزار اور رازوں سے نہایت ہانگے ہوئے۔ اس تباہی و بربادی کے بعد کچھ پہلے تھوڑے ساتھیوں کے ساتھ چاروں طرف پر جلی گئی۔

میں سافرت و غریب اضطرار سے مصیبت کی زندگی گزار رہا تھا اور میرا اشتیاق دروغیت اپنے گھر اہل دیہات کی طرف اور اسباب تنگ پہنچنے کے لیے بڑھ رہا تھا کہ امن و امان کا وہی پروانہ جسے دشمنوں سے مولد کیا گیا تھا، غافلانہ طور پر میری طرف سے اپنے اہل وطن میں پہنچ گیا۔ مجھے اس کا بالکل خیال نہ رہا کہ بے ایمان کے سردار بایمان پر میری سردار سے دین کی قسم دین پر اتفاق کسی حالت میں درست نہیں، خصوصاً جب کہ وہ سبے دین بھرا دوسرا آخرت کا قاتل بھی نہ ہو۔

تھوڑے دن کے بعد ایک حاکم نصرانی نے مجھے مکان سے بلا کر قید کر دیا اور رنج و غم میں مشغول کر کے دارالسلطنت

مولانا فضل حق قید و بند میں

(کنٹر) جو دراصل خاندانیت تھا، ایسے ہی دیکھا دیا، میرا معاملہ ایسے ظالم حاکم کے سپرد کر دیا جو مظلوم پر رحم کرنا نہیں جانتا تھا۔ اور میری جہتی ایسے دو مرتد تھکڑاؤں اور تندخو افراد نے کھائی جو مجھ سے قرآن کی حکمت میں مجاہد کر کے تھے جس کا حکم یہ تھا کہ نہاڑے کا دوست بھی نصرانی ہے وہ دونوں نہاڑے کی موت و محبت پر مصر تھے۔ انہوں نے قید ہو کر گھر کو ایمان سے بدل لیا تھا۔

اس ظالم حاکم نے میری جلا وطنی اور قید کا فیصلہ صادر کر دیا اور میری کتابیں اور میری جاساکا مال و متاع اور اہل دیہات کے رہنے کا مکان و موقوف ہر چیز پر غاصبانہ قبضہ کر لیا۔

اس سسر و تنگ روئ کا دشمن میں ہی شکار نہ تھا بلکہ بہت سی مخلوق تھی جسے اس سے بڑھ کر تھکڑا کرنا اور اس کو ردا کرنا تھا گیا۔ انہوں نے عہد و پیمان توڑ کر ہزاروں مخلوق قتل کر دی تھی قتل جلا وطنی اور قید و غم میں بلاتا چیر مست کر دیا۔ وعدہ خلافی کر کے بے شمار انسانوں کو لاش و لاشیں چھڑوں کو تباہ کر دیا لاشی طرح خون ناخن شہار سے اگے بڑھ گیا۔ سینکڑوں اور ہزاروں نے گری تپیں ہو سکتی اسی طرح شریعت و غیر شریعت قیدیوں کی تعداد سے متجاوز ہے خصوصاً علی اور ہمارے دیار کے مابین کے

دستِ علاقتہ جمال شریف

وعلیم خانہ انوں کے شر کے شہو کا ڈوں کے گاؤں اور قصبے کے قصبے آباد ہیں۔ ان شر فارغ علماء کے پاس ایک رئیس نے جو اسلام و ایمان کا مدعی بھی تھا، دارالراست میں طلبی کے ساتھ اس زمانہ کا جہان بھیجا، وہاں پہنچنے پر اپنے وعدہ سے بھر کر نصارت کی خوشنودی کی خاطر غلامی کر کے ان سب کو گرفتار کر لیا۔ یہ ہمدی سارے مذاہب میں مذہم و ممنوع ہے۔ اس کا بھی لحاظ نہ کیا، یہ بد بخت نصاریٰ کی رضا جاتی میں خدا کے عجز و منتقم کے قصص سے بھی مدد لیا۔

نصارت نے ان سب کو بھگتاری اور برہمنی پناہ کر چوس کر دیا، اکثر شر فارغ کو قتل اور باقی کو قید و جلا وطنی اور طرح طرح کے عذاب میں مبتلا کیا۔ اس طرح وہ بد نصیب جس میں نصارتی کے ساتھ اللہ کی مخلوق کو سخت عذاب میں مبتلا کرنے کی وجہ سے اجر و انعام کا حق بن گیا۔ یہ الٹا ک کمانی یوں ختم ہوئی۔

اب میرا جانیئے ملکہ و تلبیس سے نصارت نے مجھے سیتا پور سے قید کر لیا۔ تو **ماجرے قید** ایک قید خانے سے دوسرے قید خانے ایک سخت زین سے دوسری سخت زین میں منتقل کرنا شروع کر دیا۔ مصیبت پر مصیبت تک پہنچا، میرا جانا اور دیا حسن ملک ازار کو مرٹے اور سخت پرے پٹاویہ۔ نرم اور ستر پر چھین کر خراب سخت اور تکلیف دہ چھوڑا کر دیا، گویا کانٹے پھاڑے ہوئے تھے۔ یاد رکھتی ہوئی چنگاریاں ڈال دی گئی تھیں۔ میرے پاس گویا مالہ اور کوئی برتن نہ چھوڑا، بھلے سے ماشن کی دال کھلائی اور گرم پانی پلایا، مہمان مخلص کے آپ محبت کے مجھے گرم پانی اور نانواقی دیکر سنی کے باوجود دولت و رسوائی کا ہر وقت سامنا کرنا۔

پھر تشریف رد شکن کے ظلم نے مجھے دیا، مٹے شور کے کنارے ایک بلند و **عیور دیا سے نشور** مضبوط نموانی آب و ہوا دے چھاڑ پر پہنچا دیا، جہاں سورج جلیہ سر پہر ہی رہتا تھا، اس میں دھار گرا دکھائیں اور باہر میں تھیں، جنہیں دیا سے شور کی لہریں دھماکے لیتی تھیں۔ اس کی شہر میں بھی گرم دینیز کا سے زیادہ سخت احساس کی سخت لہر بلا بل سے زیادہ مضر تھی، اس کی غذا اضطل سے زیادہ کڑوی اس کا پانی سانپوں کے ذہر سے بڑھ کر ضرور سال تھا، اس کا آسمان غول کی بارش کرنے والا، اس کی زمین آبلہ دار اس کے سنگ ریزے بدن کی پھیناں اور اس کی جواؤست و خدادی کی وجہ سے بیڑھی چلنے والی تھی۔ بہرہ و خضر میں پر پھر بھار جس میں رنج و مرہل بھرا تھا۔

میری آنکھوں کی طرح ان کی چھتیں بھی تھیں، جوا بد و دار و مرہن کا غزن تھا، مرض ذلیل اور دوا و مرہن کا دیا ہے شاد رخ و تبار وہ مرض جس سے بدن کی کھال پھٹنے اور چھلنے لگتی ہے، عام تھی، جیسا کہ علاج

مذہب کے بقا و محنت اور زخم کے اندر حال کی کوئی صورت نہ تھی۔ دماغ میں مرض میں اضافہ کرنے والا علاج بالک
ہونے والا طبیب کلیتہً ورنہ ٹھکانے والا تھا۔ تنجیدہ کی نہ علم خاصی ہی کی جاتی نہ اس پر رنج وافسوس کا سی لہر
جوتا۔ دنیا کی ہر مصیبت سے یہاں کی عمر کی بیماری بھی خطرناک ہے بھاروت کا پیغام مرض سرسام اور سام دماغ
کے پردوں کا درم (ہلاکت کی علت تامہ ہے۔ بہت مرض ایسے ہیں جس کا کتب طب میں نام و نشان نہیں۔
نصرانی ماہر طبیب رٹینوں کی انٹوں کو خود کی طرح چلانا اور یوں لین کی حفاظت نہ کرتے ہوئے ایک کا قبہ اس کے
اوپر بناتا ہے۔ مرض نہ پہچانتے ہوئے دو ایلاکروٹ کے منہ کے قریب پہنچا دیتا ہے۔

کالے پانی میں مجوسین سے بعد از مرگ مدسلوکی

جب کوئی ان میں سے مرتا ہے تو جس و ناپاک خاک کو جو حقیقت شیطان خاص یا دیو ہوتا ہے
اس کی ٹانگ پکڑ کر گھینٹا ہوا غسل دکنسے بیز اس کے کپڑے انار کر دیگ کے تودے میں دبا دیتا ہے
نہ اس کی قبر گودی جاتی ہے نہ نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ یہ کسی قبرت ناگ اور عالم الجگہ گمانی ہے۔
یہ واقعہ ہے کہ اگر میت کے ساتھ یہ برتاؤ نہ ہوتا تو اس جرمیرہ میں مر جانا سب سے بڑی آرزو ہوتی اور اپنا ک
موت سب سے زیادہ تشنگی تھی اور اگر مسلمان کو خود کشی مذہب میں ممنوع اور قیامت کے دن عذاب د
عقاب کا باعث نہ ہوتی تو کوئی بھی یہاں عقیدہ مجوسینہ کلیتہً بالایطابق نہ دیا جاسکتا اور مصیبت سے نجات
پالینا بڑا آسان ہوتا۔

یہ ناقابل برداشت حالات تھے کہ میں متحد و محنت امراض میں مبتلا ہو گیا جس کی وجہ سے میرا ہر مطلوب
میرا سینہ تنگ، میرا جاندہ نہلا اور میری عزت و ملت سے بدل گئی۔ میں نہیں جانتا کہ اس دشوار و سخت رنج و
حکم سے کون کون سا کارہو سکے گا، خدش و قریب بہت لاس پرستو اور ہے جس و شام اس طرح بسر ہوتی ہے کہ
تمام بدن زخموں سے چھلپی ہو چکا ہے۔ دوح کو تحلیل کر دینے والے در کلیتہً کے ساتھ زخموں میں اضافہ
ہوتا رہتا ہے۔

وہ وقت دور نہیں جب یہ پھنیاں مجھے ہلاکت کے قریب پہنچا دیں ایک زمانہ وہ بھی تھا جب مگر و خلافت
نئی اور صحیح و سالم تھا۔ اب پانچ اور زخمی ہوں۔ بڑی سخت مصیبت میں اور بیہوش جیلنا پڑ رہی ہیں۔
جس طرح ٹوٹی ہوئی ہڈی بگڑتی اور پٹی کا بوجھ اضافی ہے۔ اس طرح ہم بھی ناقابل برداشت مصیبتیں اٹھا رہے ہیں۔
ان تمام مصائب کے باوجود اللہ کے فضل و کرم کا
انگریزوں کے سینے عداوت کے دینے ہیں

قیدیوں کو بیمار جوئے بھی بیڑیاں پہننے ہوتے نہ بخیروں میں کھینچتے جاتے دیکھتا ہوں، انہیں لوہے کی بیڑیوں اور زنجیروں میں ایک سخت تیر اور غلط انسان کھینچتا ہے۔ مہنت و محنت کی نہ عداوت کا پورا مظهر ہو کر تائبہ تکلیفوں پر تکلیفیں پہنچانا اور بھروسے اور پیاسے پر بھی رحم نہیں کھاتا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے ان انعامات و تکالیف سے محفوظ رکھا، میرے دشمن میری ایدارسانی میں کوشاں اور میری مملکت کے دوپے رہتے ہیں میرے دوست میرے مرض کی ادا و سے لاپرواہ ہیں۔ دشمنوں کے دل میں میری طرف سے بغض و کینہ نہ ہوئی عقائد کی طرح رائج ہو گیا ہے۔ ان کے پلید سینے کی نہ عداوت کے دھنسنے میں گئے ہیں۔

لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ

کرم کی رحمت سے ناامید نہیں ہوں۔ وہی کو جا برفروغ سے عاجز و مضبوط کو نجات دلاتا ہے اور وہی کرم کے زخم کو اپنے رحم و کرم سے تھم سے تھم سے پھرتا ہے۔ وہ ہر پرکش کے لیے جبار و قادر ہے۔ ہر ٹوٹے ہوئے دل کا جوڑنے والا ہر نقصان رسیدہ مٹی کا کامیاب بنانے والا اور ہر تھوڑا کسان کو کسٹے والا ہے اسی نے نور علیہ السلام کو عرفی اور ایم علیہ السلام کو طہیض و حرق، الوب علیہ السلام کو مرض و مصائب یونس علیہ السلام کو شکم باہری اور بنی اسرائیل کو بربادی و تباہی سے نجات دی۔ اسی نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو یامان و فرعون و قارون اور بنی مسیح علیہ السلام کو میکائیل اور اپنے حبیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جبل و فریب کفار پر غلبہ کیا۔ پھر اگر مجھے مستحق توں، مصیبتوں اور حوادث و مصائب نے گھیر لیا ہے تو اس کی رحمت و فضل سے کہوں یا یونس ہوں۔ وہی میرا رب ہے شافی و کافی اور غلط پوشی و دھڑکار سے محبت، بیمار جوئے کے کن رے پہنچ کر بھی اسے یاد کرتے ہیں شفا پاتے ہیں۔ بہت خطا کار جب استغفار و استغفار کرتے ہیں مقبول بارگاہ ہوتے ہیں۔ بہت درد مند جب اسے پکارتے ہیں نصیبت سے نجات پاتے ہیں بہت مسافر جب اپنی حاجتیں پیش کیا کرتے ہیں معرا و کر پہنچتے ہیں۔ بہت قیدی جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ غلاق مطلق انہیں بیڑیوں اور قیدیوں سے بلا فدیہ و احسان چھٹکارا دلاتا ہے۔

بِالْآخِرِ جَارٍ أَوْ سَيِّئَةٍ سَوَّلَ اللَّهُ لَكَ فَدِثْلِكَ مَا كَانَ يَكُنْ

میں بھی مظلوم و ذلیل و شکستہ و مضطرب و کمزور تھا لیکن وہ ذلیل و محتاج بن کر اسی خدا سے برتر ہو گیا تھا۔ اسی کے حبیب کو وسیلہ بنا کر ایدوار رحمت ہو کر اس کی بارگاہ میں بعد تشریف اتجا کر تا ہوں وہ وعدہ خلافت نہیں۔ اس نے مظلوم و مضطرب کو یاد کرنے پر اجابت و دعوت اور کثرت مصیبت کا وعدہ کیا ہے۔ وہی مجھے تکلیف سے

نجات دے گا۔ وہی خلق واضطراب سے آراؤ کرے گا۔ وہی پڑھنے والے سے چڑاے گا۔ وہی میرے
 گریہ و بکا پر رحم کرے گا۔ وہی میری بدعتی دشمنیت کو مٹائے گا۔ وہ دعا کا سننے والا ہے۔ رحمت دینے والا
 اور بلاؤں کا دفع کرنے والا ہے۔ اسی سے جلا وطنی کے غم کو دور اور بہترین نعمتوں کے عطا کرنے کی امیدیں
 ہیں۔ میں نے میرے رب مصیبتوں سے مجھے نجات دے۔ اسے امیدواروں کے اُمید گاہ اور اسے التجا
 کرنے والوں کی پناہ گاہ اپنے حبیب امین اس کی آل طابہین و بہائین اور اس کے صحابہ عظام و ائمہ
 صدقہ میں ہماری سُن لے! اسے ارحم الراحمین اور حکم الخالقین! تو ہی ظالموں سے مظلوموں کا انتقام
 لینے والا ہے۔ بے شک ساری تعریفیں سارے جہان کے پالنے والے کے لیے ہے۔ یہ پروردگارِ عالم
 انجیر کمانی ختم ہوئی۔

افسوس کہ قصائد نامکمل رہ گئے | میں نے اپنی مصیبت و پریشانی کا کچھ حال دونوں قصیدوں میں بھی
 دکھایا ہے ایک قصیدہ مجزب ہے جس میں شیطانی وسوس کا ذکر
 ہے۔ اور دوسرا ایسا ہے جس میں اس فتنے و حذور کی تکلیف و رنج کا ذکر ہے۔ ان دونوں قصیدوں کو مرو بہ
 کائنات علیہ السلام و العلویہ کی مدح پر ختم کیا ہے۔ ان دونوں سے پہلے "نون" کے قوافی میں بھی قصیدہ لکھا
 تھا جو درحقیقہ کی طرح فرید و بیگاں ہے۔ اس کا ہر شعر مضبوط و مرتفع و شاعرانہ ہے۔ اس کے تمام کی نسبت نہیں
 آئی۔ مصائب و آلام کے نجوم نے تشکیل کا موقع نہیں دیا۔ اس کا مطلع یہ ہے۔

مانا ن فی اوراق اشجان

اللا ویتج اشجان فی واشجان

مگر افسوس مجھ پر رہائی سے احسان فرمایا تو اس ذات کی مدح اس میں شامل کر کے ختم کروں گا جسے
 مکارم اخلاق سے پورا پورا حصہ طلب ہے اس پر اور اس کی آل پر قیامت تک صلوات و سلام۔ واللہ سبحانہ
 ولی التوفیق والاکرام ختم شد الشرح الہندیہ۔

مجاہد اعظم مولانا سید کفایت علی کافی مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا سید کفایت علی سنی بریلوی اعظم علماء میں سے فرنگی ساراج سے شکر ابلانے والی شخصیت تھی
 کہ مراد آباد کی سرزمین جن کے مقدس خون کو آج تک داد و وفا دے رہی ہے۔ آپ مراد آباد کے ممتاز ترین سادات
 کرام کے خاندان میں پیدا ہوئے علوم عقلیہ و نقلیہ کے جلیل فاضل مہر شاعری میں رنگارنگ مقام حاصل کیا۔

محلہ حدیث، فقہ اصول، منطق، فلسفہ میں لگانے دو روز گزارتے آپ کا فقہ کلام غزل کے پرستے میں ہے۔ آپ نے قصائد سے گریز کیا کہ ان میں جہاں لکھنا کہ میرٹھ شہر ہوتی ہے، ماعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد الملت مولانا احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مولانا کافی اور جس میاں کا کلام اولیٰ سے آخر تک شریعت مطہرہ کے دائرہ میں ہے، بلکہ مولانا کافی کو اعلیٰ حضرت سلطان نعمت فرمایا کرتے تھے۔ جب تک تحریک آزادی ہند شروع ہوئی تو گو بامولانا کافی رحمۃ اللہ علیہ کا باہمی خون پہلے سے ہی جذبہ شہادت سے مرشاد تھا، مولانا نے حوالیہ مراد آباد میں فرنگی سامراج کے خلاف قلم جہاد بلند فرمایا اور جہد آپ کا رخ ہوا برطانوی استبداد کے پرچھے اڑتے گئے۔ سلطان بہادر شاہ ظفر نے آپ کو بلایا اور جہاد کے مشورے کے مولانا نے جزل بخت خان شیخ افضل حدیثی، شیخ شہادت علی خان، مولانا سبحان علی، نواب مجدد الدین، مولانا شاہ احمد، اللہ ورمی کی معیت میں مختلف مجاہدوں پر انگریزوں کو شکستیں دیں، دہلی، پور اور مراد آباد کے اکثر معرکے سر کیے۔ مولا قاضی گزول کے بیٹھو کلال، فخر الدین اور بھجن خانوں کی سازش سے ۱۷ اپریل ۱۸۵۷ء بمطابق ۶ رمضان المبارک ۱۲۷۴ھ بمطابق مولانا گرفتار کر لیے گئے اور مراد آباد جیل سے منتقل برسر عام آپ کو انگریزوں نے قتل کر دیا اور لاش کا دیباچہ منسی کے وقت مولانا نے ہندو جیل اٹھارہ بجے ترک و ذوق سے بڑھ رہے تھے۔

کوئی نکل باقی رہے گا نہ چن رہ جائے گا	برسر رسول اللہ کا دین حسن رہ جائے گا
بہ مصروفیت میں نہ کوئی دم کا چھپا	بلبلیں اور جانیں گی سونا چن رہ جائے گا
اطلس و کواکب کی پوشاک پر نازاں نہ ہو	اس ترن بے جان پر خاک کی لکھن رہ جائے گا
سب فنا ہو جائیں گے کافق و لیکن خستہ	نعمت حضرت کا زبانوں پر سخن رہ جائے گا

ہمارے دیگر مجاہد اکابر میں علماء و شہدائے تحریک آزادی ہند

مولانا عبدالجلیل شہید علی گڑھی محلہ گڑھی میں پیدا ہوئے۔ لیگانے دو روز کا عالم تھے سب سے شہادافضل نے آپ سے پڑھا۔ متقی مارت بائند رہتا تھا، تحریک آزادی ۱۸۵۷ء میں مجاہدین نے انگریزوں کو علی گڑھ سے نکال دیا تو زام قیادت آپ کے حوالے کی گئی۔ دوبارہ انگریزوں نے چڑھائی کی تو دشمن سے مقابلہ میں بہت سے مجاہدین شہید ہوئے۔ مولانا عبدالجلیل بھی ان شہداء میں جاست ابدی پا گئے۔ اور ان بہتر شہداء کے ساتھ جامع مسجد علی گڑھ میں دفن ہوئے۔

(۲) مولانا امام بخش حبیبی دیوبندی شہید رحمۃ اللہ علیہ۔

(۳) مولانا رحمت اللہ کیرانی صاحب کی رحمتہ اللہ علیہ۔

(۴) مولانا ڈاکٹر ذریعہ خان صاحب کی رحمتہ اللہ علیہ۔

(۵) مولانا مظفر حسین کاندھلوی۔

(۶) مولانا رفیع الدین بدایونی۔

ان کے مفصل حالات کے لیے تواریخ انقلاب ^{کراچی ۱۹۵۰ء} دیکھیں۔

دوسرے سرفروشان ملک و ملت سنی بریلوی قائدین تحریک آزادی ہند

منشی صدر الدین صاحب، بڑی، مفتی عنایت احمد کاکوروی، منشی رسول بخش کاکوروی، میراٹھ اللہ شاہ، جرنل بخت خان مولانا یاقوت علی الزامی، جرنل غلام اللہ خان، منشی صدر الدین خان، بڑی، مولوی اقتصاد علی، مولوی انام بخش صاحبائی، باقر علی صاحب ناظم محکم دیوانی، مولوی نواز بخش صاحب، منیر مراد علی صاحب، مولوی خواجہ قزاق علی صاحب، سید حسن علی صاحب، مولوی رحمت علی صاحب، مفتی ریاض الدین صاحب، مولوی غلام جیلانی صاحب، مولوی غلام مرتضیٰ صاحب، مفتی رسول بخش صاحب، مفتی انعام اللہ خان، شیخ محمد شفیق صاحب، مومن علی صاحب، باسطل صاحب، تحفہ عظیم الدین حسن صاحب، محمد قاسم صاحب، انام بڑی، معین الدین، مولانا کریم اللہ صاحب، احمد القصد و قاضی محمد کافور علی صاحب، تاج الدین صاحب، نقیض احمد خاں بادی، مولانا غلام امام شہید مفتی عبد الوہاب صاحب گویا، ڈاکٹر ذریعہ خان صاحب، مولوی فیض احمد صاحب بدایونی، حضرت سید کریم بخش صاحب سجادہ نشین بکیر شریف کاکوروی، مولانا داؤد الدین مولانا بادی، مولانا کاشم علی صاحب کافی مراد بادی، ذوالجہد الدین حافظ علی محمد اللہ و غیرہ یہ اکثر حضرات جنہوں نے شیعہ حریت و سوشل کی ماسنی بریلوی صوفی اقتصاد و درویش مسلک ہی تھے۔ مولانا فضل حق شہید رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا راز راجد میں مرکزی اور قائدانہ حیثیت حاصل ہے۔ آپ کا ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ مذکور القصد و قائدین تحریک آزادی میں سے چند ایک کے متعلق مختصر کچھ حالات بطور نمونہ پیش خدمت ہیں ملاحظہ ہوں۔

مجاہد عظیم مولانا سید احمد اللہ شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ

بنا کردہ خوش رستمی بھاک و خون غلیظین
تو کیم آزادی کے تمام مجاہدین غلام و شاہ کا برین ملار سنی بریلوی تھے۔ اور جب کہ سید احمد

بریلوی اور مولوی اسماعیل مدفون بالاکوٹ نے اپنی پیٹ پوس کو مقدم رکھ کر انگریزی اقتدار قائم کرنے کے لیے ایک تحریک کا دعوت برطانیہ چلائی تو برطانوی اقتدار کے برپے اڑا ست حملے سنی بریلوی علماء کے والد اعظم اکابر علانین وقائدین آزادی رہنما ہی تھے جن میں سے عمر فرید مست شہید ملت فتح حریت مولانا شاہ احمد اللہ رحمتہ اللہ علیہ مدد لاسی کا اسم گرامی آتا ہے جنہوں نے قن من و من اسب کچھ ملک دلت پر شمار کیا۔ بالآخر جام شہادت نوش فرما کر داخل رحمت ہوئے۔

آپ ۱۲۵۰ھ میں مقام چنیان تعلقہ برطانوی اساطیل دیہائے شہر متعلقہ مدرس میں پیدا ہوئے آپ کے والد نواب سید محمد علی سلطان پیشو شہید کے عظیم مرقب و صاحب اور چنیان میں حضرت نواب تھے مولانا احمد اللہ شاہ نے قابل افاضل اور سائنس حضرت تمام علوم و فنون عربیہ اسلامیہ کی تحصیل کی۔ اور پھر عالم و یگانہ روزگار متقی پیر شکر گار پیر جوئے حیدر آباد و دیوبند کی بیاحت کی پھر رجب سے مشرف ہوئے پھر پور میں حضرت پیر بابا علی شاہ کے دست اقدس میں رسیت کی اور سلسلہ عالیہ چشتیہ میں سلوک سکے پھر نوبک پہنچ کر جماد کے حیز بابت سیدہ کہے گویا میں پہنچ کر مشہور عارف پیر محمد اسب شاہ ظہر سے فرقہ خلافت حاصل کیا۔ انگریزوں نے نہ مذہب کی علم جہاد بلند کرتے ہوئے حریت کے پروانے اور اور تحریک کے قائد اعظم کی حیثیت سے بحمت خاں کے دست راست بن کر دلی سینے کا انگریزوں کو ناکوں چنے چبا دیے۔ پھر ہگرہ میں انگریزی استبداد سے محارمے پھر کا پور میں برطانوی برپے اڑا ستے پھر گھنٹوں محاذ فتح کیے پھر فیضان اور شاہجہان پور میں فرنگی سامراج کا سنا سنا کیا اور بالآخر بالکال عالم بے مثال مجاہد یگانہ روزگار پیر فانی اعظم بطل جلیل میدان کا دروازیں سارا دی قعدہ ۱۲۸۰ھ کو جام شہادت نوش فرما گئے۔

تحریک آزادی کی تمام تاریخیں اس بطل جلیل کے مفصل کارناموں سے مزین ہیں اور ان نامور اور مہین پر سخت افسوس ہے جنہوں نے مولانا شاہ احمد اللہ کو ننگ دین، ننگ وطن سید سید بریلوی و مولوی اسماعیل کے کراٹھ کا تشکیل کنندہ لکھ کر یا ان سے تعلق دار بنانے کے لیے فو آہ خواہ ان غداروں کو مولانا شاہ احمد اللہ کے حالات میں گھسیٹ کر ان کے مقدس عقیدہ و کردار کو داغ دار کرنے کی کوشش کی ہے۔ مولانا شاہ احمد اللہ خالص سنی حقیقی صوفی عالم اور مستاز جامع تھے۔ سید احمد داسا جیل جیسے جیسے نام نہاد مجاہدوں سے شہید موصوف کا دور کا بھی تعلق نہ تھا مولانا کے مجاہدانہ کائناتے آزادی وطن کے لیے جوش و غروش، شعلات مجاہدوں پر انگریزوں سے مقابلے اور بلاحت اللہ کی راہ میں شہادت تحریک آزادی کی مفصل تواریخیں دیکھنے اور سنی بریلوی علماء کی دینی و ملی خدمات کو بالتفصیل پڑھیے۔

استاذ الهند حضرت مولانا مفتی صد الدین خان آزرده دہلوی

مکتب عشق کا دستور نہ الہ ویکھا

اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

مترجم آزاد کی چندہ ۱۸۵ء میں جو خدمات حضرت مولانا مفتی سعد الدین علیہ الرحمۃ پیش کی ہیں کسی سے پوشیدہ نہیں۔ بلکہ اس ترجمہ کا مدار الہام پر ہی ذات الہی کو ہی گستاخیاً ہے۔ قلم کو کیا طاقت کہ ان کے علم و فضل کے بحر سے گندے سے ایک موتی باہر لائے۔ اور دفتر کے دفتر ان کے مرام و محاسن کے لیے ناکافی رہا۔ میں دلی میں پیدا ہوں۔ اگر شریف مولانا امام احمد رضا علیہ السلام خیر الدین رحمۃ اللہ علیہ والد ماجد مولانا فضل حق خیر آبادی شہید شریک حریت سے حاصل کیے۔ حدیث شریف حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی سے بھی اوروں کے زور و کار عالم نے چار دانگ عالم میں ان کے علم و فضل کا چرچا ہوا۔ دلی میں صد الصدور سے۔ انگریزوں کا اقتدار دہشتناک و کجیاں تو ترجمہ آزاد کی جامعۂ اخبارات سے جوا شریک مجاہدین و اکابرین ترجمہ آزاد کی قیادت کی۔ تمام جامعہ اویں ترجمہ پر حق کر دیں۔ ملک کے گوشہ گوشہ میں ان کے تلامذہ موجود ہیں۔ شہر کوئی نہیں کہل سکتے تھے۔ معقول و فلسفہ، ریاضی کے ہم دراصل، مثل اساتذہ تھے۔ فقہ کے ممتاز ماہر و مفتی تھے۔ خالص سنی، سختی معنی عالم و گناہ زدگان کا امام و العلوم تھے۔

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱
 ۴

اسکے تیری اُحد یہ نوم افغان کرے

علمائے بریلی — مجاہدین اسلام

شاد و ماشر اسے سر زمین بریلی شاد و ماشر

شاہد بائش اے مرکز جہاد و بائش

انگریز سب سے پہلے ہندوستان میں تجارت کے لیے وارد ہوئے۔ ہند کی چیزیں یورپ میں اور

وہاں کی چریز ہندیش بیچتے پھراحتوں نے کلکتہ کے قریب کچھ کارخانے لگائے اور ان کی حفاظت کے نام پر مسلح فوج رکھ لی۔ اور سب محنت دہلی کو فروغ دیا اور ماحمت راجوں نے اپنے واپس شروع کیں تو انگریزوں نے مزید فوجیں بوسب سے منگا کر بعض علاقوں پر قبضہ کر کے اپنی طرف واپس بھیج دیں پر دوسرے واسطے سے تو دہلی کے آخری تاجدار سلطان بہادر شاہ ظفر نے انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی اٹھائی جو کہ بعد ازاں جنگ آزادی کے نام سے مشہور ہے۔

اس جنگ آزادی کے تمام قہر مند قوت کے اعظم محمد ثناء مسعود صاحب میں معقول و منقول ملنا و فضلہ لاکھ دوہ قدسی انسانیت جتنی جوہر کرم و تقوٰی اور شہسوارانِ میدانِ کارزار تھے۔ یہ سب سب معنی اور اعظمینِ عالم نے برپا کیے۔

امام اہلسنت حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی شہید نہیں انگریزوں نے اشد وادان کی جبل میں محنت ازہدین سے شہید کیا اور جنہوں نے وہابیوں اور دیوبندوں کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی کی تعقیفہ الامان و بکوری کے بہ شمار دھکے کر دیاجوں کی طرح کئی کی اور دوسرے سنی بریلوی رہا مولانا مفتی غایت احمد کاکوروی مولانا مفتی صدر الدین گزدرہ، مولانا فیض احمد عثمانی دیوبندی، مولانا باج الدین، مولانا سرخزاند علی خاں، مولانا شاہ شہید شہید، مولانا رضا علی خاں بریلوی، مفتی محمد شفیع اللہ، مولانا غفایت علی کاشی شہید، مولوی باقر بخش صہبائی، دیگر عہد سب مجاہد جلیل جنرل محنت خاں کی جہاد کی شہ کے جنرل اور مبارک شاہ غفر کے دست راست تھے۔

حضرت مولانا رضا علی خان بیگم

اہم اہلسنت اور علیہ صفت مولانا شاہ احمد رضا پریوی قدس سرہ ۱۵۰۶ھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۵۵۶ھ کی جنگ آزادی کے وقت آپ کی عمر صرف ایک سال تھی اور آپ کے والد ماجد امام العلماء حضرت مولانا علی ملی خان وقت کے مرموز فضل اور علیہ صفت شاہ احمد رضا کے جہاد میں مولانا رضا ملی خان پرہیزگار کی عظیم شخصیت تھے۔ انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی شروع ہوئی تو بریلی اور اس کے گرد و نواح سے فرنگی استعمار پر مامور مجاہدین اسلام کی حاکم کی قیادت آپ کے سر ہوئی۔

۱۸۵۴ء کی جنگ آزادی کے شہرہ طیبہ کو مولانا رضا علی خاں کی مساعی سے حیات جاوید ملی

جنگ آزادی کے عظیم راہنما و جلیل قیادتوں اور افاضہ علی خاں سے اس تحریک آزادی میں شب و روز درپردہ مل کر لڑا و فوج میں محاصرہ کر کے تربیت و ترقی میں سرگئے۔ اور خود صنعت امری کے کسی ممبر کوں بھی خوشامیمن نہ کیا۔

ہو کر عزیزوں کے لیے پیغام اہل ثبات ہوئے۔

مجاہد اعظم حضرت مولانا رضا علی خاں بریلوی

برہنہ کی پر عظیم شخصیت جن کے والد صاحب کاظم علی خاں سلطنت منلیہ کی طرف سے شہر دیاروں میں تحصیل دایہ جی کلکٹر کے درج پر فائز تھے۔ وہ سوسوار فوج خدمت پر متعین رہے تھے اور صاحب خاصہ کے دادا محمد سلوات یار خاں چمیلیہ فوج کے سپہ سالار تھے اور سلطنت وقت کے حکم سے انہوں نے اہل ہندو سے برہنہ کا علاقہ فتح کر کے مسخر کیا تھا اور شاہان منلیہ کی طرف سے آپ کو برہنہ میں آٹھ گاؤں کی جاگیر مل گئی تھی۔ اس سب جاگیر کے مالک حضرت مولانا رضا علی خاں تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۲۳ء میں چوٹی باوجود نو بیس اعظم ہونے کے والد نے علوم عربیہ میں لگا دیا مولانا خلیل الرحمن ٹوکی سے تمام علوم فقہیہ و فطیہ میں اعلیٰ درجہ کا مقام حاصل کیا۔ وہ خدا پرستہ علم میں خود اپنی جامع مسجد میں جماعت کو اسے ادراسی پڑھاتا تھا اور فرماتے کہ یہ سب لوگ لوگ گناہوں سے تائب ہوتے رہے۔ زہد و تقویٰ سے فقیر کا غلبہ ہوا تو تجرید و فقیر کی طرف مائل ہوئے۔ مشتبہ درویشوں سے انہیں بے پروا رہنے پر خاندان ہی اسلام کا مشہور رہا اور شاہان اسلام کا مستند علم و عقیدہ تھا۔ دہلی کے آخری تاجدار شاہ اور شاہ مظفر پور انگریز غالب ہونے لگے اور انگریزوں سے مقابلے کے لیے جہل نکلتا خاں اور شاہ احمد شاہ تھکے جہاد کی بنیادی توجہ سے مولانا فضل حق پور کا دی اور کا گوری سے مولانا مفتی عزت احمد کو برہنہ کی مصنف علم الصیغہ اور برہنہ سے مولانا رضا علی خاں کو منتخب کیا گیا۔

رئیس المجاہدین مفتی عزت احمد مولانا شاہ رضا علی خاں کی خدمت میں

جب وہ پہلے کلکٹر برہنہ کے کثافت میں انگریزی اقتدار بڑھنے لگا تو جہل نکلتا خاں نے مجاہد جلیل مفتی عزت احمد کو مجاہدین کی تربیت کے لیے برہنہ بھیجا اور انہیں مہارمیت کی گئی کہ مولانا رضا علی خاں کی ہدایت سے مکمل استفادہ کیا جائے مولانا نے انہیں امانی و مانی تمام مجاہدین پر صرف کردہ مفتی صاحب نے آپ کے پاس ہی وہ کردہ گردیدان کا ناسار کے منصوبے پر انگریزوں کو شکستوں پر شکستیں دیں مولانا رضا علی خاں کے فرزند اور حیدر حضرت مولانا فضل علی خاں کی ڈیوٹی مجاہدین کو سر قلم کار سہ پہنچانے پر لگی ہوئی تھی۔ آپ کی جامع مسجد میں ہر وقت دیوبندی چاروں پرہیزگاروں کے لیے لکڑی جاری رہتا تھا۔

کئی دفعہ ایسا ہوا کہ مولانا مفتی علی خاں کے ایک ہاتھ پر رام اہل سنت اور حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی

قدس سرور ہو تھے اور ایک ہاتھ سے گوشت و شوربا کی باتیاں مجاہدین میں تقسیم فرماتے۔

نہج مجاہد

جبکہ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ شہاد کی جنگ آزادی کے زمانہ میں امام اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرور کی عمر صرف ایک سال تھی۔

ایک دن ایسا بھی اتفاق ہوا کہ کسی مجاہد نے مولانا مفتی علی خاں سے امام اہل سنت کو لے کر گود میں بٹھالیا اور آپ کی تلوار آپ کے گلے میں لٹکا کر کندھے پر اٹھالیا اور پکار پکار کر کہہ کئے اللہ کریم تھنا پھان مجاہد بھی اسلام پر قربان ہونے کے لیے تیار ہے۔ آپ کے والد ماجد مولانا مفتی علی خاں کی آنکھوں میں آنسو آگئے، فرما نے گلے کا شکر اس تاجیز کی بہ کئی طرح اسلام کے کام آجاتی۔ آپ کے دادا مولانا رضا علی خاں جو مجاہدین کو ضروری حیات و سہولت دے رہے تھے نے یہ بات سن لی، فرما نے گلے میں علم مست کردہ اہتماما یہ بیجا مرتدین اسلام گستاخان افساد و اولیاء کے لیے تلوار بے نیام ہو گا اور اس سے رب العزت وہ کا عظیم لے گا جو اس مدی میں بڑے بڑے غازیوں سے نہیں ہو سکے گا۔ اس فرزند جلیل کی ساری زندگی خدمت اسلام کے لیے وقعت اور تالیف اسلام کے لیے نثار ہوئی۔ جس دن اس کی ولادت ہوئی حضور سرکار کو شکر اعظم نے خود ہمیں مبارک باد سے نوازا اور اراج اولیاء نے خوشی منائی۔

مولانا رضا علی خاں کی گرفتاری کے احکام

بقسمتی سے بعض فدا و مسلمانوں اور ہندوؤں کی سازشوں سے یہ تحریک جنگ آزادی کامیاب نہ ہو سکی۔ انگریزوں نے ملک پر قابض ہو کر اکابر بریلوی علما و فضلا و مجاہدین پر بے پناہ مظالم کئے کہی تو شہید ہو چکے تھے۔ کچھ کچھ گرفتار کر کے جزیرہ اندومان کی کال کو تھڑیوں میں جھڑس کر دیے گئے۔ حضرت مولانا فضل حق شہید قیامادی نے اسی جیل میں شہادت پائی، سلطان بہادر شاہ ظفر کے نیچے گولیوں کا نشانہ بنے اور خود معیہ گمراہوں میں تیر کر دیے گئے۔ انہیں مصائب پر لائق بصیرت پر مطلع ہو کر سلطان بہادر شاہ ظفر نے بہت پیٹلے کہہ دیا تھا۔

پس مرگ قبر پر اسے ظفر کوئی فائدہ بھی کہاں بڑھ سے

وہ جو کوئی قبر کا نشان اسے شہو گروں سے اڑا دیا

چنانچہ اپنی مجاہدانہ سرگرمیوں کی بنا پر مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمۃ کو خیرنگی مظالم کا نشانہ بننا پڑا۔ چنانچہ آپ کی گرفتاری کے وارنٹ جاری ہو گئے اور ایک انگریز مارچنٹ سپاہی سے کرپٹ پیسجی جس وقت وہ آپ کی مسجد میں گیا۔ آپ تلاوت قرآن مجید میں مشغول تھے۔ سارا جنت نے مسجد میں ادھر ادھر دیکھا اس کے کچھ نظر نہیں آیا باوجود تلاش وہ غائب و خامرواپس چلا آیا۔ انہیں ایام میں ملکہ برطانیہ نے عام معافی کا اعلان کر دیا اس طرح آپ کے خدا تعالیٰ نے ذلک استبداد سے محفوظ فرمایا۔ حضرت جیانت علیہ السلام نے اس واقعہ کو مختصر آپ کی کرامات میں ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس ہوش ربا زمانہ میں جب کہ انگریزی انتظام کے دوسرے اکثر مسلمان شہر وں سے جنگلوں میں بھاگ گئے تھے مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمۃ کی شجاعت کا یہ بے نظیر مظاہرہ تھا کہ آپ اطمینان سے مسجد شریف قیام فرما رہے اور دراصل یہ آپ کے مقام کو کل علی اللہ اور استقامت کا ملکہ کا آئینہ دار ہے۔

من از سر نو جلوہ دہم دار و رسا

عالم با عمل مفتی عنایت احمد صاحب کا کو روی

اسیر اندوین۔ (علمائے اہل سنت زندہ باز)

دل گرے، نگاہ پاک بینے سینہ بیتا ہے

مولانا مفتی عنایت احمد کا کو روی نہایت متقی و متبحر عالم فاضل تھے، علمائے ربانیوں میں شمار کیے جاتے تھے مفتی صاحب تمام دیوبند و شمال مشرقی ہندوستان کے مظاہرین ۵ اکتوبر ۱۲۶۸ھ کو پیدا ہوئے۔ بکا کو روی کے ممتاز خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ جد امجد کا نام مفتی لطف اللہ تھان کے صاحبزادے مفتی غلام محمد اور ان کے فرزند مفتی محمد بخش مفتی عنایت احمد کے والد بزرگوار تھے، عنایت احمد صاحب سن شور کو چھپتے تو تحصیل علوم کی فرغ سے لایم پور بھیجے گئے۔ وہاں مولانا حمید رملی صاحب اور سید محمد صاحب کے زیر تلمیذ رہے اور علوم مروجہ کی تکمیل کی، بعد ازاں وہی گئے اور شاہ محمد اسحاق محدث سے حدیث شریف کے فارغ التحصیل ہوئے۔ پھر مل گزشتہ جاکر علم مقبول و مقبول میں سند حاصل کی۔ مولانا بزرگ علی صاحب سے بھی تحصیل علم کی اور انہیں کے مدرسہ میں مدرس مقرر ہو گئے۔

کچھ عرصہ بعد آپ بریلی چلے گئے۔ اسی دوران ہندی انگریزی امتداد برٹھا تو کار عملا اور ہونا صاحب کی سرکردگی میں تحریک انقلاب کی سلسلہ جیناں جاری تھی مفتی صاحب بھی شب و روز بریل کے انقلابی

گردہ کی مشاوری مجالس میں شرکت کرنے لگے اور نواب بہادر خان کی قیادت میں بہادریت کی تحفیم کے لیے سرگرم عمل ہوئے۔ دیوبند کے بریلی مجاہدین آزادی کا عظیم مرکز تھا اور اس علاقہ میں ان کی برقی تحریک کے قاعدہ میں امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کے جد امجد مولانا رضا علی خاں صاحب سے ان کے مکان اور ان کے صاحبزادے مولانا مفتی علی خاں کی مسجد مجاہدین کے مرکز تھے۔ مفتی صاحب بھی مولانا رضا علی خاں کے حلقہ جہاد میں داخل ہو گئے اور مجاہدین کے لشکر میں شریک ہو کر بھارت میں ملی جہد لینے لگے، جبکہ ننگہ خان بہادر خان کے دست راست، اپنے کمال جرأت و بہمت سے لڑتے رہے۔ جنرل کھنٹ خاں بریلی پہنچے اور دارالافتخار دہلی کے مرکزی محاذ پر شرکت کے لیے (رام پور و مراد آباد) ہوتے ہوئے (ردانہ) پہنچے تو ان کی حیثیت میں مفتی فاضل احمد صاحب بھی لشکر آزادی کے ساتھ رام پور گئے اور جنرل کھنٹ خاں مولوی سرفراز علی صاحب کے ساتھ نواب یوسف علی خاں (راکھی رام پور) سے محاذ پر آزادی میں شرکت کے لیے گفت و شنید کرتے رہے۔ ان کے ہمراہ مفتی نعمت احمد بھی اس مشن درست میں برابر شریک رہے اور جب نواب رام پور جنگ آزادی میں مجاہدین کی اعانت سے لڑا تو جنرل کھنٹ خاں نے فوج کشی کر دی۔ اس جنگ میں بھی مفتی صاحب نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

رئیس الاحرار مولانا محمد علی کے چچا زاد بھائی حافظ احمد حسن صاحب شوقی نے اپنے تذکرہ کا ملان رام پور میں اس معرکہ کال اس طرح بیان کیا ہے۔

۹ جون ۱۸۵۷ء کو کھنٹ خاں کوئی فوج کے ساتھ رام پور آیا۔ مولوی سرفراز علی اس کی طرف سے سفیر تھے تمام شہر کو مورچہ بندی کر کے مشرکے منہ خود جا کر کھنٹ خاں کو ٹھکانے تھے۔ ان کا مشن تھا کہ روپیہ دیا جائے اور دلی احمد بہادر راست (نواب ملک علی خاں) مع فوج دلی کو ساتھ چلیں۔ یہ مرحلہ سب سے زیادہ سخت تھا۔ علی کھنٹ خاں نے اس مرحلہ کو بہر لحاظ انجیل لے گیا اور ۱۲ جون کو کھنٹ خاں رام پور سے چلا گیا۔ نواب نے ازلہ چالوسی جان بچانے کی خاطر جنرل کھنٹ خاں کو خوب رسد و موجودہ اور بدلتی حد تک مولوی سرفراز علی کی عورت افزائی کی اور اس طرح اپنے آپ کو بچایا۔

جنرل کھنٹ خاں نے رام پور کے نواب سے صلہ کر لی۔ اور مراد آباد کو تاج کر گئے۔ اس وقت مفتی فاضل احمد صاحب، مولوی سرفراز علی صاحب کے مشورے سے پھر بریلی واپس چلے گئے۔ وہاں ابھی تک جنگ گرم کرنا زار گرم تھا۔ مفتی صاحب میدان شجاعت میں تھے آزمائی بھی کرتے رہے اور خان بہادر خان کی مجلس مشاورت میں خاص طور پر شریک رہے۔

خان بہادر کے لشکر مجاہدین میں ایک دستہ غازیوں کی فوج کا بھی تھا۔ یہ سب کے سب مفتی صاحب

کے قریبیت یافتہ اور ان کی تحریک پر سر سے کفن باندھ کر جان لینے اور جان فدا کرنے کے لیے آمادہ تھے۔
اس فوج کا ہر بچا بد شوق شہادت کے نشہ میں چور تھا۔

گوراپیش کے ایک انگریز سارجنٹ سمجھنے جنگ آزادی کے چشم دید واقعات پر مبنی ایک کتاب ۱۸۵۷ء کے معرکوں کی یادداشت لکھی تھی۔ اس میں بریلی کے معرکہ کا حال لکھتے ہوئے غازیوں کے اس دستہ کے بارے میں لکھوں بھی کیفیت اس طرح بیان کرتا ہے:

”ان لوگوں کی دائیں بائیں سفید تھیں، انگلی میں چاندی کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھے جس کے ٹکڑے پر ”اللہ“ لکھا تھا۔ ہر غازی کی کمر میں سبز رنگ کا پٹکا بندا ہوا تھا۔ وہ روٹی کی صدی پہنے ہوئے اور سر پر سبز چڑیاں باندھے ہوئے تھے۔ جن پر سر سے چھینٹے پڑے ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھ میں تلوار بھی اور پشت پر ڈھال بھی، دین کا فخر لگا کر ہارے سٹنے آئے اور عداوت پر ہونے سے پہلے ان کا سردار جو ایک بیس سال کا ہے ریش نر جو ان شخص کی آنکھوں سے خون ٹپک رہا تھا جھٹ میں آگے بڑھ کر ان کی طلب ہوا۔ کہا تم کافروں میں کوئی حوصلہ مند ہے۔ جو میرا مقابلہ کر سکے۔ اگر ہے تو سامنے آئے۔ اس کی آواز پر ہماری صفوں میں سنا جاتا تھا۔ کوئی تو جوان آگے نہیں بڑھا۔ ایک منٹ میں پھر بھی چیلنج دیا اور کہا۔ ”میں ہاتھ اڑھوں سے تیار ہوں۔ لیکن پھر بھی کوئی حرکت نہ ہوئی۔ آخر جھٹلا کر اس نے تلوار میان سے نکال لی۔ اور ہماری صفوں پر حملہ آور ہوا۔ اس نے اس شدت سے حملہ کیا کہ چشم زدن میں ہمارے سپاہیوں کو زخمی کر کے ڈال دیا۔ اس کی یہ نظیر شہادت سے کاٹنا آفسر اس قدر متشہد ہوا کہ اس نے حکم دیا کہ اس نوجوان کو زندہ گرفتار کر لیا جائے لیکن اس نے کہا۔ تم زندہ شیر کو گرفتار نہیں کر سکتے چنانچہ زخمی ہو جانے کے باوجود جب کہ اس کے جسم کے ہر عضو سے خون کے فارے ابل رہے تھے۔ اس نے دوبارہ اس شدت کے ساتھ حملہ کیا۔ جب کہ ٹانگ آفسر نے یہ دیکھا کہ اگر اس کو قتل نہ کیا تو شاید ساری کمپنی کا صفایا کر دے گا۔ آخر مجبوراً اس نے حکم دیا ہے کہ سنگینوں سے خاتمہ کر دو۔ یہ سن کر سپاہیوں نے اسے زندہ میں لے کر اپنی سنگینیں بیک وقت اس کے سینہ میں پیوست کر دیں۔ لیکن جب تک اس کی روح جسم میں باقی رہی۔ براہِ تلوار کسے جوہر دکھاتا رہا۔ اس کا ہاتھ اس وقت دکھا جب اس کی روح پرواز کر گئی۔“

یہ بعیرت افروز منظر ایک انگریز نے قلم بند کیا ہے۔ جو حسی شہدا و راہان غازیان کی شہادتیں کا جاننا دشمن تھا لیکن ان خدا بائن اسلام کے جوشِ ایمانی نے اسے اس قدر متاثر کیا کہ حقیقت حال بیان کرنے پر مجبور ہو گیا۔ جس سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ انگریزی فوج کے شیر ولی اخروں اور ساری سپاہ کے شجاعت و دلیری کا کیا عالم تھا۔ ایک بجا غازی کے بے ہمت و حوصلہ کے سامنے ان سپاہیوں کے جگر آب ہو جاتے تھے۔ اور اس

ایک تیغ بکٹ نوجوان کو قابو کرنے کے لئے ہزاروں سنگینوں کی ضرورت ہوتی تھی اور اس واقعہ سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ مجاہدین کے جذبہ فدایت کی کیا کیفیت تھی حقیقت یہ ہے کہ انگریزوں کے غلبہ کا موجب صرف روہاچی عربے اور ساندش و غدار ہی تھی ورنہ ہر مجاہد پر پہلی فتح شکر مجاہدین کو حاصل ہوتی، جوان کی مردانگی، حرارت اور عزیمت کے باعث تھی برہنہ کے غازیوں کی اس کیفیت کے حالات سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جن دہشتاؤں کے تربیت یافتہ مجاہدین کی جان بازی اور سرفروشی کا یہ حال تھا۔ تو وہ مردان حق کی عزیمت و حوصلہ کے نالک تھے اور میدان کا دزارہ ان کے علی کارنامے کیا کچھ ہوں گے معنی معنائیت احمد صاحب نے دوسرے رہنمایاں حریت کی تربیت میں مجاہد برہنہ میں اقل اول فتح حاصل کی لیکن انہماک کا نہ شکست نصیب ہو کر وطن دشمن فداؤں کی ناپاک حرکات پر لعنت بھیجتے، شہیدان حریت کی ارواح پاک پر رحمت کے پھول بچھا دے مرنے کی دعا کے بغیر تھے شہیدان سے شفقت جو گئے۔

مفتی صاحب انگریزی تسلط کے بعد گرفتار کر لئے گئے اور جس دوام بعور دیائے شور کی سزا ہوئی کاٹے پانی بھیج دیے گئے اس سلاطین کی سختیاں وطن اور اعزہ سے جدا کی کا حد مراد دعوتیں پہنچنے ہوئے بھی درس و تدریس تعلیم و تالیف میں مشغول رہے۔

مفتی صاحب کو جزیرہ انڈیا میں کوئی کتاب دیکھنے کو نہ ملتی تھی۔ اور نہ وہاں کسی معلم کی کوئی کتاب دستیاب ہو سکتی تھی۔ اس کے باوجود ذاتی علمیت و واقفیت کی بنا پر مختلف علوم و فنون میں مختصر اور طویل تصانیف تیار کر دیں جب رملی کے بعد وطن واپس تشریف لاکر تصانیف کے مسودات کی تصحیح کی غرض سے کتابیں انھیں تو حسب مسائل لفظ بہ لفظ درست تھے اسیری کے زمانہ میں ہی، تقویم البلدان، کا ترجمہ دو سال میں کیا اور اس کا مابقی و خوبی سے کیا کہ ایک انگریز افسر جس کی فرمائش پر ترجمہ کیا تمام نے ان کی سجدہ تعریف کی اور ان کے علمی فضائل کے اعتراف میں ان کی رملی کی پرورد فرمائش کی، جو منظور ہوئی اور حضرت مفتی صاحب ۱۲۷۷ھ میں ہجرت اپنے وطن عزیز کا کوئی آگئے۔

ان کے ایک عزیز شاگرد مولوی لطف اللہ صاحب نے رملی کی تاریخ لکھی اور ان کی خدمت میں کاکوڑی حاضر ہو کر خود پیش کی۔

چوں بر فضل خالق ارض و سماں اوستادم شد ز قید نیم رجا
سہر تار بج خلاص آئی جنب بے برنو شتم زان آستادی نجا

مفتی صاحب کچھ عرصہ بعد کا گوری سے کانپور چلے گئے اور وہاں مدرسہ رفیع علم قائم کر کے
مستقل قیام فرمایا بقول واقراہ عیب الرحمان خان شیرانی اسی مدرسہ کا فیض بالآخر سارے
ہندوستان کو پہنچا۔ دو سال بعد مفتی صاحب نے حج بیت اللہ کا قصد کیا اور مدرسہ
کا انتظام مولوی سید حسین شاہ صاحب بخاری کے سپرد انیس مدرس اڈل مقرر کر کے کیا۔
اور مولوی لطف اللہ مدرس ثانی مقرر ہوئے اس زمانہ میں بادشاہی جہاز چلتے تھے، جدہ
کے قریب پہنچ کر ان کا جہاز پہاڑ سے ٹکرا گیا اور حضرت مفتی صاحب قمارا دار گئے ہوئے
احرام اندھے جہاز کے ساتھ غرق ہو کر داخل بحق ہوئے

یہ حادثہ ۱۲۹۹ھ مطابق ۱۱ اپریل ۱۸۸۳ء کو رونما ہوا، اس وقت مفتی صاحب
کی عمر ۵۵ سال کی تھی آپ کی کل تصانیف کی تعداد بیس سے جن میں تزارج حبیب اللہ
(سیرت نبوی)، نواصی العلوم، اسرار العلوم، الحق المبین، علم البصیۃ، تجتہ سہارہ، احادیث
الجبیب، التبرکہ، اور ترجمہ توفیم البدن، زیادہ مشہور اور خاص تزارج حبیب اللہ ہیں، حضرت مفتی صاحب حقیقت
میں ایک بزرگ العلوم تھے انہیں دینی میں خاص امتیاز حاصل تھا، ان کی ذات ستودہ صفات ان
معار کا مبین میں سے تھی جو ایک طرف دین اور دوسری طرف وطن کے تحفظ کے لئے عمر بھر سہ پہر
رہے، وہ پیشہ علم کے مرد لیگانہ تھے اور میدان شجاعت کے سرخروش مجاہد تھے۔
دل گرے، نگاہ پاک، سینے جان بیتا ہے

بخیری یلوی علمائے مجاہد اعظم

مبلغ دین مجاہد ملت حضرت مولانا فیض احمد عثمانی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

وہ عالم باعمل جس کی رہنمائی نے دین و ملت کو روح عمل بخشی

قداریوں نے پھونکے یا آستیاں میرا

انقلاب ۱۸۵۷ء کی رہنمائی اور جہادِ حریت میں برسرِ میدان شرکت کرنے والوں میں
 پیشاوردھار و فغلا کے اسمائے گرامی شامل نہیں، جنہیں تاریخ نے بھی محکوم ٹھہرا۔ آج کا برہمن
 میں مولانا فیض احمد عثمانی بدایونی کا نام نامی بھی خاص طور پر قابلِ ذکر ہے لیکن حریت سے کہ ان
 کے تفصیلی حالات کسی قدیم تاریخ میں بھی طور پر محفوظ نہیں مختلف دستاویزات اور بزرگوں کی
 روایات سے جو حالات مرتب ہوتے ہیں، ان میں سے اکثر ایسے ہیں جو قدیم تذکروں میں پائے
 نہیں جاتے۔ مفتی انتظام اللہ عثمانی کے تذکرہ السنۃ الہدیٰ اور باغی عمارتک میں
 ان کا ذکر صرف دو سطروں میں نہایت سرسری طور پر کیا گیا ہے مفتی صاحب فرماتے ہیں ”
 مولوی فیض احمد عثمانی مددِ بوردیس میں کراہتھے۔ دلی گئے وہاں محبِ مٹ کئے گئے پھر جنرل
 بخت خاں کے ساتھ رہے۔

مولانا فیض احمد کے والد بزرگوار بدایوں کے مشہور و مختار خاندان کے فردِ جلیل غلام احمد
 صاحب سے جو بزرگوں میں رہتے تھے، مفتی احمد صاحب کی ولادت ۱۸۰۸ء مطابق ۱۲۲۷ھ
 میں بدایوں میں ہی ہوئی، ان کی عمر صرف تین سال کی تھی، کہ والد صاحب نے وفات پائی
 ان کی والدہ ماجدہ نے یتیم کمن بیٹے کی پرورش و تعلیم و تربیت کی، وہ خود بدایوں کے عالم
 خاندان شیوخ کی تعلیم یافتہ خاتون تھیں۔ ان کے ایک ہم وطن جناب محمد ایوب قادری
 بنی اسے نے مولانا کے ذکرِ خیر میں بیان کیا ہے کہ ”مولانا کو قدرت نے شروعی سے وہ
 دل و دماغ بخشا تھا کہ جس پر آپ کے ہم درس طلباء کو رشک آتا تھا جو چیز ایک بار بڑھ
 لی یا دہو گئی۔ اور ایک دفعہ نظر سے گزر گئی دل پر نقش ہو گئی تحقیق و تدقیق آپ کا حصہ تھا
 ان خاندانِ خیال کرتے تھے کہ مستقبلِ قریب یہ بچہ خیر خاندان ہوگا۔ والدہ نے اس ہونہار
 بچہ کو اپنے مہمانی مولانا فضل رسول کے سپرد کر دیا۔ آپ نے نہایت محبت اور ناز و نعم
 سے پرورش فرمائی مولانا فیض احمد نے تمام علومِ منقول و معقول صرف چودہ سال میں
 حاصل کر لئے۔ اور پندرہویں سالگرہ سے قبل اجازت و رخصت مل گئی۔ دوسرے فنون
 مردِ خطاطی و شعر و شاعری و جزہ میں بھی آپ نے کمال حاصل کیا ایک قلیل عرصہ میں
 مولانا کا شہرہ ہو گیا۔ اور تشنگانِ علم نے اس مبلغِ علم و فاضل کی طرف
 رخ کیا۔

مولانا نے علومِ ظاہری کی تکمیل کے بعد علومِ باطنی کی طرف توجہ کی، اس وقت

حضرت اچھے میاں صاحب مارہروی کے غلیظ اعظم آپ کے نانا حضرت مولانا شاہ عبدالحمید صاحب کی بارگاہِ رشد و ہدایت مرجعِ خلافت ہو چکی تھی مولانا نے سلسلہ قادریہ میں اپنے نانا صاحب قبلہ سے بیعت کر کے علومِ طریقت کی تحصیل سے بھی فراغت کی مولانا فیض احمد صاحب درگاہِ طلباء کے لئے حصولِ تعلیم ہی کا مرکز نہ تھی۔ بلکہ سرِ طلب علم کی آپ جلیلِ دروہیات کے کفیل و معاون ہوا کرتے، یہی سبب تھا کہ مولانا کے شاگردوں کا شمار دشوار تھا آپ طلباء کی امداد کے لئے دوسروں سے ادھار لیتے مگر کسی کو حاجت مند نہ دیکھ سکتے۔

بے خطر کو دپڑا آتش نرود میں عشق

مولانا تحریکِ آزادی میں

آپ بے حد متواضع اور محض انسان تھے معصیتِ اکمل التواریخ آپ کی مزاجی کیفیت کے سلسلہ میں سمجھتے ہیں کہ باوجود ثروت و قواد کے دل فقیرانہ مزاج تھا نہ تھا۔ فقرا سے محبت اور غرباء سے العنت طلبہ کے سائق اور علم کے شہساز تھے شاگردوں کی تمام ضروریات کے خود کفیل ہوتے تھے، سلسلہ درس و تدریس اگرہ کے قیام کے دوران بھی برابر جاری رہا۔

جب ہندوستان میں انگریزوں نے اپنے اقتدار کی بنیادیں مضبوط کرنے کے سلسلہ تبلیغِ عیسائیت کا فتنہ چلایا۔ جگر جگہ اسکول کا بیج کھول کر مسیحی تعلیم عام کی جانے لگی۔ اس وقت اگر سے میں علما نے عصر نے ایک مشاورتی مجلس میں اس فتنہ کے رد کے لئے علمی تدابیر سوچیں، چنانچہ مولانا فیض احمدان علمائے کرام کے ساتھ شریکِ تبلیغِ دین کی خدمات انجام دینے لگے۔ باوجود سرکاری ملازمت کے انہوں نے جا بجا مسیحی تبلیغ کے مقابلے کے لئے عیسائی پادریوں سے مناظرے کئے اور مصافحات میں دورے کر کے تبلیغِ اسلام میں مشغول رہے ۱۸۵۵ء میں جب پادری سی سی ڈی فتنہ ہندوستان وارد ہوئے اور انہوں نے فتنہ ارتداد کا ہنگامہ مہیا کیا تو مولانا سید احمد راشد شاہ ڈاکٹر ذریعہ خان صاحب وغیرہ حضرات نے اس کے رد کے لئے اشتیاقات شروع کئے۔

چنانچہ پوری فخر و ادب سے اسلام کے مابین ۱۸۵۷ء میں بمقام آگرہ جو مناظرہ ہوا اس میں ڈاکٹر وزیر خاں صاحب اور مولانا رحمت اللہ صاحب کے معاون خصوصاً کی حیثیت سے مولانا فیض صاحب بھی موجود تھے اور انہیں تین حضرات نے فخر و ادب کے ساتھ وہ معرکہ الآراء و مناظرہ کیا اور اسے ایسی شکست قاش دی کہ وہ فوراً ملک بدر ہونے پر مجبور ہوا۔ اس مناظرہ کی پوری کیفیت ”الحجت الشریف فی اثبات التیغ والتحریف“ کے نام سے وزیر الدین نے مرتب کر کے باہتمام حافظ محمد عبداللہ فخر لطیف شاہ جہان پور سے ۱۲۷۰ھ میں طبع و شائع کرائی تھی۔ اس کی طباعت و اشاعت کے جملہ مصارف حضرت بہادر شاہ ظفر کے ولی عہد مرزا فخر و مرحوم نے ادا کئے تھے اور تمام ملک میں مفت تقسیم کرایا گیا تھا۔

آگرہ کی جامع مسجد اس زمانہ میں نہایت خستہ و پوسیدہ حالت میں تھی۔ مسجد کی اس شکستگی کے سبب قادی بھی برائے نام نظر آتے تھے۔ مولانا فیض احمد نے اس کی مرمت و تعمیر کرائی اور وہ مرکز دین و علوم بن گئی۔

مولانا احمد اللہ شاہ صاحب کے آگرے کے قیام کے دوران مولانا فیض احمد صاحب بھی اس علاقہ مجاہدین کے سرگرم رکن بن گئے جو آگرہ میں جہاد حریت کی تنظیم و اقدام کی غرض سے قائم ہوا اور ہر اجتماع میں جو شوق و غلو سے شریک ہوتے رہے، اور ضروری مشورے دیتے رہے۔ آگرہ اور اس کے گرد و نواح میں مولانا نے دورے کر کے جہاد حریت کی تبلیغ کی۔ اسی سلسلہ میں سرکاری ملازمت سے بھی سبکدوشی حاصل کر لی اور میدان عمل میں تیغ بکھ اتر آئے، دہلی کے محروکوں میں جنرل محمد بخت خاں کی قیادت میں نبرد آزما رہے مجاہدین نے جب دہلی میں انگریزوں کو شکست دے کر سلطنت منگہ کے احیاء کا اعلان کیا اس وقت مولانا فیض احمد مرزا افضل کے پیش کار کے فرائض بھی انجام دیتے اور لشکر کی انتظامات کے سلسلہ میں جملہ امور کی نگرانی کرتے شکست دہلی کے بعد آپ جنرل بخت خاں اور مولانا سید احمد اللہ شاہ صاحب کی معیت میں بکھنوں گئے اور ہر محاذ پر ان کے شریک کار رہے سکندر باغ کے محاذ پر خصوصیت سے مولانا فیض احمد نے اپنی عملی تدابیر سے لشکر مجاہدین کی اعانت کی اور معرکہ آرا مناظرے بکھنوں کے بعد آپ مولانا سید احمد اللہ شاہ کے ساتھ شاہ جہان پور بھی گئے اس علاقہ کے

حجرات میں جن رہنما مجاہدین کے نام آتے ہیں۔ ان میں مولانا فیض احمد بھی پیش پیش تھے، بعد ازاں جب عقبہ محمدی میں مولانا احمد اللہ شاہ صاحب کی حکومت قائم ہوئی ان کی کونسل کے رکن لیکن بنے جب محمدی پرائیمری بڑوں نے محمدی کو مولانا لشکر مجاہدین کے دست باند بننے ہوئے تھے۔

مولانا سید احمد اللہ شاہ کے قیام شاہ جہان پور کے دوران مولانا فیض احمد کی تجویز پر مجاہدین کے چند دستے بدایوں بھیجے گئے جن کی رہنمائی ڈاکٹر وزیر خاں شہزادہ خروند بخت اور مولانا فیض احمد کے سپرد تھی، بدایوں کے سرگرموں میں داد شجاعت دینے کے بعد ننگرانہ کے مجاہد بھی معروف کارزار رہے، اور سرخرو شاہ کارنامے انجام دیتے نظر آئے، یہاں سے ہی محمدی حکومت قائم ہونے پر کابینہ میں شامل کئے جانے کی غرض سے دوسرے اکابرین کے ساتھ طلب کئے گئے تھے۔ سازش و غدر کی سبب حضرت احمد اللہ شاہ کی بہمدات کے بعد دوسرے رہنما اور قریب جمعیت مجاہدین کے منتشر ہونے پر مولانا بھی ردپوش ہو گئے، پیچھے طور پر مختلف مصافحات میں انقلابی تنظیم میں معروف رہے، بعد ازاں لاپتہ ہو گئے، بعض اصحاب کا خیال تھا کہ خلافت ترکیہ کے دارالسلطنت قسطنطنیہ میں قیام پذیر ہیں۔ اس کے لئے آپ کے ماموں کبرسی کے باوجود تلاش میں سرگرداں قسطنطنیہ پہنچے لیکن آپ کا کوئی پتہ نہ چلا کچھ لوگوں کا قیاس ہے کہ جزل بخت خاں کے ساتھ خیال چلے گئے اور ذرا دل روپوش رہ کر ان کی معیت میں گور بلا جنگ میں معروف رہے، بہر حال آپ کا صحیح پتہ معلوم نہ ہو سکا اور سن و مقام وفات کا بھی کسی کو علم نہیں تھا۔

فدا رحمت کنڈا میں عاشقانِ پاک طینت دا

شہیدِ حریت منشی رسول بخش کا کوروی

تحریک انقلاب کے ایک سربراہ اور دہ رکن جو وطن فروشی کا نشانہ بنے

تحریک انقلاب ۱۸۵۷ء اسلامیان ہند کی صد سالہ عظیم جدوجہد اور فرخندہ سبوں کا ایک عظیم سلسلہ تھا جو ۱۸۵۷ء میں غازی نواب سراج الدولہ کی شکست و شہادت کے

بعد برلی نوی سازشوں کے پرفریب جال کو توڑ چکے تھے اور سرزمین وطن کو آزاد کرنے کے لئے معروف جہاد رہے۔ اس انقلابی تنظیم میں نوابین امراء اور سب سے زیادہ علماء و صوفیائے کرام جماعتیں پیش پیش تھیں ۱۸۵۷ء کے تحریکات کی تفصیل تو کتب تاریخ میں ہی ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

وہیے سرگزشت مجاہدین کے سلسلہ میں یہ امر بایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ گذشتہ تنظیم میں ۱۸۵۷ء کے عہد بہ عظیم سے پانچ چھ سال پہلے روح عمل دوڑتی نظر آنے لگی تھی۔ جن علماء و فضلاء نے اس تحریک میں جان ڈالی ان میں مولانا سید احمد اللہ شاہ مولانا سرفراز علی شاہ جہانپوری، مولانا لیاقت علی الہ آبادی، علمائے بدایوں کے علاوہ دہلی اگرہ کا کوروی وغیرہ کے علماء کا بڑا حصہ تھا۔ ان حضرات میں منشی رسول بخش کا کوروی کا نام بھی سرفہرست ہے، جنہوں نے ابتداء سے عوام میں بیداری پیدا کرنے اور علم جہاد بلند کرنے میں رسول بخش صاحب، مولانا سرفراز داسے دے سنئے قدمے، عہد و جہاد جاری رکھی۔ منشی رسول بخش صاحب، مولانا سرفراز علی صاحب اور مولانا احمد اللہ شاہ صاحب و جنرل عظیم اللہ خان کی محنت میں مدوں تنظیم انقلاب کے لئے ملک کے گرد و نواح میں دوڑے کرتے رہے اور شہر شہر قصبہ قصبہ میں گھومتے پھرتے عوام کو محرک آزادی میں شریک ہونے کی دعوت حق دیتے، مفتی صاحب نے بھی دیگر رہنما مجاہدین کی طرح دلپسند افواج میں جہاد حریت کی تبلیغ کر کے سپاہیوں میں جوش مل پیدا کیا۔ اور چپاتیوں وغیرہ کی تقسیم و تنظیم کے پروگرام میں نہایت سرگرمی سے شریک تھے۔

منشی صاحب کے جدا جدا ملا ابوبکر حاجی علوی تھے، جن کے صاحبزادے ملک بہاؤ الدین سلطان دہلی کی جانب سے کا کوروی فتح کرتے تشریف لائے تھے فقہانی کے بعد وہیں سکونت پذیر ہو گئے۔ مفتی صاحب کے والد فیض بخش بہادر نواب شجاع الدولہ کی فوج میں صوبیدار تھے، وہ صاحب علم و سزاور شجاع و دلیر بزرگ تھے ان کی تصنیف "چتر فیض" مشہور ہے۔ منشی رسول بخش کی ولادت کا کوروی میں ہوئی اور وہیں ابتدائی تعلیم ہوئی تحصیل علم کے بعد سلطان و امیر شاہ کی فوج میں ہمدردانہ طور پر رہے ہی وقت سے ان کے دلی پیہنات حبیب ہو چکے تھے سلطان کے فوجی مقتدرین کے لشکر سلطانی کی مل کر تہیت میں معدود تہ امدادی دوران مسلمان سپاہ کو ہر یک کی تکلیف خلافت اکابرہ پیکار سے کیونکہ سلطان فوجی تربیت کا اہتمام بھی آزادی وطن کی جہاد و جہد کے لئے کیا تھا یہی سبب تھا کہ چند غدار

امرا نے دولت ساز باڈ کر کے ان منصوبوں کی اخلاص انگیز حکام کو دیتے اور انعام و اکرام کے لالچ میں جاسوسی کرتے رہے جس کے نتیجے میں انگریزوں نے سلفانی لشکر کو یہ کہہ کر برطرف کر دیا تھا کہ آپ کو اس قدر لشکر کے ملازم رکھنے اور مصارف کا بار اٹھانے کی کیا ضرورت ہے، جمادی فرجین آپ کی حفاظت کے لئے موجود ہیں، جب کوئی ضرورت ہو آپ انہیں طلب کر سکتے ہیں چنانچہ اسی معاہدے کے بموجب سنومان گڑھی کے منگاہ کے دوران امیر الجہادین اور ان کی جہت کو گورہ پٹن نے قوب دم کیا تھا۔ سلفانی فوج کی برطرفی کے بعد ہی رسول بخش صاحب بمعنوت سے کاکوری چلے گئے اور مستقل طور پر دہلی میں مقیم ہو کر جہاد حریت کی تبلیغ میں معروف رہے۔ مختلف مقامات میں تبلیغی دورے کرنے کے بعد آخر میں انہوں نے کاکوری کے عوام کو منظم کیا اور خفیہ طور پر فوجی تربیت دینے میں مصروف ہو گئے چنانچہ کاکوری میں مجاہدین کی وہ بیعت تیار ہو گئی، جو مفتی صاحب کی قیادت میں آزادی وطن کاکوری میں مجاہدین کی وہ بیعت تیار ہو گئی، جو مفتی صاحب کی قیادت میں آزادی وطن کے لئے لڑنے مرنے کو ہر وقت آمادہ تھے اور اس کا سر جاننا جہاد دشمن کے مقابلہ میں جان دینے اور جان لینے کو عین ایمان سمجھتا تھا۔ جنگ آزادی کے چند ماہ پیشتر اطراف و جوار کے علماء جو جہاد حریت کی دہشتی میں مصروف تھے، اگر سے میں جمع ہو گئے کیونکہ دہلی کے بعد اس زمانہ میں اگر کو اس لئے اہمیت حاصل ہو گئی کہ وہ برطانوی صوبہ کا صدر مقام بنا دیا گیا تھا۔ حضرت مولانا احمد اللہ شاہ نے جب اگرہ پہنچ کر تحریک انقلاب کے اقدام کے لئے مشاورتی مجالس منعقد کیں اور وہ شہر ارباب علم و فضل کا مرکز بن گیا، مفتی استقام اللہ صاحب شہابی حالات انقلاب میں لکھتے ہیں کہ:-

”مفتی انعام اللہ خاں بہادر جو محکمہ شریعت کے مفتی رہ چکے تھے، اب بہت بڑے وکیل تھے، حضرت آذرودہ (مفتی صدر الدین صاحب) کے خطبے کے ذریعہ شاہ صاحب (مولانا احمد اللہ شاہ صاحب) ان کے یہاں آکر مقیم ہوئے ان کا کھر علماء کا مرکز بنا ہوا تھا۔ مفتی صاحب کے صاحبزادے مولوی اکرام اللہ صاحب، ”تعمیر الشجرہ“ مرید ہوئے۔“

علماء و مفتیوں کو کام کا یہ گلدستہ جس کی شیرازہ بندی اب تک ملی ادبی ذوق نے کر رکھی تھی، مولانا احمد اللہ شاہ صاحب کے پہنچنے پر اس میں سیاسی رنگ پیدا ہونا شروع ہو گیا اور مجلس کی شکل میں اس اجتماع کی تشکیل کی گئی اس کے ارکان کی مختصر فہرست

ملاحظہ ہو۔ مولوی شیخ امجد علی بیگ صاحب مولوی امام بخش مہبائی، سید باقر علی صاحب نانکھ
 ٹکہ دیوانی، مولوی نور الحسن صاحب، سید مراد علی صاحب، مولوی خواجہ تراز علی صاحب
 سید حسن علی صاحب، رحمت علی صاحب مفتی ریاض الدین صاحب، مولوی غلام حیدر علی،
 غلام مرتضیٰ صاحب، مفتی رسول بخش صاحب، شیخ محمد شفیع صاحب، مومن علی صاحب
 باسط علی صاحب، محمد عظیم الدین، حسن صاحب محمد قاسم صاحب دانا پوری معین الدین صاحب
 مولوی کریم اللہ خان صاحب صدر العبد ورفیق محمد کاکم علی صاحب، تاج الدین صاحب
 طفیل احمد صاحب خیر آبادی، مولانا غلام امام شہید، مفتی عبدالوہاب صاحب گوباشوی،
 ڈاکٹر ذریعہ خان صاحب، مولوی شفیق احمد صاحب بدایونی مفتی القام اللہ صاحب
 یہ حضرات صدارت نظامت دینار کے مختلف عہدوں پر فائز تھے یا دلا رہے تھے جنہوں نے
 اس مجلس کی دکنیت منظور کی اور دسے درے قدمے شاہ صاحب کی تائید و اعانت
 شروع کر دی۔

بالآخر اس اجتماع میں انقلابی اقدام کا پروگرام مضبوط ہو گیا۔ اوجو حضرات بیرونی ممانعت
 سے اپنے علاقوں کی نمائندگی کرتے آئے تھے، اعلیٰ اقدامات کی دہنائی کے لئے ان
 مقامات پر واپس چلے گئے اور اپنے اپنے محاذ پر جنگ آزادی کے
 املاں کا انتقاد کرتے گئے، جس کی ابتداء اچانک وقت موعودہ سے پہلے ہو گئی، چنانچہ
 مجاہد ملت رسول بخش صاحب متفرقہ پروگرام کے مطابق کاکوری کے لئے روانہ ہوئے
 اور کانپور میں جنرل عظیم اللہ خان مل کر جہاد آزادی کے سلسلہ میں طے شدہ لائحہ عمل
 کے سلسلہ میں صلاح مشورہ کرتے راستہ میں چند دیگر دوسرا اور جاگیر داروں کو انگریزوں
 کے مظالم اور جبر و استبداد کے خلاف نفرت دلا کر بغاوت پر آمادہ کر لیا اور وہ
 مجاہدین کی ہر ممکن اعانت کے لئے تیار ہو گئے۔

دہنمایان جہاد کرنے طے کیا تھا۔ کہ اودھ کے تمام اطراف و جانب کے علاقوں
 میں منظم موکر آرائی کے بعد چم آزادی بلند کر کے دارالسلطنت بھگتوں میں جھموتا جائیے
 جہاں سلطنت اسلامیہ کے احیاء و استحکام اور انگریزوں کی حکومت کا تلخ قلع
 کرنے کا اہتمام مکمل کیا جائے گا۔

منشی صاحب کا کوری پہنچ کر اپنے علاقہ کی تعلیم و تربیت میں شہک ہو گئے ان کی جمیت مجاہدین میں
کھینٹ کر اودھ شاہی فوج کے برخاست شدہ سپاہیوں کی ایک جماعت بھیجی تھی۔ اس کے سب جوان مرد
ان کے اشارے پر سرخروئی کے لئے حاضر تھے منشی صاحب نے انقلابی تنظیم کے استحکام کی خاطر کئی
پولیس افسروں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا تھا اور ان سے گہرے تعلقات پیدا کر کے اپنا راز دار بنا لیا تھا
تاکہ اڑسے وقت میں مجاہدین کی اعانت کر سکیں۔

۱۸۵۵ء کو میرٹھ بھاؤنی سے قبل از وقت اعلان بغاوت کی خبر سنی ہی انہوں نے فوراً
طے شدہ لاٹھ حمل کے مطابق لشکر مجاہدین کو آراستہ کیا کہ حکام وقت کے خلاف نبرد آزمائی شروع کر
دیں۔ اودھ قیام ہو کر مرکز حصار کھنڈ کی جانب کوچ کریں۔ لیکن ایک رازدار پولیس افسر بخاری پر
سو گیا اور اس نے گورہ پٹن کے انگریز افسر سے مجاہدین کے عالم کی خبر دی جس نے پھر کابھدی ہنگامہ اٹھائے
انگریز افسر نے اسی وقت اپنی فوج کو حرکت دی اور لشکر جہاز کے زمین اس موقعہ مجاہد رہنماؤں کا محاصرہ
کر لیا۔ جب کہ رسول بخش صاحب اپنے رفقاء کے ساتھ ایک سجد میں بیٹھے تھے، اور مشاوری مجلس میں
معلوم تھے، اور مجاہدین کو اقدام کے لئے آخری ہدایت دینے کے بعد حکم کی تیاری پر بحث کر
رہے تھے، منشی صاحب کے ساتھ اس وقت ان کے دست راست منشی عبدالعزیز اور دوسرے
رفقاء کا موجود ہوتا تھا۔ جن کی مجموعی تعداد اٹھارہ تھی، انگریزی فوج نے ان سے رہنماؤں کو گرفتار کر لیا،
اور بلا تفتیش و مقدمہ ان سب حضرات کو شاہ پیر محمد کے بیٹے پر پھانسی دے دی منشی رسول بخش
صاحب ان شہداء کے حریٹ میں سب سے آگے تھے، ان کے دو صاحبزادے منشی عبدالجی اور منشی
عبدالعزیز اس وقت اپنے مکان میں تھے، جب ان کو اس سانحہ کی اطلاع ملی، باجماع تمام مرد و شہرہ کرتے
خاندان کے عورتوں بچوں کو لے کر نکلے کسی طرف نکل جائیں اور اعزاء کی عزت بچائیں۔

حضرت شاہ تراب علی شاہ سجادہ نشین تیسرے شریف کا ظہیر کا کوری نے اپنے صاحبزادگان کو بھیج
کر اپنے پاس بلایا، اور بیخفا ملت تمام روپوش کر دیا، مجاہدین کی جماعت میں یہ خراج کی طرح
پھیل گئی اور انہوں نے کسی کو سردار لشکر مقرر کر کے انگریزی فوج اور پولیس ایشین پر حملہ کر دیا،
خون و قہر مگر آرائی ہوتی رہی، کشتوں کے پستے لگ گئے مگر مجاہدین ہار نہ مانی، انگریز افسر تنگ
آگئے، آخر کسی نے حکام کو مشورہ دیا کہ منشی رسول صاحب کے صاحبزادگان اور اہل خاندان کی تلاش
بند کر کے ان کے معافی کا اعلان کر دیں، تو یہ ٹرائی بند ہو جائے گی، چنانچہ مجبوراً ایسی کہا گیا مادی
طور پر امن بحال ہو گیا، اور منشی صاحب کا خاندان اپنے گھر آباد ہوا لیکن کچھ عرصہ بعد وہ سب

لوگ اطمینان سے گھر خالی کر گئے، اور کسی محفوظ جگہ چلے گئے، اب مجاہدین نے از سر نو جدال و قتال کا بازار گرم کر دیا، اور مدتوں مردانہ وار مقابلہ کرنے سے بالا غریبوں کی ملک حاصل کر کے انگریزوں نے انہیں شکست دے دی۔ انہوں نے فخر و دل سے استیبار سے اس محاذ کو ناکام بنا دیا۔ لطف سے اگر کسی تاریخی کتاب میں مفتی رسول بخش کا حال درج نہیں کیا گیا، اور مریدین نے اس شہید وطن کی چھاپہ مگر مریدانہ کلمہ نہیں کیا صرف ایک دو جگہ ان کا نام مہزور لکھا ہے۔ حالانکہ تحفیل کا کوری کی سرکاری دستاویزات اور خضر پور شہر میں تفصیلی تذکرہ موجود ہے جن کی بنا پر یہ حالات مرتبہ نقل کئے گئے۔

شہید حریت مولانا ولاح الدین کے اولوالعزم کارنامے :
 شہید کے زمانہ میں ضلع مراد آباد کے جٹریٹ سی بی سائڈز سے جے سیل جوائنٹ جٹریٹ اور جے کرافٹ ولسن سیشن جے تھے، گراؤنٹ ولسن کو مراد آباد میں سرہ برس گزار چکے تھے اور وہاں کے تمام مجاہدین سے بخوبی واقف تھا شہری مزاج سے بھی اسے پوری واقفیت حاصل تھی یہی سبب تھا کہ جب حکام ضلع کو مراد آباد اور اس کے اطراف و جوانب میں جنگ حریت کے سلسلے میں جھڑپیں نظر آئے تو ضلع کی نظامت انہیں کے سپرد کر دی گئی۔

جو اصحاب شہر میں جہاد حریت کی رہنمائی کر رہے تھے ان میں مولانا ولاح الدین میں پیش تھے ان کے ساتھ دوسرے سربراہان و علماء اور مجاہدین میں سے خصوصاً قاضی عصمت اللہ فاروقی نواب عباس علی خاں اسد خاں نواب محمد الدین خان عرف مجھو خاں نواب شیر علی خاں اور مولانا کفایت علی کافی تھے۔

ان رہنماؤں کی قیادت اور مولانا ولاح الدین کے عملی اقدام نے مراد آباد میں انگریزوں کی شکست دے کر قومی حکومت قائم کر دی نواب مجھو خاں حاکم ضلع مقرر کئے گئے لشکر مجاہدین کا سپہ سالار نواب شیر علی خاں کو بنایا گیا مولانا کفایت علی صدر شریعت مقرر ہوئے۔

مولانا ولاح الدین نے اپنے لئے کوئی عہدہ منتخب نہیں کیا، بلکہ تمام ضلع میں تبلیغ جہاد اور عظیم انقلاب کے خزانے اپنے ذمے لے اسد علی خاں نواب خان کے اخراج اعلیٰ مقرر کئے گئے مولانا ولاح الدین مرتبہ بعد نماز جمعہ عوام سے خطاب کرتے اور انہیں غیر ملکی تسلط کے خلاف ہر ممکن جدوجہد اور عزم استقلال سے سینہ سپر رہنے کی تلقین کرتے جس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ ضلع بھر کے مسلمان ان کے پرچم تلے مجتمع ہو گئے تھے۔ حتیٰ کہ رام پور کے بھانوں نے جب دیکھا کہ نواب یوسف علی خاں (دلی ریاست) کسی طرح انگریزوں کی طرف داری سے باز نہیں آتے تو چپکے

پیکر جتنوں کی صورت میں مراد آباد آنے لگے، اور لشکر مجاہدین میں شریک ہو گئے۔
 ڈسٹرکٹ گزٹ مراد آباد میں بیان کیا گیا ہے، کہ مسلمانوں نے من حیث القوم ضلع بحر میں
 برطانوی حکومت سے اپنی مخالفت کو نہایت صاف اور واضح طور پر ظاہر کیا۔ روسیل کھنڈ کے دوسرے
 اضلاع کی طرح مراد آباد کے ضلع میں بھی غیرت و بی اور انگریزوں کی ہر بات سے نفرت کے جذبات
 نے مسلمانوں کو عام بناوٹ پر آمادہ کر دیا تھا، مولوی ولاح الدین صاحب نے قیام حکومت
 کے بعد جو دوسرے کئے اور دوسرے مجاہد رہنماؤں سے رابطہ اتحاد کی کوشش کی اس سلسلہ میں
 بریلی بھی پہنچے اور نواب خاں بہادر خاں سے مشورے کئے اس دورے میں مولانا کافی بھی ان
 کے ہمراہ تھے۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ تمام انگریز حکام راہ فرار اختیار کر کے نینی تالی میں پناہ گزین ہو چکے تھے، اور
 ان کی حمایت اور مدد رسانی نواب رام پور نے اپنے ذمہ لی تھی۔ اور ساتھ ہی یہ تجویز کی کہ مراد
 روسیل کھنڈ بریلی اور مراد آباد (بدایوں وغیرہ) اپنی فوج بھیج کر فتح کریں لیکن انگریز مرنے مرنے بھی
 یہ گوارا نہ کر سکتے تھے، کہ ان کی بجائے کوئی اور ملک کے کسی حصہ پر قبضہ کر لے چنانچہ نواب نے مجبوراً
 دوسری تجویز پیش کر دی کہ صرف مراد آباد پر حملہ کرنے اور اسے فتح کرنے کی اجازت دی جائے
 اور فوراً اپنے چچا عبدالعلی خاں کو مراد آباد روانہ کر کے جہاد حریت کے رہنماؤں سے گفت و شنید
 شروع کر دی۔ نواب محبوب خان اور مولوی متو صاحب نے انہیں صاف جواب دے دیا کہ آپ
 شوق سے تشرف لائیں۔ انگریزوں کے خلاف پہلے جہاد کا اعلان کریں، اور مجاہدین کی سرکردگی
 اختیار کریں ورنہ اگر آپ کا خیال یہ ہے کہ انگریزوں کے طرفدار بن کر ہمیں دباؤ اور فوج یا ب
 ہو کر دشمنوں کے حوالہ کر دیں تو ہم ہر طرح معرکہ آرائی کے لئے تیار ہیں۔ ہمیں گونے و بھیس میڈن
 نواب رام پور نے مجاہدین کے سپرد کر دیکھ کر اور مراد آباد کے جوش و خروش کا حال معلوم کر کے
 نواب محبوب خاں کو پیام دیا کہ ہم تم کو اپنا ناظم تسلیم کرتے ہیں تمہاری حکومت رام پور کے ماتحت
 رہے گی، جب بریلی میں نواب خاں بہادر خاں کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے فوراً جہاد تحت خاں کو
 ان کے لشکر مجاہدین کے ساتھ روانہ کیا کہ وہاں کا حاکم نہ لیں اور نواب رام پور کو مراد آباد کے
 مجاہدین کے ساتھ ساتھ باز نہ کرنے دینا۔ شہزادہ فیروز شاہ پہلے ہی وہاں پہنچ چکے تھے جہاد تحت
 خاں رام پور ہوتے ہوئے (رجن کی تفصیلی کیفیت گذشتہ مضامین میں بیان ہو چکی ہے) مراد
 آباد واد ہوئے، اور مجاہد رہنماؤں سے ملاقات کر کے صورت حال معلوم کی۔

مجاہدین کی سرگرمیوں کا یہ عالم دیکھ کر نواب رام پور نے اسے فائدہ مندوں کو معذور کر کے واپس بلالیا جنرل بخت خاں کو اطمینان ہو گیا کہ دہلی کی حالت تشویشناک نہیں ہے اور نواب مجبوراً غولانا و حاج الدین نے ان کو پوری طرح یقین دلایا کہ ہم کسی قیمت پر بھی انگریزی حکومت کے ہوا خواہوں سے تعاون کرنے کو تیار نہیں ہیں، شہزادہ فیروز شاہ کی موجودگی کے سبب بھی مجاہدین کو بڑی اطمینان پہنچی ہوئی تھی، اس نے جنرل بخت خاں مراد آباد سے راجپوت کو دہلی روانہ ہو گئے، لیکن نواب رام پور کی مداخلت نہ ہوئی، وہ انگریزوں کی شہ پر بار بار آباد والوں کے سلسلہ جنبانی کرتے رہے اس کی پوری تفصیل تحریک انقلاب کے حالات میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے، آخر نواب رام پور کی فوجوں کے ساتھ مل کر مراد آباد کی فتح کی تیاریاں کرتے رہے، لیکن عرصہ دراز تک مقابلہ کی محبت نہ ہوئی اور انگریزوں کی حکمت عملی غداروں کے حال بھانسنے میں کامیاب ہو گئی شہزادہ فیروز شاہ اپنی فوج کو لے کر اطراف و جوار میں معرکہ آرائی کے لئے چلے گئے تھے تقریباً ایک سال بعد دوبارہ مراد آباد آ گئے کیونکہ کھنڈ دہلی اور بریلی وغیرہ سے مقامات پر انگریز فوجیں ہو گئے تھے۔ سہ ماہی پرل ۱۸۵۸ء کو رام پور کی فوج کے ساتھ کاظم علی خاں اور گورائیش اور گورائیش وغیرہ کے لشکر کو شہر کے ساتھ جنرل جاسن نے مراد آباد پر حملہ کیا، مولوی و حاج الدین اور دوسرے دستوں کی معیت اور شہزادے فیروز شاہ کی قیادت میں مجاہدین نے ان فوجوں کا جی توڑ کر مٹا دیا۔

روایت ہے کہ خواجہ مراد آباد مراد آباد میں زبانی نسیب تن کہہ کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر مجاہدین کے گروہ میں شریک ہو گئے اور مردانہ عزائم و دلیری کے ساتھ اپنے مردوں کے دوش بدوش لڑتی رہیں اندرونی سازشوں اور خبروں کی ذلت کے سبب مجاہدین کے پاس سامان حرب کی کمی ہونے لگی، اس کے باوجود انہوں نے ہتھیار نہ ڈالے اور میدان کارزار میں ڈٹے ہوئے دشمنوں کے دانت کھٹے کھٹے رہے مگر تاکہ انگریز بد دست اعانت اور قوت کے سبب غالب آئے اور شہر پر قبضہ کر لیا، شاہ زادہ فیروز شاہ شہیل والی مرگ روانہ ہو کر گندم کی ہوتے ہوئے آٹا اور دال سے بریلی پہنچے۔

انگریزوں نے بقیۃ السلف جہان زان حریت کی گرفتاریاں شروع کیں اور شہر میں لوٹ مار مچانے لگے مگر جگہ جگہ کسی کے چہند سے لگائے گئے، جس کو جاسوسوں اور کیفینہ خروں نے مجاہد بتایا اسے پکڑ کر پھانسی پر لٹکا دیا، کوئی پراسس اور چارہ جوئی نہ تھی، ان شہداء نے حریت کی یاد میں جو پھانسی پا کر سر زمین وطن پر قربان ہوئے اور وہیں دفن کر دیئے گئے مصلوٹ کی شہید

آباد شہر ہو گیا جواب تک اسی نام سے مشہور رہے۔

مولانا دہلوی صاحب روپوش ہو گئے، اور درپردہ دوبارہ موقوفہ کی تلاش میں رہے کہ ایک بار پھر قسمت آزمائی کر سکیں وہ اپنے مکان ہی میں مسکن گزین تھے، مگر کسی حاکم کی یہ جرات نہ ہوتی تھی کہ تلاشی کا حکم دے چنانچہ بخردوں کو ان کے پیچھے لگا دیا گیا، مولوی صاحب کے ملنے بیٹنے والے مخفیین اب بھی خفیہ طور پر ان سے ملاقات کے لئے جاتے رہتے، اور وہ حسب عادت ہر ادنیٰ و اعلیٰ سے ملتے، گو کسی حد تک محتاط رہتے، ایک نیک حرام خذار جو مولوی صاحب ہی کے فکروں کا پلا ہوا تھا، ایک روز موقوفہ پا کر اپنے ساتھ ایک خفیہ سرکاری جماعت کو مسلح لے کر ان کے دروازہ پر چڑھتا، تمام لوگ ادھر ادھر چھپے رہے اور اس نے دروازہ پر آواز دی، مولوی صاحب نے اس کی آواز پہچان کر نوکر کو دروازہ کھولنے کو کہہ دیا، کہ آنا فانا ایک مسلح گرو چاروں طرف ہل کر کے فوجی رسالے کے ساتھ اندر داخل ہو گیا، مولوی صاحب کے ایک وفادار ملازم نے مدخلیت کی جو قور آشہد کر دیا گیا، مولوی صاحب نے اللہ اللہ کہہ کر پاس رکھی ہوئی بندوق اٹھائی، لیکن اس سے پہلے کہ کوئی چلائیں ہر طرف سے گولیوں کی بھڑ بھونے لگی، اور حضرت مولانا کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے داخل جنت ہوئے آپ کی اور ملازم کی نعشیں فوجی رسالے اٹھا لیں اور اپنے ساتھ لے گیا اور آقا و ملازم دونوں کو برابر دفن کر دیا بعد میں دونوں کی قبریں پختہ تعمیر کی گئیں جو محلہ گچ سرائے میں پکری روڈ پر نعل بندوں کی مسجد سے متصل ایک احاطہ میں موجود ہیں، اور ان پر غم کے درخت کا سایہ ہے، مولانا علیہ الرحمۃ اور ان کے اہل خاندان کی تمام جائیداد و املاک ضبط کر لی گئی تھی۔

بے خطر کو دپڑا آتش نبرد میں عشق

شش العلماء حضرت مولانا معین الدین اجسیری

حضرت مولانا معین الدین اجسیری رحمۃ اللہ علیہ انگریزوں کی مخالفت اور برطانوی استبداد سے مسلمانوں کی آزادی میں مولانا افضل حق مرحوم کی تحریک آزادی کے ممتاز رہنما تھے مولانا مرحوم کا جو عزم جہاد انگریزوں کے خلاف تھا، وہ آپ کی گراں قدر کتاب "ہنگامہ اجسیر" سے ظاہر ہے یہ کتاب بھی انگریزوں نے ضبط کر لی تھی، چند نسخے جو بچ رہے وہ آج بھی کبیں کبیں علمائے اہل سنت کے پاس پائے جاتے ہیں۔

محمد علی شوکت علی

یہ دونوں صاحبان گو علماء کے طبقہ میں شامل نہیں، اور سیاسی ماحول میں ان سے آزاد و سہ شرح کچھ خامیاں بھی ہوئیں، مگر آزادی ہند اور انگریزوں کی مخالفت میں جو انہوں نے مسابلی کی ہیں وہ محتاج تعارف نہیں یہ دونوں صاحبان اعتقاد آئی تھے اسی وجہ سے دیوبندیوں سے انہیں بھی بدعتی اور مشرک کہا، ان کے علاوہ طبقہ علماء میں حضرت مولانا ارشد حسین صاحب مجددی راسپوری و مولانا ہدایت الرسول وغیرہ جیسی برہمنی علماء کی معتد رستیاں صرف اس وجہ سے سبیل کی کالی کو نظر یوں میں نہیں ہوتی کہ یہ لوگ انگریزوں سے جہاد کرنے میں سرگرم عمل تھے، ایسے تمام حضرات کے گناہانوں کے لئے ایک دیکھ کتاب کی ضرورت ہے، جس کے لئے اس کتاب میں گنجائش نہیں۔

سرزمین ہند میں حکومت الہیہ قائم کرنے کے عظیم ترین پیشوا مجدد و مانتہ حاکم

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی

آپ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں آپ کے علم و فضل کے سامنے سرزمین ہند کے بڑے بڑے فضلاء و صدر الافاضل حضرت مولانا محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ صاحب تحفہ خزائن العرفان، والکلمۃ العلیا و غیرہ صدر الشریعت مولانا امجد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحب بہار شریعت وغیرہ علمائے ربانیین زانفئے ادب بیٹھے تھے، آپ کے حالات کے متعلق "حیات اعلیٰ حضرت" ملاحظہ کی جاسکتی ہے، اعلیٰ حضرت کے جد امجد مولانا رمضان علی خاں ۱۷۵۷ء کی جنگ آزادی کے عظیم راہنما اور مجاہدین کے قائد تھے، اعلیٰ حضرت فرحوم اہل سنت و جماعت کے ایک ممتاز پیشوا تھے، جنہیں اس زمانہ کے نام نہاد مولویوں اور لیڈروں کی اعتقادی و علمی سے اعتدالوں سے جو کھینچا ٹرائی ٹرائی پڑی ہے، کیونکہ مجدد و دقت کے لئے اسے ماحول کے تمام خیر محتاط افراد کی ہر افراط و تفریط کو راہ اعتدال پر لانے کے لئے ہر ممکن اقدام کرنا پڑتا ہے اعلیٰ حضرت نے سیاسی لیڈروں کو بھی سچی اسلامی سیاست کا پیغام دیا اور مذہبی مولویوں کو بھی براعتاد بھی چھلانے جل شانہ اور اس کے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توبہ و تقصیر کرنے اور خالصان حق حضرات اولیائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر بدعت و شرک

کی فتویٰ بانی سے رد کا، خارجی سازش کا شکار ہو کر دہلائی مذہب قبول کرنے والے مولویوں کو ہر ممکن بازو دینے کی ہدایت کی، علیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہندوستانی مسلمانوں کے اسلامی رہنما ہونے کے ساتھ ساتھ کبھی اسلامی سیاست کے بھی داعی تھے اور انگریزوں و ہندوؤں ہر دو دشمنانہ اسلام کو ختم کر کے حکومت الہیہ قائم کرنے کے داعی تھے اور جب کہ حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدا کردہ تحریک آزادی ایک عالمگیر صورت اختیار کر چکی تھی اور دیوبندیوں کو کشین ہو گیا تھا، کہ یہ بریلوی علماء اس سے سفید آقا کا بستر ابراہیم اختیار کریں گے، تو دیوبندی زراعت دوی کا انگریزی دروازہ بند ہوتا دیکھ کر گاندھی وغیرہ ہندوؤں کی گود میں گھس رہے تھے، اور مخالفت وطنیت کی آڑ میں مذہب کو مٹانے کے لئے ہندوؤں کی کانگرس جماعت کا جھنڈا اٹھاتے ہوئے "ہندوستانم" کے گیت گا کر انھیں بھارت اور ہندو مسلم محفوظ حکومت کے راگ الاپ رہے تھے، تو ان کی غلطی و ذہنیت کو پہنچ کر کہے ہندو مسلم اتحاد کے پرچم اڑانے والے علیحضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی مرحوم ہی تھے، انگریز ہندو اتحاد ختم کرنے کا نظریہ جسے بعد میں بعض سیاسی لیڈروں نے بھی حقیقت سمجھ کر اپنایا تھا، یہ مولانا احمد رضا خاں صاحب مرحوم کی ہی رہی ہوئی خشتِ اولیٰ کا ہی نتیجہ تھی، علیحضرت ہندوؤں و انگریز ہندو اسلام دشمن جماعتوں کے میل جول سے منع فرماتے ہندو نواز دیوبندی، کانگریسی آزادی لادنے والے حق میں آپ لکھتے ہیں کہ ان کی ابھی ایک آنکھ کھلی ہے مگر دوسری ابھی تک بند ہے" (الہام)

یعنی انگریزوں سے مخالفت والی تو کھلی ہے مگر ہندوؤں سے دلی محبت رکھنے والوں کی یہ دوسری آنکھ ابھی بند ہے حالانکہ دونوں آنکھیں کھلنا ضروری ہیں، علیحضرت کو انگریزی اقتدار سے اس قدر مخالفت تھی کہ ندوی دیوبندیوں نے اپنے پٹنہ کے جلسہ میں ایک دفعہ انگریزی تشریف میں یہ الفاظ کہے کہ گورنمنٹ انگریزی کا معاملہ عدائے معاملوں کا پورا ہونہ ہے، علیحضرت کو معلوم ہوا تو آپ اہل سنت کے جلسہ پٹنہ عظیم آباد میں خود تشریف لے گئے دیوبندیوں کا در کرتے ہوئے فرمایا، تندوہ تمام ہندوؤں کے امیوں سے اتحاد و فرض کوئی ہے کہ گورنمنٹ انگریزی کا معاملہ خدا کے معاملوں کا پورا ہونہ ہے یہ عہداتِ خرافات مزید و شدید نکال عظیم موجب غضب ذوالجلال ہیں۔

دیکھو (حیاتِ علیحضرت ج ۱۳) علیحضرت سادے ملک کو اسلامی ملک بنانے کے

(نور اللہ تبرہ)

دیوبندیوں و ہابیوں میں ایک بھی سرفروش مجاہد پیدا نہیں ہوا سب کے
سب بندہ ذر سنگدل اور فریب کار ہیں

علمائے اہل سنت بریلوی کے مجاہدین علماء و شہداء کی طویل فہرست میں سے چند علماء اور
عجب ملت و دین شہداء کی قربانیاں آپ نے ملاحظہ فرمائیں جنہوں نے ملک اور آزادی وطن
کے لئے جانیں مجاہد میں وطن مال اولاد سب کچھ قربان کر دیا، مگر دوسری طرف دیوبندیوں کو دیکھئے
کہ اس دعا باز فرقہ میں آج تک ایک بھی مجاہد اور شہید پیدا نہیں ہوا، ان کی فہرست میں مولوی
اسماعیل اور سید احمد بریلوی بڑے مجاہد ہیں، مگر یہ دونوں صاحبان انگریزوں کی حکومت قائم
کرنے کے لئے فرائض اشارے سے لڑے اور بالاکوٹ میں مارے گئے تو گویا اسلام دشمنی
اور فی سبیل اللہ جہاد فی سبیل اللہ میں مولوی محمود الحسن اور حسین احمد اور عطاء اللہ
شاہ جبلوں میں گئے تو کانگرس اور دیوبندی کی امداد کے لئے نہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے ان
کے جہاد میں پیٹ اور دنیا کا معاملہ سمجھی رہا، ملک کی آزادی اور تحفظ اسلام کے لئے قربانیاں
دینے والے مولوی سنی بریلوی حنفی علماء اور رہبران ملت ہی تھے، باقی رہے دیوبندی اور دہلوی
مولوی تو تمام باخبر لوگ جانتے ہیں کہ پاکستان کے سب سے بڑے دشمن دیوبندی ہی تھے کیونکہ
تمام دیوبندی دوسری سیاسی جماعتوں کے کانگرس اور احزاب میں بیٹے ہوئے تھے اور یہ دونوں
جماعتیں بیک زبان بیکار ہی تھیں۔

کانگریسی دیوبندی مولویوں کی پاکستان دشمنی !

۱۱۔ مسلم لیگ والے سب کے سب ارباب غرض اور رجعت پسند ہیں، لہذا ووٹ
کانگریسیوں کو دو۔ (غلام حنیف خان غلام علی خان ۱۹۵۱ء)
۱۲۔ دس ہزار محمد علی جناح نمر کی جوتی کی ٹوک پر قربان کر دیئے جاسکتے (چستان ۱۹۵۵ء)
۱۳۔ مسلم لیگ کو ووٹ دینے والے سب سورد ہیں اور سورد کھانے والے ہیں (پستان ۱۹۵۵ء)
احرار دیوبندی مولویوں کی پاکستان دشمنی !

(خطبات احرار ص ۹۹ و پوٹرم)
 احرار دی پاکستان کو پیوستہ ہیں۔
 احرار ہوں گا کائنات میں سب ایک ہیں۔ دونوں کے دونوں ایک جیسے رام کا ٹکٹ۔
 مطالبہ پاکستان میں تمام سنی بریلوی کا متحدہ اقدام
 گویا نازک وقت میں پاکستان کو ایک سنی مقابلہ کرنے والے صرف سنی مسلمان علماء ہی
 تھے، ہندوستان کے تمام سنی بریلوی و ممتاز شیخ و علماء مثلاً حضرت قبلہ پر جہاغت علی شاہ
 صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت قبلہ خواجہ سید الدین صاحب تونسوی مدظلہ العالی، حضرت شیخ
 الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی و مدظلہ العالی، حضرت قبلہ مرشد اعظم خواجہ سید سید غلام محی
 الدین شاہ صاحب مدظلہ العالی کو ڈروی حضرت قبلہ پر صاحب مائی تشریف حضرت مولانا
 مشتاق احمد صاحب کانپوری، حضرت مولانا غلام عباسی ڈیرہ غازی خان، حضرت مولانا شاد
 احمد صاحب کانپوری سیاح یورپ، فاضل مرزا نیت و عیادت حضرت مولانا عبد العلی صاحب
 صدیقی مدظلہ العالی، مولانا مفتی مسعود علی صاحب میرٹھی، مولانا سید محمود زیدی الوری مفتی ریاست
 مانا دور، مولانا احسان الحق صاحب ٹنمی مراد آبادی، فاضل آرمٹ، مولانا سید قطب الدین بزم
 جاری، مولانا عبد الباقی قرنی محلی لکھنؤی، مولانا عبد الباقی قرنی محلی لکھنؤی، مولانا فقیر الدین
 سہاروی، مولانا غلام حبیب خیرنگ انبالوی، مولانا اختر حسین حقون بھٹی نور، مولانا شبیر حسین صاحب
 اختر الوری، مولانا تاج الدین آبادی، مولانا عبدالحی مدد پورانی، مولانا عشرت موہانی، مولانا برطان
 میاں جبل پوری، مولانا عبدالرشید صاحب ٹنمی وغیرہ مقتدر شخصیتیں یہ سب سنی بریلوی علماء
 پاکستان کے حصول میں ملک کے ہر حصے میں سرگرم رہ رہے تھے، اور پنجاب میں ہی حضرت قبلہ
 مولانا ابوالحسن صاحب فی الحال صدر جمعیت علماء پاکستان، وکس العلماء، غزالی دوران
 حضرت قبلہ سید احمد سید شاہ صاحب کانپوری و مولانا محمد عبدالغفور صاحب ہزاروی مولانا غلام
 محمد صاحب ترم، مولانا محمد بشیر صاحب مدیر ماہ طیبہ کوٹلی نوٹارائی، مولانا محمد یوسف صاحب
 سیالکوٹی، مولانا محمد بخش صاحب سلمیٰ اسے وقاری احمد حسین صاحب مرحوم کی خدمات کسی
 سے بھی پوشیدہ نہیں اور جب کہ دیوبندیت اپنے پورے زور سے پاکستان کو پیوستہ ان
 کہنے پر تھی ہوئی تھی تو لاہور کے سب سے پہلے نادری جلسہ میں جب کہ مشر محمد علی جناح نے
 پنجاب کے سب سے پہلے پاکستان لکھا اور اناب صاحب مددوت کی کوئی پرپاتن کے عرض وجود میں آنے پر
 نظر کوئی تو مفضل حسین چیمبرس نے مشر محمد علی جناح سے کہا کہ جب دریافت کیا کہ پاکستان کیسے بنے گا تو اس

مولانا چیمبرس نے مولانا عبد الباقی قرنی مدظلہ العالی سے کہا کہ جب پاکستان بنے گا

وقت برصغیر حسین کو تسلیم دے کر پاکستان کی حمایت کرنے والے حضرت مولانا ابوالحسن علی شاہ قاسمی تھے، سرسبز مٹی تھی جو سب سے پہلا دورہ پنجاب و سرحد کا کیا جس میں پاکستان کی خدمت اور بریلوی، اس دورہ میں علمائے پنجاب میں سے صاحب موصوف کے ساتھ حضرت مولانا ابوالحسنات قاسمی تھے اور جبکہ تمام دیوبندی کا تقریباً اجماعی اور غیر دہندوں کے اشارے سے پاکستان کو ملیدستان کہہ رہے تھے دہندوں سے نوٹوں کی تحفیدیاں وصول کر کے دیوبندی کا تقریباً اجماعی اور اجماعی پوری سرگرمی سے کانگریس کا پروگرام لکھ رہے تھے۔ مجلس اجماعی سرگرمی سے کانگریس کا پروگرام لکھ رہے تھے۔ (پنجتن ۱۹۴۷ء)

تو اس وقت مرزین ہند کے تمام اکابر ممتاز دوہزار کئی بریلوی مشائخ و علمائے کرام ایک سیٹ پر کھڑے ہو کر الٹا یاسی کا نفرنس بنارہے تھے۔ ۱۹۴۷ء میں ملی نظم الف الویو بند یہ پاکستان کے تمام دشمنوں کو چیخ کر کہے یہ اعلان فرما رہے تھے۔

۱۱۔ آل انڈیا یاسی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی رزور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء مشائخ اہل سنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنائے۔ کیلئے ہر امکافی قربانی کے لئے تیار ہیں اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں، کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں، جو قرآن اور حدیث نبوی کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔

۱۲۔ یہ اجلاس جو رزور کرتا ہے کہ اسلامی حکومت کے لئے مکمل لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے حسب ذیل کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے۔

۱۱۔ حضرت مولانا شاہ سید ابوالحسن سید محمد صاحب محدث اعظم ہند کچھوچھو، ۱۲۔ صدر الافاضل استاد العلماء مولانا محمد عظیم الدین صاحب مراد آبادی، ۱۳۔ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان بریلوی، مفتی احمد دہانہ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی مرحوم، ۱۴۔ حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی صاحبہ، حضرت مولانا عظیم الدین عبد العظیم صاحب صدیقی میرٹھی، ۱۵۔ حضرت مولانا عبدالحامد قادری بدایونی، ۱۶۔ حضرت مولانا سید شاہ دیوان رسول خاں صاحب سجادہ نشین (جبر شریف)، ۱۷۔ حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب شیخ الحدیث حزب الاحناف لاہوری، ۱۸۔ حضرت مولانا قمر الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف، ۱۹۔ حضرت پیر سید عبد الرحمان صاحب بھرچوٹی شریف، سندھ، ۲۰۔ حضرت مولانا شاہ سید زین الحسنات صاحب مالکی شریف، ۲۱۔ خان بہادر حاجی بخش مصطفیٰ صاحب رند،

حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب لاہور (سابق صدر جمعیت العلماء پاکستان) ۲۲۔ یہ اجلاس کمیٹی کو اختیار دیتا ہے کہ مزید نمائندوں کا حسب ضرورت و مصلحت اضافہ کر کے یہ لازم ہوگا کہ متنازعین تمام صورت جات کے نمائندے شامل کئے جائیں (خطبہ سدرت جہنم، ماہ اکتوبر ۱۹۴۷ء انڈیا کی کانفرنس)

ناظرین کرام دعاغور فرمادیں کہ یہ علماء کون تھے، یہی بریلوی ہی تھے، یہی اکابرین ملت تھے کہ جن میں اعظم العظم اکبر مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی و شیخ الفضل روضہ عزت مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب لاہوری نے انگریزوں کے خلاف ایک غیر فانی بجلی بھری تھی یہ انہی بریلوی علماء کا یہ کام تھا کہ جنہوں نے انگریزوں اور انگریزی چھوڑ دیوبندی مولویوں و ہندوؤں کی تمام پاکستانی دشمنی کو ختم و خاشاک میں ملا کر ان پاکستان حاصل کر لیا، پاکستانی و بنا حشر علماء نے بریلوی کی احسان مند رہے گی اور پاکستان میں پناہ لینے والے دیوبندی بھی اگر بریلوی علماء کی کھجورانی نگریں تو وہ بھی ان اللہ کے بزرگ کا شکر یہ ادا کیے بغیر چارہ نہ سمجھیں گے، واللہ تعالیٰ اعلم

نظریہ پاکستان میں مسلم لیگ کے پکے دشمن دیوبندی مولوی تھے۔

دیوبندی اپنی پاکستان دشمنی پر پردہ ڈالنے کے لئے سن اکاذیب و مہانتات کا مظاہرہ کر رہے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں کہتے ہیں کہ بریلویوں نے فلاں پر کفر کا فتویٰ دیا فلاں کو فحشاء و عریہ سب کچھ اپنے اکابرین کے کفر بات پر پردہ ڈانٹنے کیلئے کجا جا رہے مگر دیوبندیوں کے ایسے تکلفات، اب مرکز مفید نہیں ہو سکتے، مگر نئے مسجد و طبعہ حصول پاکستان میں دیوبندیوں کی انگریز پختی و پاکستان دشمنی کو خوب جاننا ہے مسلم لیگ ایک سیاسی جماعت تھی، اس کا اصل مقصد برطانیہ پاکستان تھا، تو عمار کے جس طبقہ نے پاکستان کی حمایت کی وہی مسلم لیگ کا حامی تھا، یہ وہی سنی بریلوی دوشیزا علماء تھے جو کمال انڈیا سنی کانفرنس میں اعلان کر رہے تھے کہ

آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس برطانیہ پاکستان کی برزور حمایت کرتا ہے، الخ (خطبہ آل انڈیا سنی کانفرنس) اب تمام مسلمان جانتے ہیں کہ جلسے اہلسنت پاکستان کے حصول میں نظریہ مسلم لیگ کو ترویج کمال پر پہنچا رہے تھے، یہی پاکستان کے حامی تھے اور پاکستان کے پکے دشمن دیوبندی مولوی تھے جو کہ مرگ رہے تھے کہ ہم کو کمال پاکستانی کو جلید سستان سمجھتے ہیں۔

(عالمہ گد (خطبات احرار))

اور دیوبندی مسلم لیگ کے پکے دشمن تھے جو کہ اعلان کر رہے تھے کہ،

مسلم لیگ کو روٹ دینے والے سوہیں اور سوکھانے والے ہیں۔ (چمن ظفر علی خان ص ۱۵۱)

دیوبندیوں کی پاکستان دشمنی

کاٹھریں حبیبہ العلماء کے اجلاس دہلی میں مولوی حبیب الرحمن اور مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری نے مسلم

ایک کو جو گایاں سائیں، اُن کا ذکر احبِ رسول میں آچکا ہے۔ ان لوگوں نے مرشدِ محمد علی جناح کو یزید اور مسلم لیگ کے کارکنوں کو یزیدوں سے تشبیہ دی۔ خدا کا شکر ہے کہ کہیں گاندھی کو امام حسین سے شاہِ قرار نہیں دیا۔

(اجارا انقلاب لاہور ۱۵ مارچ ۱۹۳۹ء)

مگر یہ خدا تعالیٰ کا فضل و کرم اسی سچی جماعت اہل سنت پر ہی رہا ہے کہ انہوں نے ان استبدادِ فحشہ علی الصالحین یقول الحق کے مطابق دیوبندیوں کی طرح کبھی بھی دین اسلام کو رکابی کی نظر نہیں کیا۔ کیونکہ دیوبندی تو حکومت کے اوپر کے اُتارے خوب جانتے ہیں۔ انہیں دین سے کیا غرض، غرض مل جاتے دیوبندی نے اپنے دیوبندی مولیوں کے حق میں خوب کہا ہے۔

سیری نظر میں ہیں مسجد کے منبر و محراب جی ہوئی لشرا حرا کی ہے لابی پر
سب اس زمانہ میں اچھا اگر کوئی مذہب تو ہے وہی جسے قربان کریں رکابی پر

(چمنستان ص ۱)

یہ تو دیوبندیوں کا ہی مذہب ہے کہ روپیہ و توصیلہ دل چاہے فوجی لکھو اور سنی بریلوی علماء نے کبھی دین میں مداخلت نہیں کی۔ سنی علماء مسلم لیگ کے مطالبہ پاکستان کے حامی تھے۔ مگر انہوں نے قائدین مسلم لیگ کو سنی اور اور رسول نہیں مان لیا تھا۔ اور جب بعض مسلم لیگ لیڈروں نے مرشدِ محمد علی جناح کے متعلق غیر شرعی افواہوں کا اظہار کیا اور یہ لکھ مارا کہ

لے محمد اور علی کی چلتی پھرتی یا دگار تیرے رُخ سے پرتو بشیر و ششرا تشکار
تیرا پیکر خالد و طارق کا زندہ شاہکار تو سیاست کا بنی قانون کا پروردگار
جادو آزادی اسلام کا خضر عظیم تیرے ہاتھوں میں ہے قندیلِ مراد مستقیم

(نکل امیر الہ آبادی مندر مسلم لیگ اجارا انقلاب لاہور ۲۰ دسمبر ۱۹۳۹ء)

اور حیرت مائے صاحب نے یہ دھوکا دیا کہ

جگایا ہے مسلمانانِ ہندی کو جھلا کس نے
بتایا ہے مسلمان کو سیاست کا خدا کس نے

(تاریخ ایمان دہلیہ اسلام لگا اُٹھا، ہندوستان، جنوری ۱۹۴۷ء)

تو اُن کی ایسی بے اعتدالیوں پر علماء حق نے تنبیہ کی کہ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو نبی کہنا اور کسی غیر نبی کو نبی ماننا اور غیرِ علیہم کہنا اور یہ مذہب کا یہ کلمات شرعی لحاظ سے ہرگز جائز نہیں۔ اس

یہ ان سے تو بکرنا چاہیے
اب مسلمان خود فیصلہ کر کے ہیں کہ شرعی و اسلامی ہدایت کرسے و اسے عالم و فساد رستے یا ایسے غیر اسلامی
اقدام پر روکائی کا طے کرے و اسے دیوبندی ملاں؟ ظاہر ہے کہ دیوبندی تو دوسرے کے طے میں شخص کو بتی بنانے کے
لیے تیار رہتے ہیں مگر کسی علماء و دیناوی لاوی میں کبھی نہیں جھپٹے اور اسلام کا دہی و فساد دار عالم ہے جو شریعت اسلامی
میں بغیر خلاف اپنے اور بیگانے کے کسی کتاب کو تو ظاہر ہے کہ مسلم لیگ کے بکے دشمن صرف دیوبندی ملاں تھے جو کہ
پاکستان کو بلیڈستان کہتے تھے اور چندہ اندوزی کے طے میں سیاسی لیڈروں کو بھی اور خدا گنہے پر راضی تھے
نظریہ اسلامی ملک کے حامی سی بریلوی علماء دیوبندی تھے جو کہ مسٹر محمد علی کوثری اور خدا انہیں کہتے تھے، بلکہ اسے
سیاسی لیڈر تصور کرتے اور پاکستان کے حصول میں دھڑکی بازی لگا چکے تھے،
پاکستان کو بلیڈستان کہتے تھے مگر سی علامہ مولانا محمد قاسم دیوبند کے خود افتخار فتوے برکت و شریک و کونکر متوک کر یا محبوب
پاکستان حاصل کر رہا۔ والحمد للہ علی ذالک و ذالک فضل اللہ یوقیہ من
دشاور اللہ ذمہ الفضل العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و لغیرہ عرشہ
سیدنا و مولانا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

ہندو مذہب و دیوبندی مذہب کا مذہبی سیاسی اتحاد
دیوبندی مذہب کے اماموں دیوبندیوں کا ہندوؤں سے مذہبی و سیاسی تعلق
(ہندو و ہت دیوبندی کے مابین)

اسلام و اہل اسلام سے دشمنی | میرے ساتھ میرے اہل وطن کو دنیا و لغت سے نہ تعظیم ہے
ہاں محبت سب کو ہے حتیٰ کہ بتوں کو بھی، جھگڑا چاروں ملک
کو محبت ہے۔

اور ہندوؤں کی محبت

(افغانان الیومیتہ تھانوی ج ۲ ص ۲۸۵)

سوال نمبر ۱۰۰ حضرت مولانا حسین احمد دہلوی کا کفایت اللہ ص ۱۰۰
مذہب کو حضرت والا کیسا سمجھتے ہیں اور کیا اپنے مخصوص و معلوم
سیاسی معتقدات کے باوجود یہ حضرات لائق احترام ہیں؟

ہندوؤں کی مذہبی جماعت
کا مگر میں دیوبندی

سوال نمبر ۲۔ جو افراد اور اجماعات ان حضرات کی شان میں مشترکہ کلمات استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً
 "شیخ الاسلام، شیخ المنور، اجدید الیاسی اور اللہ اور مہاشہ وغیرہ" ان کو حضرت کیسا سمجھتے ہیں۔ (محمد منظور نعمانی)
 الجواب۔۔ معصیت، ہر حال میں معصیت ہے۔ جس نیت و اخلاص سے یہ معصیت نہیں ہوتی، بلکہ حامیان
 کا ٹکڑا کرنا ہے۔ بعض حضرات اس مشترک کو استاذی حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی کا اتباع سمجھتے ہیں۔
 اہل قلم۔ بخلاف اس وقت کی حالت کے کہ اب کانگریس کی قوت سے شرک و کفر کا حکم غالب ہے۔ اس کی ہر
 تجویز سے موافقت و ماہنت کی جاتی۔

(برادر الزور، اشرف علیؒ ۸۱۵ء، سطر ۵ و ۶ دیکھو)

نوٹ۔۔ محمود حسن کے وقت کیا ماہنت نہ ہوتی تھی۔

ملاحظہ ہو "تہذیب دیوبندیت"

محمود حسن کی جگہ جس وقت حضرت مولانا محمود حسن کا مولانا تھاکو ایک دم اشتداد کا نعرہ بلند ہوا
 اُس کے بعد گاندھی کے بے مولوی محمود حسن کی جگہ کے غریبے بلند ہوئے۔

(افاضات الیومیر، ۶ و ۷، ۲۵ سطر ۱۱)

دیوبندیوں کی پیشانیوں پر تنک
 دیکھ لیجئے نشانات اور واقعات، اس کے شاہد ہیں جس کے غریبے
 لگائے، تشقہ پیشانی پر لگائے، ہندوؤں کی ارتقعی کو گندھا دیا۔

(افاضات الیومیر، ۷، ۲۵ سطر ۲)

ہندوؤں کے مذہبی تہواروں سے
 ہندوؤں کی ارتقعی کو گندھا دیا، ان کے مذہبی تہواروں کا انتظام
 مسلمان وغیرہوں نے کیا۔

(افاضات الیومیر، ۷، ۲۵ سطر ۳)

دیوبندیوں کی والہانہ محبت

ہولی دیوالی سے محبت
 مسئلہ۔ ہندو تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا
 نوکر کو کیلیں یا پوڑی یا کچھ اور کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں، ان چیزوں کا
 لینا اور کھانا استاد و حاکم نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔۔ درست ہے۔ فقط۔ (فتاویٰ رضویہ، معتمد رضی اللہ عنہ، ۷، ۲۵ سطر ۱)

نوٹ۔۔ من اہدی بیضۃ الی المحیوس، یوم النور و زکفہ۔

(نثر، فقیر علی قاری، ملبورہ، ۲۳)

جب نذر و گامہ پر گھڑے تو دیوبالی کا کہنے حلال ہوا۔ (دیکھو تفصیل کے لیے شرح فخر انور)
چو ہڑے کی روٹی حلال

ابنہ رشید احمد شاکوی (جی غفرلہ)
(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ صفحہ ۱۱۱)
خاتونِ جنت و امام حسین علیہ السلام
کی نیازِ حرام و بدعت
سوال ہے۔ یہ تین بات جیسے ربیع الاول میں کوٹہ اور گنہ گرو
میں کھڑا اور صحنک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اور گیارہویں
..... حرام ہیں یا نہیں؟
الجواب :- ایسے لفظ موجبِ کفر کے ہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ صفحہ ۱۱۱)
گیارہویں عوٹ پاک حرام
ہیں۔ اگرچہ اس کا نام ایصالِ ثواب رکھیں لکڑاں کا دینا دینا اور گیارہویں
(فتح مومن العندہ ص ۲۰۰ فی ترجمہ جلد ۱ صفحہ ۱۱۱)
ہندوؤں کے ہدیے
ایک مرتبہ ایک ہندو نے جو ان جو بیچنا نہ کار نیس تھا اپنے گروہ کے ساتھ یہاں آیا،
پھر اس نے مجھے اپنے بارے کے وہ ہدیے دیئے جو پہلے سے چھپتے ہوئے تھا
میں نے اس کے اخلاص کی وجہ سے بخشش قبول کر لیا۔

(العطاء من اللطائف، مصنفہ فقہ ترمذی ص ۲۲، صفحہ ۲۰۶)
نوٹ :- ہندوؤں کا اخلاص و دیوبالی کے تین بات کا کھانا سب منظور اور دوستِ پاک کی نیا بھرم؟
سوال ہے۔ کہ کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا یا نہ ثواب ہوگا نہ مذہب۔
الجواب :- ثواب ہوگا۔ فقط۔ رشید احمد۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ صفحہ ۱۱۱)
ہندوؤں کی محبت کو
۱) اسے کہتے ہیں تھے پنج مکتا ہوں اپاک ہیک بکے پران کی طرح پیدا ہے
..... کاگ بھندھی کے جو بصورت و جن شکل گرو کے پر خوشی سے بھول گئے۔

(ردائے مصنفہ فی داس، صفحہ ۱۱۱)
۲) منب میں فتویٰ ہی کو اپن گیا اور ہندوؤں کے چرنوں میں سر جگا کر گھوڑنیش تک رام چندر جی کا سمن کر کے
خوشی سے اڑھلا۔ (ردائے مصنفہ ج ۱ صفحہ ۱۱۱)

کو اسے بانی اسلام صلی اللہ عنہ ابن عمر قال من یا کل الغراب وقد سماہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نفرت

ترجمہ: حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ کوئے کو کون کھا سکتا ہے، حالانکہ اس کو سب کا نام حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بدکار قرار دیا ہے۔ خدا کی قسم یہ کو ا پاک چیز نہیں ہے۔ (ابن ماجہ ص ۲۲)

نوٹ:- بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئے کو بدکار قرار دیا مگر چونکہ ہندوؤں کو کو امر خوب ہے۔ اس لیے دیوبندیوں کو بھی از حد محبوب ہے۔

ہندوؤں کی سبیل جائز سودی روپیے سے لٹی ہوئی | سوال:- ہندو جو بیانیائی کی لگاتے

یہ سودی روپیہ حرام کر کے مسلمانوں کو اس کا بیانی درست ہے یا نہیں؟

الجواب:- اس بیانی سے بیاض اللہ نہیں، فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (رشید احمد گنگوہی)

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲، ص ۱۱۱)

امام حسین کی سبیل حرام | حرم میں سبیل لگانا، مشربت پلانا، چندہ سبیل اور مشربت میں دنیاوی دوسرے پلانا سب نادرست اور تشبیہ و افتاح کی وجہ سے حرام ہیں۔ فقط

رشید احمد گنگوہی۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۲، ص ۱۱۱)

چھار کے ہاتھوں سے نکالا | کو لو جو یہاں چلتے ہیں ان میں سارا لگا دو بار چھار اپنے ہاتھ سے کرتے ہیں، یعنی دس کا لگانا اور دس میں ہاتھ ڈالنا اور دس کا اپنے برتن میں فروخت کرنا، مسل ذبح کو ان کے ہاتھ سے جوئے

ہو یا بیانی استعمال کرنا جائز

جوئے دس کا لینا جائز ہے یا نہیں؟ یادہ دس بخش ہے اور نپاک ہے، علی بذیاتی اُن کے ہاتھ کا پاک ہے یا نہیں ہے۔ ایسے بیانی سے منکر کے غار پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ فقط۔

الجواب:- جب تک یقین اس امر کا نہ ہو کہ چھار کے ہاتھ بخش ہیں، حکم نجاست دس وغیرہ اور بیانی پر نہ ہوگا۔ یہ صورت موجودہ میں فریڈ نارس کا مسل ذبح کو اور استعمال کرنا اس کا درست ہے اور حلال ہے، علی بذیاتی بھی پاک ہے اور غار و غیرہ درست ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

کتبہ:- عزیز الرحمن عفی عنہ، دیوبندی مدرسہ عالیہ دیوبند۔

ہندہ محمود عفی عنہ، مدرس اہل اہل مدرسہ عالیہ دیوبند۔

الجواب صحیح

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲، ص ۱۱۱)

مسئلہ :- فاسق کا پڑھنا کھانے پر یا شیرینی پر جس کھانے پر تکرر پڑھا جائے وہ حرام

الجواب :- فاسق کھانے یا شیرینی پر پڑھنا بدعت ضلالت ہے۔ مگر نہ کرنا چاہیے۔ فقط رشید احمد رفاوی رشیدیہ، ۱۲۷۱ھ، مسطر ۱

ہندوؤں کا فروع کو ایک کشف ہے کہ اس کو لوگ بڑی چیز سمجھتے ہیں حالانکہ اس کی مثال تو ایسی ہے کہ جیسے کسی کی نظر اتنی قوی ہو جائے کہ اس کی شاخیں دیوار کے پار چلی جائیں دیوار کے پیچھے کا علم ہے اور اس وجہ سے اس کو وہ چیز دیوار کے پارلی طرف سے یہاں بیٹھے بیٹھے نظر آئے اور دیوار حجاب نہ رہے تو کیا یہ کوئی کمال اور بزرگی ہے کہ جو چیز سب لوگ دیوار کے پارلی طرف جا کر دیکھ سکتے تھے۔ وہ اس نے یہاں بیٹھے دیکھ لی ہے یہ بات تو کاغذ تک بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ چنانچہ ایک امریکن عیسائی کا واقعہ اخبار میں آیا تھا کہ اس کا یہ حال تھا کہ رات کے وقت اندھیرے میں بکاسے روشنی کے وہ اپنے ہاتھ کو جہاز کے راستے کر کے پڑھ لیتی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے ہاتھ میں ایک قسم کی شمع تھی۔

(امام ترمذی، تہذیب، صفحہ ۷۷، ۷۸، مسطر ۱)

پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا علم حاصل نہیں اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ حجہ کو دیوار کے پیچھے کا علم حاصل نہیں۔

(راجہ نواز علی شاہ، تہذیب، صفحہ ۷۷، ۷۸، مسطر ۱)

نوٹ :- دیوبندیوں کے امام نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ہندوؤں اور کافروں سے کم ثابت کرنے کی کوشش اور شیخ عبدالحق پر اتہام لگانے اور جھوٹ بولنے کی کس قدر جرأت کی، حالانکہ اس روایت کا اتہام شیخ صاحب پر سراسر جھوٹ ہے۔ کیا کوئی دیوبندی شیخ صاحب سے یہ روایت ثابت کر سکتا ہے۔ ہاں اس کے برعکس ہم شیخ صاحب سے اس حدیث کے بے اصل ہونے کا ثبوت دے سکتے ہیں۔ دیکھو بحث دیوبندیوں کے عقائد

کرشن و راجندر کی نبوت اور ہندو مذہب کفر کی سچائی

بانی دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی نے پنڈت دیانند سے منظرہ کے درمیان ہندو مذہب کے خدائی

دین ہونے اور کرکشن ورام چندر کے امکان نبوت کا باری الفاظ اقرار کیا کہ :
 چناں یہ وہ علم ہے کہ اور مذاہب اور دین بالکل ساختہ اور پر واختہ بنی آدم ہیں بطور جبل سازی ایک
 دین بنا کر خدا کے نام لگا دیا۔ انہیں وہ مذہبوں کو تو ہم بعینہ دین آسانی سمجھتے ہیں ایک دین سیور اور دین
 نصاری دالی قولہ باقی دین ہندو اس کی نسبت اگرچہ ہم بعینہ نہیں کہہ سکتے کہ اصل سے یہ دین بھی آسانی
 ہے مگر قیادت یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ یہ دین اصل سے جعلی ہے۔ خدا کی طرف سے نہیں آیا دالی قولہ کیا جب ہے
 کہ جن کو ہندو اوتار کہتے ہیں اپنے زمانے کے بنی یا دالی انبیا نبی ہوں دالی قولہ یہ بات کہ اگر ہندوؤں
 کے اوتار یا پیار یا اولیاء ہوتے تو وہ علمے خدا کی نہ کرتے اور افعال ناٹا لستہ، زنا، چوری ان سے سزا دہتے
 دالی قولہ سو اس شبہ کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ۔۔۔ کیا جب ہے کہ سری کرشن اور سری راجندر بھی عیوب
 نہ کر رہے میرا ہوں۔ الخ۔

دفتر مولوی محمد قاسم لانا قوسی درمیانہ شاہجہان پور منقذہ ۱۲۹۵ھ مطابق دسمبر پور قلعہ مولوی
 محمد بیگ کی مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور ص ۱۷

دھرم سالہ کے نپٹ

دیوبند کے علماء و طلباء ہند و دھرم سالہ میں
 مولانا عید الماجد دریا باوی مدیر "صدق" کا حقیقت افروزیان

دیوباد ۳ فروری۔ آج چار دن سے اس قصبہ پر کاسٹریٹسی خیال کے مسلمانوں کا دھواں ہے۔ دیوبند کے طلباء
 کا ایک دستہ آیا ہوا ہے اور اپنے مسلک کی تبلیغ یا کوشش تبلیغ میں مصروف ہے۔ اس میں مخالفت نہیں تھا ہے
 کہ ہر فریق ہی کرتا ہے یا کرنا چاہتا ہے لیکن ایک عجیب و غریب بات یہ ہے کہ کام مسلمانوں کے اندر گرتا ہے لیکن
 ثقافت یہ تمام مسلمانوں سے توڑے ہوئے ہے اور قصبہ کا غیر مسلم آبادی سے جوڑے ہوئے ہیں۔ قیام ان کا دھرم
 سالہ میں حالانکہ قصبہ میں ایک تہذیب و مراسم مسلمانوں کی موجود ہیں اور ان کا رہنا سہنا چلنا پھرنا تمام تہذیبوں کے
 ساتھ۔ انہیں کے درمیان اور انہیں کا سا۔ جہاں سے کہ ان کے سطو کے واقعہ کو جب بھی انہوں نے سرفراز کیا
 تو ہمیشہ ہندوؤں ہی کے حلقہ میں۔ یہاں تک کہ ایک دن مسلمان صاحب تو ایک سنتے اور ان کے ہندو بھائی

وگاندھی جی کی تصویر کے سامنے بیٹھ کر پڑھیں اور ان کی روح کو بخش دیں۔ الخ۔

راخبار ریاست کا پیر علی محمد فروری ۱۹۵۵ء

بھارت مانا کے ایک مجھے کے قدموں میں بندت نہرو۔ مولانا آزاد مسیحی دو کھائے ہیں
ایک طرف سردار پٹیل اور آچاریہ کرپانی ہیں۔ جن کا ہر قول ہندو تہذیب کو زندہ کرنے کے لیے ہے
اور دوسری طرف "الاسلام" کا مدیر ادوکی نے مانے کا "امام الہند" ہے کہ بھارت مانا کے مجھے کے قدموں میں
سردار مسیحی دو کھایا گیا ہے۔

دائے برعزت۔ کہ نار او قسرد

در جرم زائید و در بیت خانہ مُرد

روبر بھارت لاہور کوئٹہ ۲۴ نومبر ۱۹۴۶ء - نمائے وقت ۸ نومبر ۱۹۴۶ء

(تحریک پاکستان اور فیصلے ملاد۔ چندی جیب احمد ۱۹۵۵ء)

دیوبندیوں کی بت پرستی

مولانا ابوالکلام آزاد کا ٹیٹلس کے صدر میں اور اب مولانا حسین احمد مدنی صاحب بھی مجلس عاملہ کے رکن
رکن منتخب ہو کر کانگریس "بالی کمانڈ" میں شامل ہو گئے ہیں۔ اس لیے ان دونوں حضرات پر کانگریسی کمیٹیوں کے
طریق کار کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور ان سے ہی کانگریسی اجتماعات و دفاتر کی بت پرستی کے متعلق سوال کئے
جاتے ہیں۔

کیا ان کو معلوم ہے کہ متعدد کانگریسی دفاتر میں لکشی دیوبی کی نقاد پر اور بعض میں کسی نہ کسی دیوتاس کے مجھے بھی
لگے ہوتے ہیں جن کو بار سپناٹے جاتے ہیں اور دوسرے طریقوں سے ان کی پوجا کی جاتی ہے؟ کیا یہ طریقہ عمل
کانگریس کے پروگرام کا جزو ہے اور کیا اس سے مولانا آزاد اور مولانا مدنی صاحب کو اتفاق ہے؟۔

کانگریسی مجددہ دار اور دالہ میچو پائی پر کیا کونٹک مجھ کے گرد حلقہ باندھ کھڑے ہوتے ہیں۔ مندرے ماترم
گاتے ہیں اور میچونٹک کے مجھ کو بار سپناٹ کر سندرہ دھو لگاتے اور ذمہ دت دینے کرتے ہیں۔ اس رسم میں
مسلمان کانگریسیوں کو بھی شریک ہونا پڑتا ہے۔

راخبار لاہور ۵ اگست ۱۹۴۵ء (تحریک پاکستان اور فیصلے ملاد ۱۹۴۶ء)

مولوی حسین احمد صدر دیوبند کی اسلام دشمنی

ہماری معلومات کے مطابق ان لوگوں میں بھی مدارج ہیں۔ ان سب کے چتر زو مولانا حسین احمد ہیں، جن سے بڑھ کر مسلمانوں کے مقاصد و تحفظ کے ساتھ دشمنی اور عداوت کا اظہار غالباً کسی نے نہیں کیا۔ ان کی حالت بڑی ہی عجیب ہے۔ انہیں زیر بحث سیاسیات کے مادی سے بھی آشنائی حاصل نہیں اور بدوہ اتنی صلاحیت رکھتے ہیں کہ دستور اساسی کی پیچیدگیوں یا ان کے ضمن میں کسی تجویز کے نتائج و عواقب کا صحیح اندازہ کر سکیں اس لیے کہ وہ اس کو چہرے بالکل بنا لیتے ہیں۔

(تقریباً پاکستان اور نیشنلسٹ علی مصطفیٰ جہادی حبیب احمدؒ)

بدنحیٰان ملت

رسول اللہ کے گھر میں یہ کیسا انقلاب آیا
کہ گناہ بھی جی کی کیا عالمانِ دین کا ڈیرا ہے
خدا ہی جانتا ہے مشر اس ٹوٹی کا کیا ہو گا
حرم سے جس کی بدنحیٰ نے رخِ ملت کا پیرا ہے
یہ کمرہ و شب پرستوں کے بہتر متہ کر رہا اپنا
بھٹی ہوئے پڑا جانے کوئی دم میں سویرا ہے
(تقریباً پاکستان اور نیشنلسٹ علی مصطفیٰ جہادی حبیب احمدؒ)

ہندو دیوبندی آمیزش

دیوبندیوں کی جماعت جمعیتہ العلماء ہند کا ہندوؤں سے اتحاد ایک جلسہ کا اشتہار ملاحظہ ہو۔

چہ بے خبر نہ مقام محمد عزیٰ است

اسلامی کلچر کے محافظ

جون پور کے اجلاس جون ۱۹۴۷ء کے جلسہ کا اشتہار حسب ذیل ہے
آپ کہ جان کر پڑی خوشی ہو گی کہ شہر میں جمعیت العلماء ہند کا بارہواں سالانہ جلسہ اور کلمت تارکھوں میں
مولانا سید محمد حسین احمد صاحب مدنی کی صدارت میں ہو گا۔ جس میں دینی کے سب ہی فرسے برسے

مسلم بنت آدم سے گئے یہ آپ کو پہلی بھانجی گیت ہے کہ جمعیت العلماء ہند ایک ایسی ملوثا ہے جس نے سروداری کا شکر اسی کی آزادی میں سامعہ دیا ہے اور اب بھی دلینش کی آزادی کے لیے مسلم جاتی کو خیر تو کر رہی ہے۔ آپ سے سن دو وہ پراختیا ہے کہ اس میں سہیل کو سپہل کیجئے پروگرام خیم ملکت ہے۔

۷۔ جون کو چار بجے جو پورا سیشن سے سہا پتی کا جلوس نکلے گا۔

۷۔ جون سبیا نکل آئے گی ان کے ساتھ سیدہ کھلا اور حویش ہوگا۔

۸۔ جون صبح آٹھ بجے ارار سائین سیدہ کو سہیل ہوگا۔

۸۔ جون چار بجے رات کھلا اور حویش ہوگا۔

۸۔ جون رات آٹھ بجے جمعیت العلماء کا کھلا اور لین ہوگا۔

۹۔ جون سہ بجے کھلا اور حویش ہوگا۔

۹۔ جون رات آٹھ بجے جمعیت العلماء کا کھلا اور حویش ہوگا۔

دیکھیں پاکستان اور فیٹ ملہ چہری صیب احمد (۱۹۸۵)

دیوبندیوں کے راہنما مولوی حسین احمد صاحب دیوبندی وغیرہ ہندوؤں کے باؤفا اور خواہ دار ہیں
اس کے بعد علامہ عثمانی نے (حسین احمد دیوبندی و مفتی کفایت اللہ دہلوی) کو فرمایا کہ آپ حضرات کے حسن بھی عام طور پر مشہور کیا جاتا ہے کہ آپ ہندوؤں سے روپیے لے کر کھا رہے ہیں۔

دیکھیں (۱) صدر بن شیر احمد عثمانی (۱۹۸۵)

دیوبندی رام رام کرتے رہتے
بہت سے پیر خواہ ہندو مسلم اتفاق کے عواقب اور عوام الناس اور بھین ایڈروں کی ان غلط گادری پر مستند فرما رہے ہیں۔ جو اس اتفاق کے جوش سے پیدا ہوئیں مثلاً قرآن کا ڈیس ایمن نگہ تشدد و مزاحمت کیا جانا، یا قرآن کے جانور کو سجا کر رضا کارانہ خدمت کا گوشہ لایا، یا تفتہ لگانا یا ہندوؤں کی (مٹی اجازت) کے ساتھ خصوصاً اللہ مست کہتے ہوئے جانا۔ یا یہ کہتے ہیں کہ کلام ہندی کی عبادت گاہ میں شریف لائے ہیں یا یہ کہ اگر نبوت ختم نہ ہوگی تو تمہاں گاہ میں ہی جوتے۔
یا قرآن اور حدیث میں سہر کی بولی کو نہایت پرستی کرتا، یا یہ دھاکرنا کہ میں مذہب تبدیل کروں، تو انھوں نے مذہب میں داخل ہوں وغیرہ جیرو۔ بلاشبہ میں بھی صیب اپنی دیوبندی قوم کے بڑے سرآوردہ (علماء) کو سننا ہوں کہ وہ اس قسم کے محرمات یا کفریات کے مرتکب ہوتے ہیں ان کے لیے میری درخواست یہ ہے کہ علماء و فاضلہ و تفریط سے خالی ہو کر، اللہ (شرک) سوالات پر زبردست تھریو۔ مولوی شیر احمد دیوبندی (۱۹۸۵) (مسطر)

نوٹ:۔۔ ہندوؤں کے ساتھ ایک جان ہو کر جو کافر دیوبندی علماء نے کئے اور کرانے وہ
ملاحظہ فرمائیے۔ چونکہ علماء اہلسنت نے ایسے کام کریں نہ کرنے دیں۔ اسی لیے دیوبندی فرقے
گٹ جاتا ہے کہ یہ برہمنی تو بیاست سے بے بہرہ ہیں اور کافر و کاشکار ہیں۔ ایسی علماء بیاست دیوبندیوں کو
ہی نصیب ہی اور اسی دیوبندی دہندو اتحاد کی بنا پر ہی ان دیوبندیوں نے خانہ خدا مسجد شہید گنج کو مہندوں
اور سکھوں کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا

اس آرزو میں کہ نہرو کی طرح ہو خوش
خدا کے گھر کی سب ہی میں حصہ دار ہوئے
نگاہ خشم سکندر حیات خاں پر ہے
یہ نظم انہوں نے کیا اپنی جالی پر ہے
(پشتان قلعہ علی خان مشہد ۱۹)

اور مسجد فتح پوری دہلی بھی دیوبندی مذہب کے مہندوں مولوی حسین احمد صد دیوبند و مولوی کنایت اللہ
دیوبندی مفتی دیوبندی مذہب نے اپنے آن داتاؤں سے متبادل زر کر کے فروخت کرنے میں ذرہ خوف
خدا نہ کیا۔

جنہیں اتحاد کا ایک مساجد کی حفاظت کا
مدینہ چھوڑ کر وہ رشتہ کیوں جوڑیں نہ دروہا سے
پلایا کا ٹکس سے جو جنہیں دینار کا شستر بہت
کماں ہے آج کنڑان کی کدھران کی قدوری ہے
کہ ان کی تربیت ناقص ہے اور بیگم اور حوری ہے
پسند انہیں کہ ایک کاشتر بہروری ہے

حسین احمد سے کہتے ہیں حرف دریزے مدینہ کے
مسلمان کا پھٹا تہ بندہ کچھ بھی اس کے کام آیا
کہ لٹو آب بھی کیا جو گئے دستکم کے عوی تیر
پنچا در ہو گئی دشرع بنی زار دھوتی پر
(پشتان قلعہ علی خان مشہد ۲۵)

نوٹ:۔۔ مولوی لطف اللہ دیوبندی فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء دیوبند نے دین کی بڑی خدمت کی۔
کنڑ کا حاشیہ لکھا۔ قدوری کا حاشیہ لکھا۔ الہ نہ یہ کنڑ قدوری کی خدمت بھی متدرجہ بالا شعر میں ملاحظہ فرمائیے اور
واقعہ ہے کہ چیتان کے مصنف وہ ظفر علی خاں صاحب دیوبندی ہیں جنہیں ہی لطف اللہ دیوبندی شہر دی
بابہ مفتی رئیس التحریر مولانا ظفر علی خاں صاحب کے معقدانہ خطابات سے یاد کرتے ہیں۔ دیکھی
(علیٰ حق مصنف لطف اللہ، ص ۱۹)

مدلی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

باب دہم

دیوبندیوں کی اپنی پیر پرستی

تمام مسلمان جانتے ہیں کہ دیوبندیہ کے تکیزی فتنہ نے عالم اسلام کو تباہی کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ اور مسلمانوں کو یہ بدعتی، مشرک اور کافر کہہ کر نفرتوں میں مبتلا کرنا شروع کر دیویندیہ کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے۔ اور اگر مسلمان حضرات انہیں کے کرام علیہم السلام و اولیائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق اپنے سچے اسلامی عقائد کا اظہار بھی کریں تو دیوبندی سکھڑیوں نے آپ کو کھو دھکڑ کر کے مسلمانوں پر کفر و مشرک و بدعت کی گھڑبازی شروع کر دیا کرتے ہیں۔ مگر آپ کو یہ دیکھ کر تعجب ہو گا کہ دیوبندیوں کا یہ فریب محض چند سے بحال رکھنے کے لیے اور اپنا طینت خاتم الکائنات کے لیے محض چالبازی ہے۔ در خود دیوبندی اپنے نام تہا دیوبندیوں اور بزرگوں کے متعلق ایسے ایسے عقائد رکھتے ہیں کہ اپنے ہی خدوں کے مطابق وہ مشرک اور کفر سے بھی کہیں آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ چند غصے ملا خط ہوں۔

دیوبندیوں کا پیر مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب وغیرہر جگہ حاضر ناظر ہیں

وہم مریدیتیں فائدہ کر دوج عقیدہ ایک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید باشندہ قریب یا بعید اگر ہر شخص شیخ دوست اما از روحانیت او دور نیست، چون این امر محکم داند و ہر وقت شیخ نرایا دارد، و ربط قلب پیدا آید ہر دم مستفید بود و چون مرید ہر دم در محل واقع نہایت شیخ بود شیخ نرایا طلب حاضر آوردہ ہر حال سال کند البتہ در شیخ باذن اللہ تعالیٰ اور انشاء خواہ کرد۔

واما ان لو کہ معتقد رشید احمد گنگوہی صاحب امام سوم دیوبندی مذہب مروا (سطرا)

نورث یہ مولوی گنگوہی صاحب اپنے دیوبندی مریدوں کو ہدایت کر رہے ہیں کہ اسے میرے مرید و قائم مصیبت کے وقت مجھے ضرور پکارا کر دیکو انکو میرا جسم اگر چہ تم سے دور ہے، مگر میری دوج ہر دیوبندی کے پاس خواہ وہ دیوبندی مشرق میں ہو یا مغرب میں ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور دیوبندی ہر واقعہ میں میرے بھجان ہیں۔ جب ہی مجھے یاد کر دے گا بانی اللہ میں فوری مدد کر دیں گا۔

**دیوبندیوں کو مافی الارحام
و مافی الغد کا علم ہے**

راؤ عبدالرحمن خان صاحب سبے تکلف فراتے جائیزے لڑکا ہوگا یا لڑکی ہوگی۔

۲ مولانا گنجوی نے جو ۱۹۱۰ء میں لکھا ہے معلوم ہوا کہ جہاز کو وجہ سے قرطینہ سے کامران نہیں کیا جائے گا، یہ خبر مولانا صاحب نے فرمایا۔ ہم ہمیں باتیں گئے لیکن آج نہیں کل باتیں گئے۔
(مخدا و ادراج غلطہ ص ۴۴)

**دیوبندیوں کے پر حاجی صاحب
رحمتہ للعالمین ہیں**

۱ انظر رحمة للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں۔
۲ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ نے ایک حاجت پیدا کی تھی۔۔۔ حضرت گنجوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت کی نسبت بار

بار رحمتہ للعالمین فرماتے تھے۔

۳ آج مارچ پر یہ جانکاہ خبر سن کر دل حریف پر سبے حد چٹ لگی کہ رحمتہ للعالمین (مفتی محمد حسن لاہوری) تھیں تو ہی وہ نیلے سفر آخرت فرما گئے ہیں۔

تذکرہ حسن بکوالہ ماہنامہ قبل دیوبند فروری ۱۹۷۱ء بریل ماہ فروری ۱۹۷۱ء

نوٹ ہے :- رحمتہ للعالمین صفت خاصہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے، مگر دیوبندیوں نے اس کا انکار کر کے اپنے پر کر رحمتہ للعالمین بنا کر مقام رسالت پر پہنچا دیا اور پھر یہ فتوے کسی معمولی آدمی کا نہیں، گنجوی صاحب کا ہے جسے دیوبندی اپنا رب مانتے ہیں اور ایبٹ آباد کے ہتھم درسد دیوبندیہ نے تذکرہ حسن بکوالہ کو بھی رحمتہ للعالمین بنا ڈالا۔

خدا ان کامری وہ مرنے سے خلافت کے
میرے مولانا میرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

مرشد مولوی محمد حسن صد دیوبند ص ۴۴ (مسطرا)

**مولوی گنجوی صاحب
تمام مخلوق کے رب ہیں**

نوٹ ہے :- خدا تعالیٰ کے ارشاد الحمد للہ صاحب العالمین سے صاف عیاں ہے کہ خلافت کا کام نبی صرف اللہ وحدہ لا شریک ہے، مگر دیوبندیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا رب العالمین نہیں، خدا قوت گنجوی صاحب کا رب ہے اور باقی تمام مخلوق الہی زمین و آسمان ملائکہ و انبیاء کرام علیہم السلام سب کا رب مرنے والے مولوی رشید احمد صاحب ہیں۔ معاذ اللہ۔ (کیوں جناب دیوبندی صاحبان آپ کے موصوفے؟)

دیوبندیوں کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب رب المشرقین و رب المغربین میں

ایک شخص نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خط میں القاب کی جگہ یہ لکھا تھا کہ رب المشرقین و رب المغربین حضرت نے وہ خط حاضرین کو پڑھنے کے لیے دیا۔۔۔۔۔ یہ فرما کر اس شخص کی معذوری ظاہر کر دی کہ وہ جو ہے علی کے ایسا ہوا۔ (الغنائت ایمریہ تھانوی ص ۱۸۱، سطر ۵۷۸)

دو تیسے معلوم ہو کہ وہ دیوبندی صاحب حاجی صاحب کو رب المشرقین و رب المغربین سمجھتے تھے۔ تب ہی تو خط میں انکار کیا گیا اور پھر حاجی صاحب نے اسے شریک کہا نہ بدعتی نہ کافر بلکہ معذوری ظاہر کر دی۔

بتائیے صاحب اگر مسلمان پر تو جہیزات پر شرک و بدعت کی دگر ہی ہو جائے مگر دیوبندی صاحبان خدا کے ارشاد و رب المشرقین و رب المغربین (رسودۃ الرحمن) کا انکار کر کے خدا کی خاص صفت کو اپنے پیروں کے لیے ثابت کریں، تب بھی وہ کچھ سوچ اور معذور تصور کر لیے جائیں گے۔ کئی نے کیا خوب کہا ہے

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہوجاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں سہوتا

مولوی اشرف علی صاحب
نبیوں کے برابر ہیں

ان صاحب سے پوچھیں کیا اس میں لکھا تھا کہ میں سلام سے محروم رہا اور یہ بھی لکھا تھا کہ آپ کو نبیوں اور صحابہ کے برابر سمجھتا ہوں۔

(نورالہدیہ تھانوی ص ۱۸۱، سطر ۱۹، اثر المولد ص ۱۹)

بندہ پیر خرابا تم کہ لطفش دائم است

الغنائت ایمریہ ص ۵۵، سطر ۱۱

تمام دیوبندی اپنے بزرگوں کے بندے ہیں

نوٹ: خرابات بُت خانہ اور قارخانہ کو کہتے ہیں۔ دیکھو کتب لغت میں ہے۔

خرابات :- بُت خانہ، قارخانہ اور زبان و سراج۔ (لغائت اللغات مہلک و لا بوعلا سطر ۱۱)

اور پیر خرابا، بت پرستوں اور جادوؤں کے سب سے بڑے بت پرست و جادوگر کو کہتے ہیں اور تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ میں اس سب سے بڑے بت پرست و جادوگر پیر خرابات کا بندہ ہوں دیوبندی حضرات فرما ہیں کہ کیا جناب تھانوی صاحب بھی پیر خرابات کے بندے تھے یا اس عقیدہ کا بچہ اور مطلب ہے ورنہ مسلمانوں پر یہ بدعتی ہونے کی دگر ہی کیوں؟

تھانوی صاحب بندہ رسول کہتے کو تو شریک بتائیں دیکھو (بشتی دیوبند ص ۱۸۱، سطر ۱۱)

اور خود کو بندہ پیر خرابات فرمائیں۔ نیز ملاحظہ ہو:

بے سجدہ و گنہگار گشت پیر مخاں گوید

(برادر الزادہ ص ۵۴، ۵۵، ۵۶)

نوٹ :- کیا یہ شعر خلاف بشریت تو نہیں، اگر ہے تو تھانوی صاحب کا کمالی؟ اگر نہیں تو مسلمانوں پر فتنے کیوں؟

علیحدہ سوداگان کے لقب سے پوست نمان

(مرثیہ معتمد محمود الحسن صدر دیوبند ص ۱۷)

تمام دیوبندی گنہگار ہیں صاحب کے علیحدہ ہیں

نوٹ :- عبدالحق و عبد الرسول کہلاتا تو دیوبندی و ہرم میں شکر، مگر عبد رشید احمد اور عبد گنگوہی کہلاتا

عین ایمان۔ (الافتاب ص ۱۶)

دیوبندی اپنے پیروں کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دیتے ہیں

محمود سے دن وہ آیا در میرا بہت اعزاز و اکرام کرنے لگا کبھی دست بوسی کرتا اور کبھی پاؤں بوسی۔

(اسرار الملتان تھانوی ص ۱۷)

(۲) پیراستہ کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دے تو شکر نہیں تعلیم ہے۔

(ملک و ایچون معتمد مولوی حسین علی، امت و غلام خان ص ۱۷)

نوٹ :- اگر کوئی مسلمان اپنے شیخ و اولیاء اللہ کی دست بوسی کرے تو بغیر اسے دیوبندہ نہ کہتی ہو جائے۔ چنانچہ مبلغ اعظم دیوبند یہ لکھتا ہے۔

”نہ پیر کے ہاتھ کو چوس دے۔۔۔۔۔۔ یہ سب افعال اس پیر کی عبادت، بول گئے اور اللہ کے نزدیک

موجب لعنت“۔ (رحمہم اللہ معتمد مولوی غلام خان، مناظر دیوبند ص ۱۷)

تو جناب تھانوی صاحب پر بھی یہ کفر بازی چل جائے؟ فرمائیے کون کون لعنتی ہوئے؟

دیوبندیوں کے بزرگوں کو حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت نہیں

فرمودہ گرامر وحی محل و محل جن جنابت خود بلا واسطہ صدی اقصا میں نسبت جیشہ بجا انسانی داشت۔

(مرآۃ المستقیم دہلی اول مذہب دیوبند ص ۱۷)

نوٹ :- جیح اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ شرف بہر کمال حاصل کرنے میں اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ کا محتاج ہے۔ مگر دیوبندی اس کے منکر اور واسطہ عزت کی ضرورت نہیں سمجھتے۔

جو شخص دیوبندی مولوی کا مرید ہو جائے وہ قطعی جہنمی ہو گیا
ان اہل علم حکم سن کر ہر کہ بردست تو جہنمیت خواہم کرد، گو انھوں کا ہاتھ ہر ایک را کفایت خواہم کرد۔
(رد المحتار، ج ۱، ص ۱۵۷)

دیوبندی مولانا دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی تلامذت اور جنابات کو اپنے
ادب و قیاس کوستے ہیں۔ چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک۔
(رانا خاں الہیہ نقانوی ج ۱ ص ۲۵۵، ص ۱۲۱)

دیوبندی پر سب مریدوں کو بخشوالے گا
اگر یہ جو دم ہو گا تو مرید کو جہنم میں سے جلے گا۔
(رانا خاں الہیہ نقانوی ج ۱ ص ۱۵۷، ص ۱۵۷، ص ۱۵۷)

پیغمبر ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت قطب الاقطاب و مولوی احمد علی لاہوری کی
پیغمبر ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم سے مستفید ہوتے۔
(رد المحتار، ج ۱، ص ۱۵۷، ص ۱۵۷، ص ۱۵۷)

و رد المحتار، ج ۱، ص ۱۵۷، ص ۱۵۷، ص ۱۵۷

روح علامہ احمد علی کی ہر تکی میں

نور کے سراج علم کی تزیین و تجمیل معنی

نبوت کے سراج

(رد المحتار، ج ۱، ص ۱۵۷، ص ۱۵۷، ص ۱۵۷)

دیوبندی مولوی بعد از موت
بھی تعزف کرتے ہیں
ہم کو حق تعالیٰ نے مرنے کے بعد خلافت دے دی۔ میں نے اس کی
تقریر یہ بھی کرتی تعالیٰ نے انھیں کا تعزف عطا فرمایا ہے۔
(رانا خاں الہیہ نقانوی ج ۱ ص ۱۵۷، ص ۱۵۷، ص ۱۵۷)

جو ان حضرات نے چاہا وہ ہو گیا۔

(رانا خاں الہیہ نقانوی ج ۱ ص ۱۵۷، ص ۱۵۷، ص ۱۵۷)

مولوی محمد بن عبد العزیز صاحب دلی کے اندر جو چورہ تھے ہیں ان سے خوب واقف
تھے۔ (رد المحتار، ج ۱، ص ۱۵۷، ص ۱۵۷، ص ۱۵۷)

دیوبندی جو چاہیں ہو جاتا ہے

دل کے حالات کا علم

دیوبندی بزرگ لوگوں کے
دلوں کے حالات جانتے ہیں
ایک مرتبہ کیرانہ میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت
میں ایک صاحب حاضر ہوئے پاس بیٹھ تھے، دلی میں خیال
کرنے لگے کہ معلوم نہیں کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا

مرتبہ بڑا ہے یا حفظ ضامن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا، حضرت اس خطرو پر مطلع ہوئے، فرمایا کہ ایسا خیال بہت بری بات ہے۔
(انفاذات البربریت، ص ۱۱۱، سطر ۱۶)

پھر وقت مریدین کے حالات کی نگرانی
نظر آئے اور ان کے حالات کے اقتضا سے تعلیم کرتا رہا
ہے، اسوایی توجہ چاہئے ہرگزوں کی دائمی طور پر رہتی ہے۔

(انفاذات البربریت، ص ۱۱۲، سطر ۱۲)

نوٹ :- یہاں صاحب اگر مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا داد علم مبارک کا اعتقاد کریں، تو مشرک قرار دیے جائیں، اب تھانوی صاحب تو کہے جو حد رہے نا،

دیوبندی مولوی کے ساتھ
مفسد پہلے آئے ہیں اور مقدمات کی غلطی کا اثر مقدمات میں نہیں آتا۔

(انفاذات البربریت، ص ۱۱۲، سطر ۱۶)

بنیوں کے ساتھ غلطی جمع ہو سکتی ہے
ایک واقعہ کی تحقیق کی غلطی ہے، جو علم و فضل یا دلالت بلکہ
بنوت کے ساتھ بھی جمع ہو سکتی ہے۔ (معاذ اللہ)

(دیوبند اور تھانوی ملا، سطر ۱۹)

دیوبندیہ کے پیر نے جہانزادہ اٹھالیا اور بافق لاسبا غائبانہ امداد کر کے دیوبندیوں کی بچا لیا،

ایک بار میرے بھتیجے کو آتے تھے، اگنوت نہا ہی میں آگیا، اجالت یاوسی میں انہوں نے خواب دیکھا
کہ ایک طرف حاجی صاحب اور دوسری طرف حافظہ جو رہا حفظ ضامن صاحب، اگنوت کو نشانہ دیے ہوئے
تباہی سے نکال رہے ہیں۔ جس کو معلوم ہوا کہ اگنوت دوزن کا دامستہ ہے کہ صبح و شام کھانے سے پرگش کیا۔

(امداد الشقا، ص ۱۱، سطر ۵)

۱۱۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے کہ وہ جہانزادہ اٹھالیا۔۔۔۔۔ غلط ہے کہ آپ
کی کرامات عظیمہ کو نشانہ اقرب الی اللہ ہے۔

(انفاذات البربریت، تھانوی ص ۱۱۲، سطر ۵ و امداد الشقا ص ۱۱)

نوٹ :- اگر کوئی مسلمان حضور خوات پاک کی یک کر امنست بیان کرے کہ آپ نے پورسی کا پیر نکال دیا۔ تو
دیوبندیوں کی طرف سے مشرک کے فوضے مشروح ہوا جاتے ہیں مگر یہاں اتفاقاً دغا باندہ کا بھی جائزہ اور پھر حاجی

صاحب کی کرامت کا منکر و منکر قرار دے دیا گیا۔ یعنی مسلمانوں کے بزرگوں کی کرامت کا انکار و منکر اور دیوبندیوں کی کرامت کا انکار و منکر۔ (سبحان اللہ)

بعض لوگ اپنی اہل وطن میں سے ایسے بھی ہیں جو تحریکات کے زمانہ سے اختلاف رکھتے ہیں مگر حدیث سے جب شے میں جھگ کر سلام کرتے ہیں۔ میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں۔

واقعات الہیہ ص ۳۴، مسطر ۶

نوٹ:- اگر کوئی مسلمان کسی ولی اللہ کو جھگ کر سلام کرے تو دیوبندی اس پر منکر کا فتوے جڑ دیتے ہیں۔ تو یہ دیوبندی اور اس پر منکر کرنے والے سب برادری منکر ہو گئی یا نہ؟

جب حاجی صاحب صلیح کو تشریف لے گئے تو میں نے اس جگہ بیٹھ کر دیکھا۔ جس جگہ حضرت دیکر کیا کرتے تھے تو انوار معلوم ہوتے تھے۔

واقعات الہیہ صفحہ ۵۵، مسطر ۶

مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زالی شان محترم سے انوار برستے تھے۔ (واقعات الہیہ ص ۵۵، مسطر ۶)

دیوبندی مولویوں کے انوار میں نے اثنائیت سے بالادریان حضرت نانوتوی صاحب کا دیکھا وہ ایک مقرب فرشتہ تھا جو انسانوں میں ظاہر کیا گیا تھا۔

وارد اثنائیت ص ۱۲، مسطر ۱۱، انجمن اہل تصوف، قسطنطنیہ

نوٹ:- دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نذر کے تو وہ منکر و کافر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ریاست بہاول پور کے تمام دیوبندی مولویوں کی تصدیق سے شائع شدہ بارہ چودھویں صدی دہاکار کے یہ شعر ملاحظہ ہوں:-

پٹے نور دانی بیت و بند	دگر سے لئے لوگ جہان دے
جد نور دانی بند نہ	اڑن بشری کنول چٹاوندے
سک کے عرب دیا کفران نے	قطعہ بنی نون ماریا سی
بے بنی نور دا ہوسے تاں منئے	تھیں بندے نظریں آوندے

نوتقادی صاحب وغیرہ مولوی خلیل احمد صاحب کو انوار و فرشتہ کہتے سے کیا مراد ہے۔؟ اور اگر کوئی مسلمان یہ کہے کہ اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو ہی سید البشر ہیں تو دیوبندی کہتے ہیں کہ اثنائیت اور نور کیسے ہیں، سو کہتے ہیں تو معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک مولوی خلیل احمد صاحب و نانوتوی صاحب بشر نہیں تھے، بلکہ نور ہی تھے اور

(۲) سمجھ کر نہ کرنے والے پر بھی جو جہل و غیث کے علامت ذکر کی گئے۔ (ابو ذر الغفاریؓ، مسطر ۱۶)

نوٹ: دیکھیں جناب! مسلمان کو کسی تبرک کی حرمت نہ ہو، تب بھی مشرک اور یہودی تھکانہ کے آرڈر سے سجدہ عظیمی پڑھنا یا عدم ملامت اور ناک مار گرنے کا بھی فرمان صادر ہوا ہے حالانکہ علمائے اہل سنت و جماعت کے نزدیک سجدہ عظیمی پڑھنا حرام ہے۔ اہل حضرت بریلوی مولانا احمد رضا خان صاحب فرماتے ہیں: سجدہ سنیہ حرام اور گناہ کبیرہ یا یقیناً۔ (زبدۃ الزکریا، مسطر ۱۲)

کسی خاص صورت میں کوئی ایسا فعل جو عام طور سے ناجائز سمجھا جاتا ہو، وہ دیوبندیوں کا ناجائز بھی جائز بنا رکھی ہوتا ہے۔

(افاضات الیوم، صفحہ ۷، نمبر ۳۱۶، مسطر ۱۵)

نوٹ: شریعت جو دیوبندی کی چوٹی۔

دیوبندیوں کو عصا سے مروے زندہ ہو جاتے ہیں اس سے مروے زندہ ہو سکتے ہیں۔

(افاضات الیوم، صفحہ ۷، نمبر ۳۱۶، مسطر ۱۵)

دیوبندیوں کو خدا اپنے روزے حضرت بل و علیؑ درست و راست، ایشان را بدست قدرت خاص خود گرفتہ و چیز سے راز اور تقدیر کسیر کہیں رفع بود پیش روئے حضرت ایشان کردہ فرمود کہ ترا میں جنس وادہ ام و پدر ما نے دیگر خواہم داد۔ الخ۔

(مرکز مکتبہ مفسر مولوی اسماعیل دکنی، مسطر ۱۶)

نوٹ: مولوی اسماعیل صاحب کہتے ہیں کہ خدا نے ہمارے سید صاحب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر سید صاحب سے دو تاند باریں کیں۔ اب ایسا ہونے کو نہ دے اسے کے متعلق الحمد للہ اسلام کا فیصلہ سن لیجئے۔ حضرت قاضی ہاض فرماتے ہیں:-

من اعترف بالہیۃ اللہ تعالیٰ و وحدانیۃ و ککنہ او علیٰ له و لد او صاحبۃ فذلک کفر باجماع المسلمین و کذلک من ادعی مجالستہ اللہ تعالیٰ و العروج الیہ و محالستہ الخ (مختار)

یعنی جو اللہ تعالیٰ کی الوہیت و توحید کا قائل ہو، مگر اس کے لیے جبر و باجبر ٹھہرائے وہ باجماع کا کفر ہے یا کسی طرح جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم نشین، اس تک محدود، اس سے باریں کرنے کا دعویٰ کرے، پھر فرماتے ہیں:-

وَكِدَالِكِ مِنْ أَدْعَائِهِمْ هَذَا قَوْلُهُ وَيَعْلَقُ الْحَوَامِ الْعَيْنِ وَهُوَ لَدَى كُلِّهِمْ كَقَوْلِهِ
مَكْتُوبُونَ لِلْبَرِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
(اشفاق ص ۳۷۲)

یعنی جو شخص جو اسے ملاقات کا دعویٰ کرے یہ سب لگ ہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والے اور
کافر ہیں۔ اب دیوبندی خود فیصلہ فرمائیں کہ اگر اسلام تو جو عین سے معالفت کے دعویٰ کر رہی کفر بنا ہے۔ مگر
دیوبندیوں کے پیشوا اقدس سے مضامین کے مدعی تو ان کا کیا حشر ہوا۔

دیوبندی اپنے پیروں سے
غائبانہ انداز میں مانگتے ہیں
تم جو اسے نور محمد خاص محبوب خدا
ہند میں ہونا سب حضرت محمد مصطفیٰ
نور و گار مدد امداد کو پھر خوف کیا
وشت کی پسین کے باتیں کانپتے ہیں دست چا
اسے سب نور محمد وقت ہے امداد کا

رشنام امداد پر مشافہہ ۱۳
حضرت نانوتوی قدس سرہ حضرت گنگوہی کو ابو حنیفہ مقرر فرمایا کرتے تھے۔
رقی دینی دیوبند نہ ۱۳
دیوبند کے امام ابو حنیفہ بھی
گنگوہی صاحب ہی ہیں

صدیق اکبر و عمر فاروق۔ مولوی
رشید احمد صاحب ہی ہیں
وہ تھے صدیق اور فاروق پھر کیسے عجیب کیا ہے
شہادت نے تعجب میں قدم بوسی کی گر تھانی
(مرثیہ مصنف مولوی محمود الحسن، صدر دیوبند، ص ۱۳۷)
زباں پر ایں جو اکی ہے کیوں اعلیٰ جبل شایہ
انما عالم سے کوئی بانی اسلام کا تھانی
(مرثیہ ص ۱۳۷)

بانی اسلام نبی بھی مولوی
رشید احمد صاحب ہی ہیں
خود خدا ہی دیوبندی بزرگوں
کے لباس میں ہے
فرمایا مجھ کو کیا معلوم ناعمل حقیقی خداوند کریم ہے کیا عجیب کو سمجھ جو۔
دوسروں کے لباس میں اگر خود مشکل آسان کرو تباہ ہے۔ احوال نام جارا
متساویا ہوتا ہے۔
(امداد، اشفاق مختاری ص ۱۳۷، ۱۳۸)

شریعت دیوبندی مولویوں کے گھر کی ہے کہ جسے چاہیں بدعتی و کافر بنادیں اور جسے چاہیں مسلمان رہنے دیں

دیوبندیوں کا ناجائز کام (۱) ایسا عمل جو عام طور سے ناجائز سمجھا جاتا ہو۔ وہ جائز کہی جاتا ہے۔

(افاضات الہدیہ صفحہ ۱۷۹، سطر ۱۶)

بھی جائز ہو جاتا ہے

(۲) میں ایک مرتبہ میرٹھ میں نوچندی دیکھنے گیا۔۔۔ شیخ غلام محی الدین نے مجھے سہ دریاقت کیا، گو مولوی صاحب نوچندی میں جانا کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ معتاد رہنے والا جو اس کو جانا جائز ہے۔۔۔

یہ سن کر وہ بہت ہنسے، کہ بھائی مولوی لوگ اگر گناہ بھی کریں تو اس کو دین بنا لیتے ہیں۔

(افاضات الہدیہ صفحہ ۱۷۹، سطر ۱۷)

نوٹ :- دیوبندیوں کے نزدیک کسی دلی کے عرس میں سودا خریدنے کے لیے بھی داخل ہونا حرام ہے۔ چنانچہ محکمہ ہی صاحب فرماتے ہیں :-

سوال :- پرانی کھڑا شریعت، وغیرہ میں واسطے سوداگری یا خریداری کے جانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب :- درست نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ صفحہ ۲۷۱، سطر ۱۲)

مگر نوچندی میں جانا فتاویٰ صاحب کے لیے جائز ہے، یہ سبے شریعت دیوبندی، کہ معتاد رہنے والوں کے لیے بطور تخریج سب حرام کاری چری تخریب جائز۔

بدعت دیوبندیہ

مسلمان اگر کوئی ایسا کام کریں جو یہ مجلس اہلادام بدعت ضلال ہے۔۔۔۔۔ عدم جواز کے لیے یہ

دلیل اس سبب کہ کسی نے قرون اولیٰ میں اس کو نہیں کیا۔

(فتاویٰ رضویہ صفحہ ۲۷۱، سطر ۱۷)

قرون اولیٰ میں متفقہ بدعت ہوئے

دیوبندی اگر کوئی ایسا کام کریں جو ایک صاحب سے جو یہاں نقشۂ نظام الادعات کا ذکر کرتے تھے، لکھا کہ تمہارا الضابطہ اوقات بدعت ہے۔ اس لیے کہ خیر القرون میں نہیں پایا جاتا۔ جواب یہ ہے کہ خیر القرون میں ہونے کی ضرورت اس وقت ہے، جبکہ اس فعل کو من حیث الوجہ کیا جاوے اور اگر من حیث الانظام کیا جاوے تو وہ بدعت نہیں۔

نوٹ :- اب دور فرمائیے کہ کئی صاحب نے محفل میلاد شریف کو صرف اس لیے حرام فرمادیا کہ اس کی تعیین زمانہ خیر القرون میں نہ تھا۔ مگر متافعی صاحب کی بدعت کے لیے خیر القرون میں اس کا ہونا ضروری نہیں۔ اب گیارہویں شریف کے دن کا تصور وغیرہ سب من حیث الانظام ہیں۔ اس کو کوئی بھی جارت نہیں سمجھتا تو وہ کیسے بدعت ہوئے (یہہ پایہ)

دیوبندیوں کی بدعت بھی سنت ہے (۱) بدعت کی حقیقت تو یہ ہے کہ اس کو دین سمجھ کر اختیار کرے اگر مٹا کر سمجھ کر اختیار کرے تو بدعت کیسے ہو سکتا ہے پس ایک احداث الدین ہے اور ایک احداث فی الدین ہے۔ احداث الدین معنی سنت ہے۔

انفاضة البیوعہ فی ۱۰ صفر ۱۱۹۰

(۲) چنانچہ تلفظ بنیۃ الصلوٰۃ کو سنت کہا گیا ہے۔۔۔۔۔ اور بدعت بھی کہا گیا ہے۔

(۳) انوار المزار ص ۱۳

نوٹ ۱۔ میلاد شریف، قیام و سلام، گیارہویں شریف وغیرہ امور حسنہ ہیں تو احداث الدین ہیں پھر ان پر گدہ باری کیوں؟

فقد تكون واجبة كنصب الادلة علی اهل الفرق وتعلم النحو المفید للكتاب والسنۃ وسند وبت كالحداث نحو باط و مدرسہ وكل احان لم یكن فی الصمد الاول۔

یعنی بدعت کبھی واجب ہوتی ہے جیسے اولہ کا قیام اور نحو وغیرہ کی تعلیم اور کبھی بدعت مستحب بھی ہوتی ہے جیسے رابطہ و مدرسہ وغیرہ بنانا اور تمام نیک کام جو پہلے زمانہ میں نہ تھے۔

انوار المزار صفحہ ۱۱ ص ۱۶

نوٹ ۲۔ کبھی جناب میلاد شریف اور گیارہویں شریف ہی کیا برا کام ہے جسے ہر حال کو کرنا جاتا

ہے۔ مسلمانوں کو نہ کہ دیوبندی اپنے لیے سب یہ عین جائز بھی اور واجب بھی نہا ہے جس میں مسلمانوں کو بات بات پر بدعتی و مشرک درکار کر رہے ہیں گویا اسلام ان کے گھر کا ہی مساختہ ہے، جسے چاہیں جائز کریں اور جسے چاہیں حرام بنادیا۔

میں نے قائم مقام کر دیا جیسے سفر میں گھر کی اصل عفت موجود ہے، لیکن اس کی پہچان اور اس کا معیار معلوم ہونا مشکل تھا، میں نے خصوصیت کی جان پہچان کو اس کا قائم مقام کر دیا۔ (افادات الیومیرہ تھانوی ص ۶۷۵، ص ۱۵)

نوٹ ۱۔ کہیں کہیں حضرات ایک شارع علیہ السلام نے ہر یہ کے بارے میں خصوصیت کی جان پہچان کو قبول ہر یہ کے لیے معیار مقرر فرمایا تھا مگر اگر نہیں تو کیا یہ داخل فی الدین نہیں ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْرَفَ عَلَى سَمَوَاتِهِ
دیوبندیوں کا کلمہ (رسالہ الاداد تھانوی یا بیت ماہ صفر ۱۳۳۶ھ ص ۳۵)

دیوبندیوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تھانوی کا زیادہ اشتیاق ہے
احقر کو بغیر خدا تعالیٰ کا خیال نگاہ نہتا ہے اور ادھر گھر گھر بھی رہتی ہے۔ اسی طرح جناب والا تھانوی صاحب اکامین بنی کریم علیہ التحیۃ والثناء کا کو اکثر اوقات خیال نہیں رہتا اور نہ ادھر گھر گھر ہی رہتی ہے۔
(رواد الاداد تھانوی ص ۶۶، ص ۶)

نوٹ ۲۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ دیوبندی مولوی اہل اسلام کے بنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی نہیں مانتے، بلکہ ان کا بنی اور رسول مولوی اشرف علی ہے۔
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَصَلِّ عَلَى
دیوبندیوں کا درود (اشرف علی)

(رسالہ الاداد - یا بیت ماہ صفر ۱۳۳۶ھ ص ۳۵)
جب یہ بدعت شریف میں رہ کر میل میل والا نہیں رہ سکتے،
اللہ کا شکر ہے کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
دیوبندیوں کا یہ سنیہ عقائد عجیبوں کی رکت سے ایسا دیباچہ بھی نہیں رہ سکتا۔

(افادات الیومیرہ تھانوی ص ۶۷۵، ص ۱۵)

باب یازدهم

باب یازدہم

دیوبندی مذہب کے اماموں و مولویوں کے دعوے

بعض حقیقت شناسوں نے مولانا محمد قاسم صاحب کے علوم کو حضرت حاجی صاحب کے علوم کا نقل
نقل علوم کیا ہے۔ (افاضات الیوم، ج ۳ صفحہ ۳۳۷)

میں کل الوجوہ کمال میں جتنی خوبیاں کسی کلام میں ہی سہی وہ پائی ہو سکتی ہیں میں کل الوجوہ محمود (اشرف علی) کے ملاحظہ
ہوئی ہیں۔ (اشرف المصنوعات، صفحہ ۱۷)

قبلہ و کعبہ حضرت مولانا محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی میرے استاد و ہیں قبلہ میں کعبہ میں۔
(افاضات الیوم، ج ۳ صفحہ ۳۳۷)

بیعت کی برکت میں نے اس (مرید کو) ڈالتا کہ بیعت کے بعد تمہاری یہ حالت تو انہوں نے صرف
کہا کہ مجھے تم سے کبھی مناسبت نہیں ہوئی اور بیعت تو اس (مید پرگرنی تھی)۔ کہ

اس کی برکت سے تندرست ہو جاؤں گا۔ (افاضات الیوم، ج ۳ صفحہ ۳۳۷)

جامع کمالات و بی نظیر حضرت مولانا گنگوہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تمام کلمات کے جامع تھے۔
(افاضات الیوم، ج ۳ صفحہ ۳۳۷)

اپنے بزرگ بھرا اللہ نے نظیر جامع کلمات تھے۔ (افاضات الیوم، ج ۳ صفحہ ۳۳۷)

اس چودھویں صدی میں ایسے سیر کی ضرورت تھی ایسا کہ میں (اشرف علی) ہوں، لٹھ،
(افاضات الیوم، ج ۳ صفحہ ۳۳۷)

میں نے دیکھا کہ وہ جو کہ رہا ہوں مدد ہی تو کر رہا ہوں۔ (افاضات الیوم، ج ۳ صفحہ ۳۳۷)

اشرف علی کو دیکھ کر وہ کسی قدر ترچا ہو جان مضافۃ نہیں۔ (اشرف المصنوعات، صفحہ ۱۷)

علم غیب

میں نے ذوقیات اور کشفیات کو حیات بنا دیا ہے، ان وجدانیات میں لوگ جن چیزوں پر ایمان باغیب لاتے تھے اب وہ چیزیں کھلی آنکھوں سے نظر آتی ہیں۔

(افاضات الیومینہ ص ۴۴ صفحہ ۱۱)

ندامت ضروری

میرے یہاں کا معیارِ معرفت یہ ہے کہ کچھ کو معلوم ہو جسے کہ اپنی عقل پر دل سے نادم ہے اور یہ بات اس شخص کے اعلان کر دینے سے کوئی معلوم ہو جاتی ہے۔

(افاضات الیومینہ ص ۴۴ صفحہ ۱۲)

ناک رگڑو

یہ سب سو قوت ہے محبتِ کامل پر، کسی کی جو تیاں سدھ کر دوڑ ڈنڈے کھاؤ، اس کے سامنے ناک رگڑو اس سے حقیقتِ تنگ رسائی ہوتی ہے۔

(افاضات الیومینہ ص ۴۴ صفحہ ۱۴)

انوار

مرزا باخلیل احمد صاحب کی نرالی شان تھی چہرے سے انوار برستے تھے۔

(افاضات الیومینہ ص ۴۴ صفحہ ۱۱)

علوم انبیار

محبتِ کامل کے بعد یہ شان ہو جاتی ہے۔

یعنی اندر تو کلامِ انبیار

بے کتاب و بی معاد و اوستا

(افاضات الیومینہ ص ۴۴ صفحہ ۱۳)

تصرف بعد از موت

حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی طریقت بھی عجیب الہی تھی..... میرے ایک دوست نے ایک مرتبہ حضرت کو بعد وفات خواب میں دیکھا۔ دو باتیں فرمادیں ایک یہ کہ ہم کو تو حق تعالیٰ نے مرنے کے بعد خلافت دے دی میں نے اس کی تعبیر یہ سمجھی کہ حق تعالیٰ نے افاضہ کا تصرف بنائے فرمایا ہے۔

(افاضات الیومینہ ص ۴۴ صفحہ ۱۵)

انسان بننا ہو تو یہاں آجاؤ

میرے یہاں آدمیت، انسانیت سکھائی جاتی ہے، اگر دلی بننا، بزرگ بننا، قطب بننا، غوث بننا ہو تو اور کج جاؤ۔ انسان بننا

(افاضات الیومینہ ص ۴۴ صفحہ ۱۵)

ہو تو یہاں پر آؤ۔

اللہ کا لاکھ شکر ہے کہ سلف کا طریق میرے لاکھوں زندہ ہو گیا۔

(افاضات الیومینہ ص ۴۴ صفحہ ۲۲)

میں نے طریقِ زندہ کو دیا

صدیوں سے مجھ جیسا کوئی عالم ہوا ہی نہیں | میں بھی وہی میں لطافت اور نکات بیان کرتا ہوں
بھی اللہ تعالیٰ نے ایسے عطا کئے ہیں کہ شاید صدیوں سے کسی کو عطا نہ ہوئے ہوں۔
(افاضات الیومیہ ج ۱ صفحہ ۵۵۵)

زنا و بیعت | ایک صاحب کا خط آیا ہے اپنے ایک دوست کے متعلق لکھا ہے کہ باوجود کہ ان کو
نہیں رک سکے اب ان کو اس کی فکر ہے کہ پہلی بیعت باقی رہی یا تجدید بیعت کی ضرورت ہے اب اگر
لکھتا ہوں کہ بیعت باقی ہے۔ تو عزت بڑھتی ہے۔ اگر لکھتا ہوں کہ باقی نہیں رہی تو غلط ہے۔
(افاضات الیومیہ ج ۲ صفحہ ۳۸۷)

خدا کا یاد کرنا بھی ہماری رضا پر موقوف ہے | ایک ذاکو نے حضرت سے عرض کیا کہ میں
نے ذائقہ میں چلی کیا اور سوال لکھ اسم
ذات روزانہ پڑھا، مگر نفع نہیں ہوا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ناراض ہیں، فرمایا اگر میں ناراض ہوتا تو تم کو
سوال لکھ اسم ذات روزانہ کی توفیق ہی نہ ہوتی۔ (افاضات الیومیہ ج ۲ صفحہ ۱۷۱)

مرتب کا نور بصیرت | مرئی قربانی سے یا نور بصیرت سے معلوم کر لیتا ہے کہ اس نے اہتمام کیا تھا پھر
بعض لوگ میرے پاس ایسے آتے ہیں کہ ان کو دیکھ کر الشراح ہو جاتا
ہے اور یہ جی چاہتا ہے کہ یہ مجھ سے بیعت کی درخواست کریں۔
(مزید الجید فتویٰ تھانوی ص ۱۸)

میرے قلم سے نکل گیا وہ ہو کر رہا | ایک صاحب کے خط کے جواب میں جن پر نو جداری مقدمہ
متقاضی بعض تو کل پر میرے قلم سے نکل گیا کہ انشاء اللہ
کچھ نہ ہوگا۔ وہ اتفاقاً اس مقدمے سے بری ہو گئے۔ (افاضات الیومیہ ج ۱ صفحہ ۱۸۱)

جو کہتے ہیں وہی ہو جاتا ہے | بعض حضرات جن کا مجھ سے بے تکلفی کا تعلق ہے ان سے
معلوم ہوا کہ عوام کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ تھانوی صاحب جو
کہتے ہیں وہی ہو جاتا ہے۔ ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت یہی عقیدہ ہمارا بھی ہے۔
(افاضات الیومیہ ج ۱ صفحہ ۱۹۳)

سارے حالات نظر آتے ہیں

مجسید تودہ تھے اور جام مجسید میرے پاس تھا جس میں سارے حالات
(افاضات الیومینہ ج ۴ صفحہ ۱۸)

خطرات قلب پر اطلاع

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک صاحب حاضر ہوئے
پاس بیٹھے ہوئے تھے دل میں خیال کرنے لگے کہ معلوم نہیں حضرت حاجی
صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ بڑا ہے۔ یا حافظ ضامن صاحب کا حضرت اس خطرہ پر مطلع ہوئے فرمایا کہ ایسا
خیال بڑی بات ہے ہمیں اس سے کیا مطلب کہ کون بڑا ہے اور کون چھوٹا۔

(افاضات الیومینہ ج ۴ صفحہ ۱۵)

دل کی بات پہچانی لی

مولانا فرامین صاحب فرماتے تھے کہ میں مکہ معظمہ میں ایک بزرگ کی خدمت
میں حاضر ہوا کہ کوئی مستفادان کی تعریف کر رہا تھا اور وہ خوش ہو رہے تھے
میرے دل میں اعتراض پیدا ہوا کہ اپنی مدح سے اتنے خوش ہو رہے ہیں۔ بس اس خیال کا اتنا تقاضا میری طرف
متوجہ ہو کر کہا کہ میں مدح سے خوش نہیں ہو رہا ہوں، بلکہ اپنے صاحب کی مدح سے خوش ہو رہا ہوں کہ اسی
نے تو مجھے ایسا بنایا۔
(افاضات الیومینہ ج ۴ صفحہ ۱۸)

ہمارے مولوی عالم پاک ہیں

حضرت مولانا دیوبندی کی حالت اور مقدمات کو اپنے اوپر قیاس کرتے
ہمارے مولوی عالم پاک ہیں، چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ اسی کو مولانا ردی رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں ۱۔ کار پاکان را قیاس از خود مگر۔
(افاضات الیومینہ ج ۴ صفحہ ۲۱)

انہوں نے مولانا گنگوہی کو بعد انتقال کے دیکھا کہ فرما رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے
تصرف بعد از موت ہیں تو وفات کے بعد خلافت دے دی ہے۔ اس کے معنی میں یہ سمجھا ہوں
کہ چونکہ خلافت کی روح تصرف ہے۔ اس لئے یوں معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کی روح کو اللہ تعالیٰ نے تصرف
کی قوت عطا فرمادی کہ ملائین کی تربیت اور اصلاح میں ہمیں ہوا۔ (اعلا دی ہوا)

(افاضات الیومینہ ج ۴ صفحہ ۱۸)

حمادی گرامتیں انعام کے طور سوانح عسری میں درج کر لینا

بعض اصحاب نے کہا کہ اگر ہم ان واقعات کو کرامت کے باب میں درج کر دیں تو کیا حرج ہے
میں نے کہا کہ چونکہ ایسے واقعات کے اندر کچھ کو دوسرا بھی احتمال ہوتا ہے ایسے واقعات کو بھی کرامت کے
متران سے درج کرنا نہیں چاہتا البتہ تمہارا دل چاہے تو واقعات کو سوانح میں انعامات الہیہ کے متران

کے تحت درج کر سکتے ہیں۔

(اقاضات الیومہ ج ۱، صفحہ ۳۴۳ سطر ۱۹)

تو یہ مطلوب صرف یہی ہے کہ شیخ طالب کے حالات کی نگرانی اور ان حالات کے اعتناء سے دائمی توجہ | تعلیم کرتا رہے۔ سو ایسی توجہ چارے بزرگوں کو دائمی طور پر رہتی ہے۔

(اقاضات الیومہ ج ۳، صفحہ ۱۲)

انجمن اہل ایمان کے جو اطفال ہیں

یہاں کے بچے دوسرے مشائخ سے بھی افضل ہیں | یعنی محض مبتدی ان میں جو دولت

سمو کی اور نیک نیتی کی ہے وہ اور جگہ کے بعض مشائخ کو بھی حاصل نہیں (تو توجہ یہ نکلا کہ دوسرے مشائخ بنیت ہیں۔ اور دیوبندی سب نیک نیت ہیں یہ ہے دیوبندیوں کا تیجہ)

(اقاضات الیومہ ج ۲، صفحہ ۳ سطر ۲)

اگر مرید کو شیخ سے کئی محبت ہو تو بھی اس کے

شیخ کے سامنے اپنی غلطی کی تاویل مت کرو | سامنے اپنی غلطی کی تاویل نہیں کر سکتا۔

(اقاضات الیومہ ج ۳، صفحہ ۳۳ سطر ۲۱)

شیخ تو وہ ہے جس کا فیض سارے عالم کو محیط ہو۔

(اقاضات الیومہ ج ۳، صفحہ ۳۵ سطر ۹)

فیض تمام عالم کو محیط ہے |

سرخ کیا، کہ حضور و حضرت تھانوی

تھانوی کی موت کے وقت کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم | کی اور کس قدر حیات ہے حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابھی ان سے ایک اوصاف کام دینا ہے اس وقت تک حیات ہے۔

(اقاضات الیومہ ج ۵، صفحہ ۱۵۵ سطر ۶)

بعض لوگ انہیں اہل وطن سے

لوگ مجھے جھک کر سلام کرتے ہیں تو میں شکر ادا کرتا ہوں | ایسے بھی ہیں جو جو رنج و کد کے

زمانہ سے اختلاف رکھتے ہیں۔ مگر جیسے سے جب ملتے ہیں جھک کر سلام کرتے ہیں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں دیکھا میں

نیز کو اشرف علی کے سامنے جھکانا جانتے ہیں پھر اس پر شکر کے کیا منی؟ (مخلف)

(اقاضات الیومہ ج ۱، صفحہ ۲۵۳ سطر ۶)

اپنے بزرگوں کا محبت رکھنا خوش رہنا

بس اپنے ہی بزرگوں سے محبت رکھنے کا اہتمام | خدا کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اس

مجید ہونے کا احتمال ۱۱۔ ایک شخص نے سمجھا تھا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ مجدد ہیں، کیا یہ صحیح ہے۔ اب اگر کوئی اور بتاتا تو کھٹکا کہ ہوں، یا نہیں، مگر میں نے کھٹکا کہ مگر میں کی تو کوئی دلیل نہیں اور احتمال مجھے بھی ہے۔ (افاضات ایوبیہ ج ۱ صفحہ ۱۶۲)

کاہر تجدید طریق بالکل مردہ ہو چکا تھا۔ لوگ بے حد غلطیوں میں مبتلا تھے۔ مجدد الشاہ ابوبکر سہیل کو تجدید کی ضرورت نہیں رہی، اگر غلط ہو جائے گا تو پھر کوئی اللہ کا بندہ پیدا ہو جائے گا، ہر صدی پر ضرورت ہوتی ہے تجدید کی۔ (افاضات ایوبیہ ج ۲ صفحہ ۱۶۲)

دیوبندیوں پر علوم نبوت و وحی

مولانا محمد قائم صاحب نے حضرت حاجی صاحب سے شکایت کی کہ ذکر و رانہیں ہوتا شروع کرتے ہی قلب پر ثقل ہو جاتا ہے۔ زبان بند ہو جاتی ہے، فرمایا کہ یہ ثقل وہ ثقل ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے وقت ہوتا تھا۔ آپ پر علوم نبوت فاضل ہوتے ہیں کیا عجیب..... اور غافل تحقیق ہے۔

(افاضات ایوبیہ ج ۲ صفحہ ۱۶۲)

نبیوں سے مشترک ایک شخص نے مولانا محمد یعقوب صاحب سے اپنا کشف بیان کیا تھا کہ مجھ کو بھی کشف ہوا کہ میں اور حنیف رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مساوی درجہ میں ہیں حالانکہ یہ کشف شرعی ہے کہ غیر نبی درجہ میں نبی کے برابر ہو جائے اس نے اپنا یہ کشف مولانا محمد یعقوب صاحب (صدر دیوبند) سے عرض کیا۔ تو مولانا نے ارشاد فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض صفات میں ہم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مشترک ہیں۔ (افاضات ایوبیہ ج ۲ صفحہ ۱۶۲)

نبیوں کے برابر ان صاحب نے پرجوش کیا۔ اس میں لکھا تھا کہ میں سلام سے محروم رہا اور یہ بھی لکھا تھا کہ میں آپ کو نبیوں اور صحابہ کے برابر سمجھتا ہوں۔

(منہاج التجدید تھاغوی صفحہ ۱۶۲ حاشیہ المجلات صفحہ ۱۶۲)

نبیوں سے افضل انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی دنیا سخن اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔

درود و سلام (تجدید برائے منصفہ محمد قائم تاغوی باقی دیوبند صفحہ ۱۶۲) ایک صاحب نوادر ہوتے کہ دونوں ساتین نصف نصف کے قریب کھلی ہوئی ہیں مثلاً نوادر ہونے کے بعد میرے دل میں از خود یہ خیال آیا کہ یہ حضور اقدس رسول مقبول

صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ کے قدیم شریفین کو بوسہ دے اور پھر ایسا وقت میرے نزدیک ہو گا میں نے اسی وقت ہاتھ سے چھنا کر دیکھ کر تو آپ کے قدیم شریفین کو بوسہ دیا اور صلوٰۃ و سلام آپ پر اس طرح سے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ والصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دونوں (اگر وہ) بیٹھے ہوئے معلوم ہوئے اور یہ معلوم ہو گا کہ تو حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی ہیں۔
(اصدق الروایۃ ص ۱۵۷ سطر ۱۲ دیکھو)

اشرف علی کا اپنے بچے اقرار حصول نبوت و رسالت
دیوبندیوں کا کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اشرف علی رسول اللہ پڑھنا متبع سنت ہونے

کی نشانی ہے

سوال مرید میں نے رسالہ حسن العزیز کو اٹھا کر اپنے سر کی جانب دیکھ لیا۔ اور سوچا، کچھ عرصے کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں، اسے میں دل میں خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی۔ کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیے۔ اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل میں تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جائے لیکن زبان سے بے ساختہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے حالانکہ مجھے اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار یہی کلمہ نکلتا تھا۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوئی، تو حضور کو اسے سامنے دیکھتا ہوں، اور بھی چند حضور کے پاس تھے اتنے میں میری یہ حالت ہوئی کہ کھڑا کھڑا جب اس کے کہ وقت طاری ہوئی زمین پر گر گیا، اور نہایت زور کے ساتھ چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی۔ اتنے میں زندہ خواب سے بیدار ہو گیا۔ لیکن بدن میں بہت سوز رہے حتیٰ کہ وہ اثر تا قاتی بدستور تھا۔ لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور ہی کا خیال تھا۔ لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا۔ تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے۔ اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جائے۔ باقی خیال زندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری گروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن میں پھر بھی یہ کہتا ہوں الحمد للہ صلی اللہ علیہ وسلم نا درندہ اور نا آشنا شرف علی حالانکہ اب بیدار

ہوں خواب نہیں۔ لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں، زبان اپنی قابو میں نہیں۔ اس روز درسیا ہی کو خیال دل
تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی، خواب دیا اور بھی بہت سے وجوہات ہیں، جو حضور کے ساتھ
باعث محبت ہیں، کہاں تک عرض کروں۔

اس واقعہ میں تسلی بھی، اگر جس کی طرف رجوع کرتے ہو وہ جو تعالیٰ متبع سنت
جواب اشرف علی ہے۔ ۲۲ شوال سنہ تیرہ سو پینس جری ۱۲۲۵ھ

(مندرجہ رسالہ امداد اشرف علی تھانوی بابت ماہ منفرستہ ۱۲۲۵ھ ص ۲۵ و غیرہ)

حادثہ اولیٰ اللہ الا اللہ! اشرف علی رسول اللہ اور درود اللہ صل علی سیدنا
ومبیننا و مولانا اشرف علی کے جواب میں اشرف علی کا اپنے مرید کو یہ تسلی دینا کہ جس کا تم کلمہ پڑھتے ہو
وہ اللہ کے فضل سے سنت کا لیدار ہے۔ اس سے اس کلمہ کو یہ براشرف علی کا راضی ہونا واضح ہے
پھر اس کا دن پیر ہی حال دل یعنی دن پیر ہی کلمہ کو پڑھنا اور غدر یہ کرتا ہے کہ اس کی زبان اس کے
قابو میں نہ تھی وہ تو چاہتا تھا کہ کلمہ دو پڑھے مگر زبان اس کا گناہ نہیں مانتی گونا زبان اس کے
منہ میں ایک علیحدہ ہی جے لٹام جانو تھی جو دن پیر اس کے قبضہ میں نہیں آتی اگر کسی مسلمان پر سے متعلق یہ
واقعہ ہوتا تو وہ اس کا جواب ہی دیتا کہ تجھ پر شیطان مسلط ہے کہ تو دن پیر کلمہ کو نبی رسول کستا رہا اور زبان
کی اختیار کی کا غدر چھوٹا ہے زبان کا دن پیر قابو میں نہ آنا دیکھا نہ سنا۔ تو کا فر مزید ہو گیا تو یہ کہ جسے سرے
سے کلمہ طیب پڑھ کر مسلمان بن۔ نبوی رکھتا ہو تو اس سے دوبارہ نکاح کر۔ بلکہ اگر میری واقعہ یوں ہوتا کہ کوئی
شخص تھانوی جی کو خواب میں کہنے کا پلاؤ اور سوئے کا بچہ کستا پھر بیداری میں ہوش کے ساتھ دن پھر اسی
شرح یکتا اور یہی مذکر کرتا کہ میں تو چاہتا تھا کہ آپ کو چھو لالہ اور محمد الملت کہوں مگر کیا کہوں کہ میری
زبان میرے اختیار میں نہ تھی۔ وہ میرا گناہ نہیں مانتی تھی وہ عظیم الامتجدہ الملتہ کے بدلے کہنے کا پلاؤ اور سوئے
کا بچہ کیستی رہی تو کبھی تھانوی جی اس کا یہ مذکر نہ سنتے۔ مگر دہان لو ان کی نوبت جی جاری تھی مدینہ طیبہ کی
رسالت متعلق ہو کہ تھا رہجوں کو آمد ہی تھی لہذا یہ جواب لکھا کہ اس واقعہ میں تسلی بھی کہ جس کی طرف تم رجوع
کرتے ہو وہ جو تعالیٰ متبع سنت ہے یہ ہے تھانوی جی کا درپردہ دعویٰ رسالت کہ اس واقعہ کو عیاں
کر شائع کیا جاتا ہے یعنی میرے جس مرید کو میرے متبع سنت ہونے کی طرف سے تسلی کرنا ہو وہ اسی طرح
میرے نام کا کلمہ دو پڑھنا کہ جسے مجھ کو نبی رسول کہا کرے والیعا نہ باللہ تعالیٰ
مرزا غلام احمد قادیانی کا بھی مذہب ہے کہ سنت کی پیروی سے ہر شخص نبی بن سکتا ہے۔ واضح
ہے کہ رسالہ امداد کا اصلی نسخہ واپسٹیڈ ہی میں حضرت مولانا سید عارف اللہ شاہ صاحب میرٹھی خطیب

میں مولوی اشرف علی صاحب کی نبوت کے ٹھوک پیداسور ہے میں یعنی دیوبندی مولوی اشرف علی صاحب کو نبی مانتے والے ہیں۔ اس خطرہ کو دور کر لیا جاوے۔ مگر تھانوی صاحب کو نبوت کا ایسا چکا ہے کہ اس نے اپنے اقرار رسالت و نبوت کی تردید سے بالکل انکار کر دیا۔

دیوبندی کہتے ہیں، کہ تھانوی صاحب نے "دعوائے نبوت" کا کئی دفعہ انکار کر دیا ہے تو چر آپ پر کیا جرم ہے کہ نبی صاحب کو نبی شخص دعوائے نبوت کی تردید کر دیتا ہے تو پھر وہ اپنی نبوت کا کیسے مقدمہ کر سکتا ہے۔

اسلامی جواب ہم کہتے ہیں۔ کہ مولوی اشرف علی صاحب کا دعوائے نبوت کی تردید کرنا اس کی صفائی کی کوئی دلیل نہیں ہو سکتی، دیکھو جو دھوکے صمدی کا دجال کتاب غلام احمد قادیانی بھی باوجود مدعی نبوت ہونے کے محض مسلمانوں کو دھوکہ دیتے کے لئے دعوائے نبوت سے انکار کرتا رہا تو کیا آپ مرزا کی اس فریب کاری کو مان کر مرزا غلام احمد کو بھی بری الذمہ قرار دے دو گے دیکھو غلام احمد لکھتا ہے:-

"میں میدان مولانا حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام و سلم نعم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب و کاذف جانتا ہوں۔ (استبصار کوثر ص ۱۸۵) پھر وہ لکھتا ہے:-

"میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔"

(اسمائی فیصد ص ۳۲)

حالانکہ مرزا کی صرف دھوکہ دی اور نری مکاری ہے کہ وہ جان بچانے کے لئے دورنگی چال چلتا ہے ورنہ وہ یقیناً مدعی نبوت کتاب ہے اور پھر تھانوی صاحب کے واقعہ کے جواب میں تھانوی صاحب کے الفاظ:-

جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو یعنی جس اشرف علی کو تم رسول اللہ سمجھتے ہو (وہ بعونہ تعالیٰ منبع سنت ہے بعین مرزا صاحب کے اس نظریے سے ملنے جلتے ہیں۔ کہ

"محدثیت کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے تو کیا اس سے دعوائے نبوت لازم آگیا۔"

(ازالہ اوہام ص ۱۳۳)

یعنی جس طرح تھانوی صاحب اتباع سنت کے پردے میں کھول لالہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح مرزا صاحب بھی اتباع سنت سے نبوت کو جائز بنانے جاتے اور محدثیت کے پردے میں اپنی نبوت کو جائز قرار دیتے ہیں۔ تو صاف معلوم ہوا کہ اس نظریہ میں مرزا

صاحب اور تھانوی صاحب بالکل ایک دوسرے کے روش بہ روش ہیں۔ حالانکہ اہل اسلام کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ کوئی غیر نبی دعوائے نبوت کا اظہار بھی کرے مگر وہ اپنے لیے رسول اللہ کے الفاظ کو جان کر سمجھ کر وہ یقیناً گمراہ ہے۔

کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ کے کفر یا اسلام ہونے کے متعلق
(دیوبندیوں کی سخت الجھن)

متقدمین دیوبندیوں کی تین پارٹیاں | اور جاگتے بھی تھانوی صاحب کو رسول اللہ اور نبی اللہ کہا اور جب اس سرید نے اس معاملہ کی تحریری خبر تھانوی صاحب کو دی۔ تو تھانوی صاحب نے اسے خوشی سے قبول کیا۔ اور قابل کو ہرگز نہ غلط کار بتایا۔ اور نہ اسے تنبیہ کی کہ وہ اس کفر سے توبہ کرے۔ بلکہ اس کلمہ کو یہ کہ اپنے متبع سنت ہونے کی نشانی بتایا اور اس کو تسلی دے دی کہ یہ تو آپ پر اور مجھ پر خدا کا بڑا فضل ہے کہ تم مجھے رسول اللہ اور نبی اللہ کہتے ہو۔ اور پھر عالم اسلام۔ بار بار اس اقرار نبوت سے رجوع کرنے کے مطالبات ہوئے مگر پھر بھی تھانوی صاحب اس کفر کی صحت پر اڑے رہے اور اسی حالت میں چلے گئے مگر تھانوی صاحب اپنے متقدمین دیوبندیوں کو سخت معصیت میں مبتلا کر گئے۔ اور جب عالم اسلام نے دیوبندیوں کو اس کلمہ سے بیزاری ظاہر کرنے کے مطالبات ظاہر کئے تو جس طرح مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوائے نبوت کے بعد مرزائیوں کی تین پارٹیاں بن گئی تھیں۔ ایک دہلوی دوسری لاہوری تیسری قادیانی۔

مرزا غلام احمد کے دعوائے نبوت کے بعد مرزائیوں کی تین پارٹیاں :

عل و دہلوی مرزائی | یہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور مولوی محمد حسین صاحب بٹانوی وغیرہ مقلد و تابعوں کی جماعت تھی جو بڑی مدت تک مرزائی رہے اور محمد حسین صاحب بٹانوی کا اجتہادی مرزائی رہنا اس کے ان الفاظ سے مکمل ظاہر ہے۔

مؤلف براہین احمدیہ (مرزا غلام احمد قادیانی) کے حالات و خیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں۔ ہمارے معاصرین سے ایسے کم نکلیں گے مؤلف صاحب ہمارے ہم وطن

ہی نہیں بلکہ اہل عمر میں جاری ہے کہ مکتب بھی رہے ہیں۔

(اشاعت السنۃ معتمد مولوی محمد حسین بٹاوی دہلی جلد ۱ ص ۱۷۷)
اور مولوی محمد حسین صاحب لکھتے ہیں۔

اب ہم اس پر اس پر ایمان احمدیہ پر اپنی رائے نہایت مختصراً اور بے مبالغہ الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں۔
ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں موجود حالات کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک
اسلام میں شائع نہیں ہوئی، اور آئندہ کی غیر نہیں لعل اللہ بعد اللہ امراء اور اس
(برہان احمدیہ) کا مؤلف مرزا غلام احمد قادیانی، سبھی اسلام کی مالی جاتی ظلی دنیائی، مالی و قالی نصرت
میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں کم پائی گئی ہے۔

(اشاعت السنۃ ۱۳۰۷ء، ص ۱۷۷)

اور پھر لطف یہ ہے کہ دیوبندیوں و ملاویوں کو بھی یہ تسلیم ہے کہ مولوی شاد اللہ و محمد حسین دہلی
ابتداء مرزا غلام احمد کے دشمن کے مکمل حامی تھے۔ چنانچہ مولوی محمد میاں صاحب دیوبندی ناظم اعلیٰ
جمیعت علمائے ہند مودودی دیوبندی پارٹی کا رد کرتا ہوا لکھتا ہے،

جاری انہوں نے دیکھا ہے کہ مرزا غلام احمد تجہاتی نے مذہب باطل کی تردید کے نام پر کتب میں
تقصیف کرنی اور تجارتی فوائد حاصل کرنے شروع کئے۔ مولوی شاد اللہ صاحب مرحوم امرتسری
اور مولوی محمد حسین صاحب بٹاوی مرحوم ان کے لئے دہتا اور بایاں باز دیتے۔

(دو ضروری مسئلے معتمد محمد میاں دیوبندی مطبوعہ دیوبند ص ۱۳۷)

تو معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو مرزا صاحب کی طرف مائل کرنے والی اور ابتداء مرزائیت کا سنگ
بنیاد رکھنے والی یہی شاد اللہ و محمد حسین کی دہلی پارٹی تھی۔ اور جب غلام احمد نے نبوت کے دعوے
شروع کر دیئے تو گو شاد اللہ و محمد حسین تو مرزا صاحب سے کنارہ کش ہو گئے اس پر گو کہ انہوں نے
دیا۔ مگر بہت سے دہلی مرزائیت سے واپس نہ ہوئے اور انہوں نے کہا۔ کہ یہی ہمارے پیشوا
شاد اللہ صاحب و غیرہ تو کل تک مرزا صاحب کے ثنا خواں اور اس کا دہتا اور بایاں باز و
تھے۔ اور آج اس کو یہی کارفرما رہے۔ یہ محض اپنے حلقے ماند سے بھال رکھنے کے لئے دو کاڈڑی
ہے یہ مولوی لوگ ویسے ہی لوگوں کو کافر بنا سکتے پھرتے ہیں جس طرح کہ سب سے اول دیوبندی
ہی مودودی صاحب کی جماعت اسلامی میں مشغول ہوئے اور اس کا سنگ بنیاد رکھا
مگر وہی دیوبندی آج مودودی صاحب کی جماعت اسلامی کو مرزائیت سے بھی بدتر بنا

رہے ہیں۔ اور خود دیوبندیوں پر کفر کے فتوے لگا رہے ہیں۔ مگر بہت سے دیوبندی یہ کہہ کر کہ یہ مولوی لوگ ویسے ہی کافر بناتے پھرتے ہیں۔ کل تک یہی ہمارے پیشوا دیوبندی مولوی حسین احمد منظور مستبلی وغیرہ صاحبان موردی صاحب کے ثنا خواں تھے۔ یہ صرف ان کی دوکانداری ہے۔ اس لئے بہت سے دیوبندی موردی ہو جانے کے بعد اب موردیت سے واپس ہوتا مگر گوارہ نہیں کہ رہے۔ کیونکہ خود کو وہ لاپرواہی اور اسی طرح ہی حبس کر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والے دیوبندی مولویوں کو کوئی شخص کافر کہتا ہے تو فوراً اپنی عادت کے مطابق دیوبندی دہائی کہہ دیتے ہیں۔ کہ یہ مولوی لوگ ویسے ہی اپنے حصے بحال رکھنے کے لئے لوگوں کو کافر بناتے پھرتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ یہ سبق کوئی نیا نہیں بلکہ دہائیوں کی یہ پرانی عادت ہے۔ کہ جس شخص کے ساتھ ان دیوبندیوں کا ایک دفعہ اعتقادی رشتہ مضبوط ہو جائے پھر وہ کچھ بھی لکھ دے، اور خواہ اسے خود ان دیوبندیوں دہائیوں کے پیشوا ہی کافر کہیں نہ کہیں۔ مگر یہ لوگ اپنے مقتدا کے کفر پر تم کے پر دے ڈال کر اور کافر کو کفر کے ذمے حق کو گھٹا کر کو پیٹ پرست اور علوہ خور بنا کر قطعاً اپنے پیشوا سے تیار ہونے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ یہ تو مرزائی دہائی وہ جماعت تھی کہ جن کے بعض افراد نے انصاف سے کام لے کر مرزا غلام احمد پر کفر کا فتویٰ لگانے سے گریز نہیں کیا۔

(۲) لاچھوری۔ مولوی محمد علی کی پارٹی ہے۔ یہ لوگ مرزا صاحب کے مقتقد تو رہے مگر انہوں نے اسے محدث اور مجدد تسلیم کیا ہے۔ اور مرزا صاحب کے کفریات اور دعوائے نبوت وغیرہ پر تم قدم کے پر دے ڈال کر اور اس کے کفریات و دعوائے نبوت کی تاویلیں بنا کر لوگوں کو گمراہ کرتے رہے۔

(۳) قادیانی۔ یہ مرزا بشیر الدین و نور الدین وغیرہ کی پارٹی ہے۔ یہ لوگ مراۃ مرزا کو نبی مانتے ہیں۔ اور اس کے دعوائے نبوت کو مرکز کونین سمجھتے اسی طرح اشرف علی تھانوی کے اقرار نبوت و رسالت کے بعد اس کے معتقدین دیوبندیوں کی تین پارٹیاں ہو چکی ہیں۔

۱۔ ایک وہ جنہوں نے کفر کا فتویٰ لگا دیا تھا۔

۲۔ دوسری وہ کہ جنہوں نے تم قدم کی تاویلیں کر کے اشرف علی رسول اللہ ہونے کی حمایت کی۔

۳۔ تیسری وہ کہ جو بین بین رہے۔

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے اقرار رسالت و نبوت کے بعد

(دیوبندیوں کی تین پارٹیاں)

۱۔ کفر کا قوی لگانے والی دیوبندی پارٹی | علی صاحب اور اس کے مرید کے

والہ الامام اشرف علی رسول اللہ اور اہل علم صلی علیہ وسلم نے اشرف علی کے غیر اسلامی نظریہ سے جب جان چھڑا
کا کوئی چارہ نہ دیکھا تو دیوبندیوں کے امام مولوی خلیل احمد صاحب آبدھوی وغیرہ کو مجبوراً بہ لکھنا
پڑا کہ :

البتہ بیداری کے بعد جو یہ کتاب ہے اللہ صلی علیہ وسلم نے سیدنا و مولانا زید را شرف
علیؑ جو امر دوم ہے، یہ کلمہ کفر کا ایسی حالت میں کتاب ہے، جو حالت معذوری میں نہیں لیکن وہ
یہ کتاب ہے کہ میں نے اختیار ہوں۔ مجبور ہوں، زبان اپنے قابض نہیں..... لیکن
باقیاد خاطر جب اس کے عذر میں منظور کی جاتی ہے تو اس کا یہ نذر اعذار شرعیہ میں
سے نہیں معلوم ہوتا، جن کو فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے عذر معتبر فرمایا ہے.....
وہ جب یہ جانتا تھا کہ میں نے اختیار ہوں۔ اور مجبور ہوں اور میں تکلم نہیں کر سکتا
تو تکلم بکلمتہ الکفر سے سکوت کرتا، لہذا ایسی حالت میں اس کلمہ کے تکلم کا یہ حکم ہو گا
کہ اس کو اس میں شرعاً معذور نہ سمجھا جائے گا۔ الی قولہ دوسری جہت ظاہراً اطلاق
کلمہ الکفر کی ہے جس پر اس کو مامور بتجید یہ الایمان انگکا دیکھا جاتا ہے۔ الہ کتبہ
خلیل احمد سہارنپوری۔ (ترجیمہ الامام اشرف علی صاحب دہلوی)

۲۔ بین بین چلنے والی دیوبندی پارٹی | اس پارٹی نے اشرف علی سے اعتقاد تو نہ

صاحب اور اس کے کلمہ رسالت پڑھنے والے مرید کو اسلام اور کفر کے درمیان بھینسا کر
انہوں نے یہ فیصلہ لکھا۔

پھر اس جواب کے واقعہ کی حکایت ایک ایسے واقعہ کی حکایت ہے کہ وہ کفر نہیں تھا،
الکفریہ الفاظ کفریہ ہیں (معاذ اللہ) (ترجیمہ الامام تھانوی ص ۱۷۷)

عہد تھانوی صاحب کے کلمہ پر ایمان لا کر اس کی حمایت کرنے

ولے متقدمین دیوبندی

ان لوگوں نے کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ اور درود اللہ علی نبینا اشرف علی پڑنے والے اور اس کو بخوشی تسلیم کرنے والے تھانوی صاحب کی حمایت میں پورا پورا زور دے دیا اور بیب و غریب چالیس اختیار کیں، اس پر پڑنے کے نظریات کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں جو کہ تھانوی صاحب کی کتاب ترجیح الراجح میں بصورت سوال و جواب یاں الفاظ تحریر ہیں۔

سوال۔ علمائے دین متین و متقیان شرع میں اس صورت میں کیسے اقدام فرماتے ہیں۔

گزیدہ نے بحالت خواب کلمہ طیب میں بجا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مولوی اشرف علی صاحب کا نام لیا اور بحالت بیداری اسی طرح درود شریف میں جس کے الفاظ میں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا و نبینا تک شامل ہیں اسی الفاظ (مولوی اشرف علی صاحب کا نام پڑھا اور پھر مولوی صاحب کو یہ واقعہ بکھجھا، ان مولوی صاحب (اشرف علی) نے اس پر زید کو کوئی تبیہ نہیں کی اور نہ اس خیال کے بدلنے کی کوئی صورت بتائی۔ تو کیا زید اور مولوی (اشرف علی) جب تک ان کلمات سے گریز نہ کریں ان کو مسلمان سمجھنا یا ان کے پیچھے نماز پڑھنا یا ان مولوی اشرف علی صاحب کو پیسہ بنانا جائز ہے یا نہیں ہے۔ (ترجیح صفحہ ۳۱)

الجواب۔ اس حالت میں موافق کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در دایات کتب معتبرہ اس شخص پر حکم کفر کا نہیں ہے۔ (ترجیح صفحہ ۳۲)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر فرض محبت کی وجہ سے بے اختیار طور پر کوئی امر

صادر ہو جائے وہ قابل مؤافدہ نہیں۔ (ترجیح صفحہ ۳۳)

اس کے کسی لفظ سے بھی یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اس کے عقیدہ میں کوئی قتل ہے بلکہ اس کے بیان سے اس کا کمال خوش عقیدہ ہونا اور اپنی غلطی غیر اختیار

پر بھی سخت خوش اور نام و نوا ظاہر ہوتا ہے۔ الخ (ترجیح ص ۲۸)
 ان مولوی اشرف علی صاحب نے بوجہ معذوری کے اس کو ملامت اور تنبیہ
 دی کہ تو موجب ملامت و اعتراض نہیں (ترجیح ص ۳۹)
 فوطیہ نے آپ کے نزدیک آخر نبوت کا جبکہ بھی تو کوئی معذوری نہ تھی۔
 حالانکہ میڈاری کی حالت کا اعتبار تو خود دیوبندیوں کو بھی تسلیم ہے۔ خود اشرف علی
 لکھتا ہے۔

اعتبار میڈاری کی حالت کا ہے۔ الخ (افاضات الیومیدہ نقلاوی ج ۱، ص ۱۳۳) (مؤلف)
 مولانا اشرف علی نے اس واقعہ و اقرار نبوت و رسالت میں مدافعت سے
 کام نہیں لیا، بلکہ وہ صاحب واقعہ کو معذور سمجھتے تھے اور اسی بنا پر انہوں نے اس
 واقعہ پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ لہذا وہ معذور نہیں، ان پر ملامت نہیں کی جا سکتی

(ترجیح ص ۵۵ غلط نقل و نقل)

فوطیہ نے دیوبندیوں نے اپنے پیر کے کفر پر پردہ ڈال کر اس کی رسالت و نبوت
 کو بحال رکھنے کے لئے معذوری اور بے اختیار کو ایک کامیاب بہانہ بنایا ہے اور یہی
 دیوبندی مولوی صاحبان اگر کسی مسلمان کو کسی بزرگ کی عزت ٹکرتے ہوئے دیکھیں تو بلا
 دریغ بدعت و شرک اور کفر کے فتوے بڑھ دیتے ہیں۔ مگر اس معاملہ میں دیکھ لیجئے کہ باوجود
 مولوی اشرف علی کو رسول اللہ و نبی اللہ کہنے کے اس کو خوش عقیدہ اور محبت کا پرستار بنا کر
 اس کی تائید کی جا رہی ہے واضح رہے ان دیوبندیوں نے اس کلمہ پڑھنے والے کو بچانے
 کے لئے اصول بزدلی کی عبادت کا کہ ان السکران اذا تکلم بکلمۃ الکفر لعدیمین منہ
 امر استہ استجھانا، الخ۔ کو کافی استعمال کیا ہے۔ اور اسی طرح فقہار کی وہ عبارتیں
 جن میں محملی اور دیگرہ کو معذور سمجھا گیا ہے۔ ان عبارتوں سے نا جائز فائدہ اٹھانے کی از حد
 کوشش کی ہے۔ مگر کیا دیوبندی بنا سکتے ہیں۔ کہ بقول دیوبندیہ وہ کلمہ پڑھنے والا تو معذور تھا
 مگر نقلاوی صاحب کو کون سی معذوری و مجبوری تھی۔ اور نقلاوی صاحب نے کون سا کلمہ
 پیا جو ایتھا۔ کہ سکر میں اس کے کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ پر اس کو کسلی دے کر اس
 کلمہ کو اپنے متبع صفت ہونے کی نشانی بنایا، کیا دیوبندیوں کے پاس اس کا کوئی جواب ہے
 اور پھر طعن یہ کہ اس کلمہ کے جواز پر زور دینے والے یہی دیوبندی صاحبان اقرار کر گئے

کے ۱۔

یہ خواب اس کا بیچک شیطانی اثر اور خیال تھا اور بیداری میں بھی جو کچھ اس کی زبان سے نکلا وہ بھی شیطانی اثر تھا۔ لیکن چونکہ ملا فقہار ہوا اس لئے اس پر مؤاخذہ نہیں اور نہ ان مولوی (اشرف علی) پر ترک ملامت معذور کی وجہ سے کچھ مؤاخذہ ہے۔

(مکتبہ نذرانہ رحمان منشی مدرسو دیوبند ترمذی راجہ صاحب)

اب دیوبندی حضرات بتائیں کہ جب اس مرید شیطانی اثر تھا اس نے اشرف علی رسول اللہ پڑھا تو کیا تھا نوی صاحب پر شیطانی اثر نہ تھا کہ اس کو تسلی دے دی؟ اور دیوبندیہ کا یہ دھوکہ کہ تھا نوی نے اس کو ملامت بوجہ اس کے معذور ہونے کے نہیں کی۔ یہ تو تب قبول ہوتا کہ تھا نوی اس فکر کی صحت کی تصدیق نہ کرتا۔ جب وہ اس کو متبع سنت ہونے کی نشانی بنا رہا ہے تو اب مندرجہ کی کیا صورت؟ مسلمان غور فرمادیں کہ دیوبندیوں کے فتنے اور ایمان داری کا اثبات سال سے کہ ان کفر بازوں نے دنیا سے اسلام کو معمولی معمولی باتوں پر بدعتی اور مشرک بنایا۔ مگر اپنے کلمہ چڑھانے سے بھی گریز نہ کیا، مسلمان جو جائز کام بھی کریں وہ کفر مشرک و بدعت سمجھتے اور دیوبندی اشرف علی رسول اللہ پڑھیں تو نہ بدعت و شرک نہ کفر بلکہ معذور ہی معذور ہے۔

(خامعتبر دایا اولی الا بصار)

اس زمانے کے متاخرین دیوبندیوں کا کلمہ اشرف علی رسول اللہ کے

(صحیح ہونے پر مکمل ایمان)

سب دیوبندیوں کے مشرک سا فرقہ دیوبندیہ کے معتبر مولوی دیوبندی دہلی

پارٹی کے بنیادی مفسر اقرآن مولوی غلام خان دیوبندی راولپنڈی کا وضاحتی اقرار کسی شخص نے مولوی غلام خاں سے اسی کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ کے بارے میں سوال کیا۔ اور اس کا مولوی غلام خاں نے جواب دیا ہے وہ سوال اور جواب تاخرین کرام کی خدمت میں منظر نقل کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

(کریم بخش جالندھری کا سوال)

سوال

۷۸۶

محفوظ گرامی حضرت مولانا فرید محمد
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ! راج عالی! خیریت موجود مطلوب، ایک سخت انجمن درپیش
 سے اور ایسی مشکل کے وقت آپ جیسے علمائے ربانی ہی ہماری امداد نہ فرمائیں تو پھر ہماری فریاد
 رسمی کون کر سکتا ہے۔ عرض ہے کہ پرسوں ایک شخص رجم یاد خان کے رہنے والے میرے پاس
 آئے وہ بریلوی تھے انہوں نے حضرات علمائے دیوبند پر تعین و تشبیہ کیا اور ان کے پاس ایک
 رسالہ بہت ہی پرانا تھا۔ جو کہ ۱۳۲۴ھ کا طبع شدہ تھا انہوں نے اس کے صفحہ ۳۵ سے
 مجھے یہ عبارت دکھائی۔ کہ حضرت مولانا عتقاوی صاحب قبلہ کا ایک مرید اپنا ایک خواب
 بیان کرتا ہے اور مولانا عتقاوی صاحب اسکی مندرجہ ذیل تعبیر فرماتے ہیں اس طویل تصد
 کا ضروری حصہ یہ ہے۔

سوال

مرید اور رسالہ حسن العزیز کو اٹھا کر اپنے سر کی جانب رکھ لیا اور سو گیا
 کچھ عرصے کے بعد خواب دیکھتا ہوں۔ کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ پڑھتا ہوں
 لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا عتقاوی صاحب کا نام لیتا ہوں، اتنے میں دل کے اندر
 خیال پیدا ہوا۔ کہ تجھ سے غلطی ہوئی، کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیے اس
 خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں، دل پر توبہ سے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان
 سے بے ساختہ بجائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام اشرف علی نکل جاتا ہے حالانکہ
 مجھ کو اس بات کا علم ہے۔ کہ اس طرح درست نہیں، لیکن بے اختیار زبان سے یہی
 نکلتا ہے۔ اور میں بار بھی سمودت ہوئی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند
 اشخاص حضور کے پاس ہیں، لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہو گئی کہ کھڑا کھڑا وجود اس
 کے کہ وقت طاری ہو گئی زمین پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ چیخ ماری اور مجھ کو معلوم
 ہے کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا، لیکن
 بدن میں بدستور بے حس تھی۔ اور وہ اٹھنا طبعی بدستور تھا۔ لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال
 آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا، کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے اس واسطے کہ کوئی

یہی غلطی نہ ہو جائے یاں خیال بندہ میٹھ گیا۔ اور پھر دوسری کمرٹ لیٹ کر کنگھڑا لیتے
کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ پر دو دشر لے کر پڑھتا ہوں لیکن پھر یہ کتابوں اللہ ہم
صل علی سیدنا ونبینا و مولانا اشرقت علی۔ حالانکہ عید ملی ہے۔ خواب نہیں
لیکن بے اختیار ہوں، مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں آسکتی روزیایا ہی کچھ خیال
رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب رویا۔ اور عربی بہت سے وجودات
ہیں۔ جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں۔

جواب تھانوی صاحب | سو وہ بعونہ تعالیٰ منت ہے ۔

(۲۳ شوال ۱۳۲۵ هجری)

اب یہ گزارش ہے کہ یہ جواب واقعی محتوی صاحب نے دیا تھا یا کہ نہیں اگر انہوں نے یہ جواب نہیں دیا تھا اور یہ رسالہ الامداد حضرت محتوی صاحب کا ہے ہی نہیں ، تو پھر ہمیں اس کی صفائی کی ضرورت ہی نہیں۔ بلکہ کہہ سکتے کہ رسالہ اور یہ عبارت کسی مفرد آدمی کی ہے۔ ہمارے حضرت محتوی صاحب کی نہیں۔ اور اگر یہ رسالہ محتوی صاحب کا ہے تو پھر اس کا کوئی نہ کوئی جواب تجویز کر لیا جاتا دے کیونکہ ہندہ محتوی صاحب کے مسئلے میں مرید ہے اور لوگوں کو محتوی صاحب پر اعتراض کرتے دیکھ کر کوئی نہ کوئی جواب ضرور دینا پڑتا ہے۔ آپ تجربہ کار ہیں، اگر یہ عبارت فی الواقع سے کوئی دفعہ آپ کو اس سے واسطہ پڑا ہوگا۔ بہر حال مطلع فرمادیں۔ کہ یہ عبارت محتوی صاحب کی ہے یا نہیں۔ (مضمون کا غلام کہ بخش عفا عنہ جائزہ دے، بلکہ چون مسلم)

دیوبندیوں کے شیخ اتکفیر مولوی غلام حاکم صاحب دہلی کا جوابی بیان

الجواب ہے کہ حوت منولہ عیناً میں اس کا عقدہ درست ہے اور اس کا خود بھی بار بار قرار کرتا ہے لیکن بلا ارادہ زبان سے کلمہ میں حضرت مولانا تھانوی مرحوم کا نام بوجہ تعلق کے نکل رہا ہے۔ اس کے بعد حضرت تھانوی صاحب نے خود فرمایا کہ اس سے مراد صرف یہ کہ میرے مرشد شیخ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میں جب تعبیر

ہی صحیح ہے اور قائل کا عقیدہ بھی درست ہے اور اعلان کردہ اسے تو اس پر کوئی حکم مانہ نہیں ہو سکتا۔ (لا شئی غلام اللہ خاں، ماوالینڈی ۲۰ جون ۱۹۵۷ء)
(اصل فتوے بندہ کے پاس محفوظ ہے)
نوٹ ۱۔ مولوی غلام خان صاحب کی اس تحریر سے مندرجہ ذیل امور بخوبی واضح ہو گئے۔

۱، یہ واقعی مولوی اشرف علی صاحب کے مرید نے خواب اور پھر میداری میں لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ اور پھر میداری میں۔ اللہ صل علی مسیحا و آئینہ اشرف علی پڑھا تھا۔

۲، یہ کہ واقعی مولوی اشرف صاحب نے اس کلمہ اور اس درود میں اپنی رسالت و نبوت کا اقرار سن کر اس نے اپنے مرید کو قسلی دی تھی اور یہ تعبیر کی تھی کہ تیرے مرشد متبع پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۳، یہ کہ اگر کسی شخص کا عقیدہ درست ہو تو اگر وہ دیوبندی یا حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کسی اپنے دیوبندی پر کو رسول اللہ و نبی اللہ کے تو بوجہ تعلق کے اس فعل کو درست تصور کر کے اس قائل پر کوئی حکم نہیں لگایا جائے گا۔

۴، یہ کہ مولوی اشرف صاحب نے جو تعبیر کی تھی وہ بالکل درست ہے کہ جو نبیوں میں اشرف علی پورا متبع سنت ہوں اسنے مجھے رسول اللہ و نبی اللہ کے ہیں کوئی حق نہیں۔

اب ناظرین انصاف فرمادیں کہ یہی مولوی غلام خاں صاحب وہ دیوبندیوں کے مفتی ہیں کہ جن کی کتاب جو ابراہیم قرآن میں صاف حکم لگا دیا گیا، کہ کوئی مسلمان کسی ولی کی تہذیب سے تو اگر اس کا عقیدہ درست ہو۔ پھر بھی وہ پکا مشرک ہے اور جو کوئی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عطائی علم غیب مانے اور آپ کو حافظ و ناظر جانے اور کسی مخلوق کے لئے کوئی خدا کا دیا ہو اشرف مانے وغیرہ تو اگر اس کا عقیدہ درست بھی ہو مگر پھر بھی وہ پکا مشرک کا فرموجاتا ہے اور تو غیر دیوبندیوں یعنی مسلمانوں پر غلام خاں صاحب وغیرہ دیوبندیوں کی یہ کفر بازیاں اور ادھر لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ پڑھنے والے کا عقیدہ بھی درست ہے اور اس پر کوئی حکم بھی نہیں، اور متناوی صاحب کا اس کو قسلی دینا بھی عین ایمان ہے اور اپنے رسالت کا اقرار

بھی ہر طرح درست ہے، دیوبندی مولویوں کے تقویٰ و دیانت اور مقیاناہ عدل و انصاف کا یہ ایک شے انفرادے قوت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین دیوبندیوں کے گھر کا ہے۔ جیسے چاہیں کافر و بدعتی مشرک بتائیں اور جسے چاہیں باوجود کفر کے صحیح مسلمان اور پکا پیر و مرشد بتائیں۔

دیوبندیوں نے اپنے گناہوں کی سنگین گتھی کو۔
اگر ہونچکے ہیں تم سے پہلے فتنہ کر لاؤ گوں۔

دیوبندیوں کے زندہ مولوی احمد علی لاہوری کی تصدیق کہ واقعی لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ وغیرہ کا واقعہ سچا تھا اور اس کلمہ میں کوئی عرج نہیں ہے

وہی سائن کریم بخش جالندھری وہ سوال جو اس نے غلام خان کو ارسال کیا تھا حرف بحرف اس کی نقل مولوی احمد علی لاہوری کو بھیج کر اس سے بھی اس واقعہ سے پہلے یا پھوٹے ہوئے کے متعلق پوچھتا ہے اور مولوی احمد علی لاہوری آٹ شیر نوالہ سے دریافت کرتا ہے کہ واقعی تھانوی صاحب کئے مرید نے لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ پڑھا تھا یا اور تھانوی صاحب نے اس کلمہ پر راضی ہو کر اس کو تسلی دی تھی تو اس کے جواب میں مولوی احمد علی صاحب بولتے ہیں:-

اسلام علیکم درمہ اللہ اعرف یہ ہے کہ کسی کا خواب جنت نہیں سوتا میں نے بھی یہ بات سنی ہوئی ہے عرض یہ ہے کہ مولانا نے یہ اچھی تعبیر کی ہے کہ تم جن شخص کے متبع ہو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع ہے۔ اس میں سراسر عا کوئی عرج نہیں ہے، مولانا نے یہ بخوبی فرمایا کہ میں نبی ہوں۔ (احمد علی عینی ص ۵۷۷)

نوٹ: ۱۔ سوال مسد بجانب مولوی احمد علی صاحب حرف بحرف وہی ہے جو غلام خان کی طرف بھیجا گیا ہے لہذا یہاں دوبارہ نقل کرنے کی ضرورت نہ سمجھی گئی (ابتداء کے پاس اصل تحریر محفوظ ہے)

مولوی احمد علی صاحب کے ان الفاظ نے کہ "اس میں کوئی حرج نہیں" نے تو اور بھی صاف فیصلہ کر دیا کہ دیوبندی واقعی مولوی اشرف علی صاحب کو رسول اللہ سمجھتے ہیں اور اور یہ راز بھی فاش ہو گیا کہ دیوبندی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی نہیں مانتے بلکہ ان کا رسول مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ہے اور وہ اسی کو رسول اللہ سمجھتے ہیں۔ اور جس طرح مرزا قادیانی کی تھوٹی نبوت پر مرزائیوں کا ایمان ہے اسی طرح تھانوی کی تھوٹی رسالت پر دیوبندیوں کا مکمل ایمان ہے۔

مولوی احمد علی نے یہ کہہ کر کہ خواب حجت نہیں ہوتا۔ تھانوی سے اعتراض اٹھانے کی کوشش تو کر لی۔ مگر واقعہ بیداری میں جو اس کے مرید نے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہ لیا تو کر لی۔ مگر واقعہ بیداری میں جو اس کے مرید نے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہ لیا تو کر لی۔ مگر واقعہ بیداری میں جو اس کے مرید نے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہ لیا تو کر لی۔ مگر واقعہ بیداری میں جو اس کے مرید نے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہ لیا تو کر لی۔

کلمہ طیب
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ
کلمہ خبیثہ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْرَفُ عَلٰی رَسُولِ اللَّهِ

دیوبندیوں کا ایک اور نبی

مولوی احمد علی لاہوری کا دعوائے نبوت

دیوبندیوں کا شیخ القسیر مولوی احمد علی آف شیرانوالہ دروازہ لاہور کہتا ہے کہ

مرزا غلام احمد قادیانی اصل میں قرہی ہی تھے لیکن میں نے ان کی نبوت کثید کر لی اور یہ نبوت اب مجھے وحی کی شفقتوں سے نواز رہی ہے۔

(ماہنامہ ترقی دیوبند جنوری ۱۹۵۷ء)

نوٹ: بناظرین غور فرمائیں کہ یہ حوالہ خود مولوی شبیر احمد عثمانی کے خلیفہ الرشید مولوی عامر عثمانی نے اپنے رسالہ ترقی دیوبند میں دیا ہے۔ جس میں ایک تو مولوی احمد علی نے مرزا کو سچا نبی مانا اور خود بھی نبوت کا دعویٰ کیا۔ (اللہ کی پناہ)



باب دوازدهم

باب ۱۲ دوازدهم

دیوبندی اپنے کو مسلمانوں سے ایک الگ فرقہ سمجھتے ہیں

کیونکہ وہ

دیوبندیہ مورتوں کا نکاح بغیر دیوبندی مسلمانوں سے ناجائز کہتے ہیں

۱۔ دیوبندی مذہب کے امام رشید احمد گنگوہی کا وضاحتی بیان

سوال :- اگر کوئی شخص (..... قیروں پر چھا رہا ہو۔ اور مدبرزگوں سے مانگتا ہو۔ یا بدعتی مثال جازوس و سولم وغیرہ ہو۔ اور یہ جانتا ہو کہ یہ افعال اسچھ میں تو ایسے شخص سے عقد نکاح جائز ہے۔ یا نہیں جو کہ نہ یہود نہ نصاریٰ سے جائز ہے تو ان سے کیوں ناجائز؟ ۱۔

الجواب :- جو شخص ایسے افعال کرتا ہے وہ قطعاً فاسق ہے اور احتمال رکھتا ہے۔ ایسے سے نکاح کرنا دھرم سلسلہ کا اس واسطے ناجائز ہے کہ فاسق سے رابطہ ضبط کرنا حرام ہے۔ ۱۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۱۱ مسئلہ ۳۰۸)

۲۔ دیوبندی فرقہ کے ایک زندہ مولوی جالندھری ملتان کا تازہ فتوے

سوال :- ہمارے رشتہ داروں میں ایک شخص نے میری نسل کا اپنے لڑکے کے لیے رشتہ طلب کیا ہے، مگر اس کا لڑکا دیوبندی عقائد کو نہیں مانتا اور رسول پر جانبداری اور مسیح سیرے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حقارت اور ہمارے روئے پر کلمی نہیں رکھتا۔ اور بغیر دیوبندیوں کا گرویدہ ہے۔ میری بھئی اس کو رشتہ دینے کو نہیں ہے۔ مگر والد صاحب کہتے ہیں کہ شرعاً کوئی حرج نہیں نکاح ہو سکتا ہے۔ میں نے والد صاحب قبلہ کو فتاویٰ رشیدیہ بھی دکھایا جس کی جلد دوم ص ۱۱۲ پر صاف لکھا ہے کہ بغیر دیوبندی سے نکاح و رابطہ حرام ہے۔ والد صاحب کو کچھ اطمینان تو ہو گیا مگر مزید اطمینان کے لیے انہوں نے آپ سے فتوے لینے کے لیے کہا ہے۔ زیادہ گزارش ہے کہ رشتہ دینے کا مسئلہ نازک ہوتا ہے اور ہر لڑکی کی جان چھڑانی مشکل ہو جاتی ہے حضور ارشاد فرمادیں گی کیا مسیح دیوبندی عقیدہ کی

نورانی کا کراچ طرف دیوبندی شخص سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب :- محض سزا۔ بعد سلام مسنون الیک جس ارکے کے رشتے کے متعلق تو یہ بات کی گئی ہے وہ بریلوی عقائد کا معلوم ہوتا ہے، اکثر بریلویوں کے عقیدے آن کل ایمان کی حدود سے نکل چکے ہیں۔ جیسے علم غیب کی کارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قابل ہونا، حضور صلعم کو حاضر و ناظر افتخار دکرنا، انفر اللہ سے مدد مانگنا وغیرہ وغیرہ، ایسے غلط عقائد اس شخص سے صحیح العقیدہ نورانی صاحب کا کراچ کرنا جائز نہیں، دیوبندی بزرگوں سے اختلاف رکھتے والے کچھ لوگ صحیح العقیدہ بھی ہیں۔ اُن سے مناسکت جائز ہے۔ اس لیے کلیہ طور پر پوچھا صحیح نہیں، ہر شخص کے مفصل عقائد کو دیکھ کر حکم مسترد کر دیا نہ کرنا چاہیے۔ فقط

(احقر محمد رضا اللہ عنہ، مہتمم مدرسہ دارالترتیبین ایمان، ۲۷ شوال ۱۴۰۳ھ)

نوٹ :- یہ فتویٰ قلمی بند کے پاس محفوظ ہے اس سے صاف معلوم ہو اگر اعدیوں کی طرح دیوبندی بھی اپنے کوسلمانوں سے ایک الگ فرقہ سمجھتے ہیں، دیوبندیوں کی عادت ہے کہ وہ ایسے ناپاک خوسے دے کر چند دلائل کے بعد منکر ہو جایا کرتے ہیں، جیسے کہ گنڈوپی کے خوسے کذیب باری تعالیٰ کے متعلق ظاہر ہے۔ ہم بریلوی صاحب کا یہ فتویٰ ان کی زندگی میں ہی چھپوا رہے ہیں۔ اگر ان میں بہت ہو تو ذرا انکار کر کے دیکھیں لیکن سنی علماء غلط فتویٰ خود نہاتے ہیں۔ یا کہ دیوبندیوں کے فتویٰ کو ہی نظر کر لیتے ہیں۔

دیوبندیوں کا کلمہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْرَفَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ

دیوبندیوں کا درود

اللهم صل على سيدنا ونبينا ومولانا اشرف على

دیوبندیوں کے امام اشرف علی کچھ عرصے کے بعد خراب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ایک مرید کا واقعہ

جیسے یہ عقیدین دہا بیدر و افراط و تفریط کر رہے ہیں، دیوبندی نہیں مگر دیوبندی اُن کو صحیح العقیدہ کہتے اور انہیں رشتے دیتے ہیں۔ (دیکھو فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۱۸۱، امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۲۵۵) (مؤلف)

دل کے اندر خیال پیدا ہو اگر کچھ سے غلطی ہوئی مگر شریعت کے پرستے ہیں اس کو صحیح پڑھنا چاہیے۔ اس خیال سے دوبارہ مگر شریعت پڑھنا ہوں، دل پر توبہ سے کہ صحیح پڑھا تھا دسے لیکن زبان سے بے ساختہ بولے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا شرف علی منکل جانا ہے۔ الہام
پھر دوسری کرموت لیٹ کر مگر شریعت کی غلطی کے تذکرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریعت پڑھنا
ہوں، لیکن پھر بھی یہ کتا ہوں۔ اللہ صلی علی سیدنا ونبینا وعلیہ وسلم لا فاشرف علی۔ حالانکہ
اب بیدار ہوں۔ الہام۔

اس واقعہ کے جواب میں اشرف علی کا بیان

جواب :- اس واقعہ میں تسلی ہو کہ جس کی طرف
وجہ کرتے ہو وہ جو نہ تعالیٰ مستحب معصیت ہے۔

(۲۳ ہر شوال ۱۳۳۵ھ) (الامداد بابت صفر ۱۳۳۶ھ)

مشورہ :- دیوبندی مذہب کے مسلم امام اشرف علی نے اپنا کلمہ پڑھنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
اپنے تیسرے جلے کو اتباع سنت کی نشانی بتایا۔ اسی طرح ہی مرزا غلام احمد قادیانی نے اتباع سنت سے
نبوت کی چادر پھنسائے جلے کا دھجے کیا تھا۔ اہل دل مسلمان خود فیصلہ کر لیں کہ ان ہر دو مذاہب کے درمیان
کون سا فرق ہے جو جب دوائے رسالت و نبوت اتباع سنت کے پردے میں بھی کسی شخص کو اسلام سے خارج کرتا ہے
اور یقیناً کرتا ہے تو جتنا ہی اور قادیانی ایک ہی میدان کے کھلاڑی ہوئے۔ کسی کی دوکان گرم ہوئی اور کسی کی
تختا پوری نہ ہو سکی۔ اس کلمہ پر تمام دیوبندیوں کا ایمان ہے۔ تفصیل کے لیے اسی کتاب کی بحث دیوبندیوں کے
دعویٰ (ملاحظہ ہو)۔

باب سیزدهم

کو معلوم ہے۔ شاید اس کے ذہن میں کوئی وجہ لید ہو۔

(ان صفات الیہیہ تھانوی حصہ ۱، صفحہ ۳۱۳)

خوشے جو لوگ مرزا قادیانی کے کفریات کو کھڑی نہیں سمجھتے۔ بلکہ اس کی تاویلیں کرتے ہیں اور وہ جو مرزا سے خوش تھا ہونے کی وجہ سے اس سے ایسی باتیں سرزد ہونا تسلیم ہی نہیں کرتے جیسے کہ سب دن مرزا نے تو ایسے لوگ تو تھانوی کے نزدیک بکے مسلمان ہیں اور جو اس کے کفر کو کھڑی نہیں مگر پھر اس کی کافر نہیں کہیں، تھانوی صاحب کے نزدیک وہ بھی دیانہ کافر نہیں۔ اب دیوبندی مذہب کے ایک اور مفتی صاحب چاند پوری کا فتویٰ ملاحظہ کیجئے۔

اب علمائے اسلام پر مرزا صاحب اور مرزا بیوں کو کفر و فرزند گناہ فرض ہو گیا۔ اگر مرزا صاحب اور مرزا بیوں کو کافر نہ کہیں، چاہے وہ لاہوری ہو یا قادیانی وغیرہ تو خود کافر ہو جائیں گے۔ کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

(ارشاد العذاب۔ مرتبہ سن چاند پوری ص ۱۵۱)

تو اب تھانوی صاحب کا کلمہ حشر ہوا، کیونکہ وہ بھی مرزا صاحب اور مرزا بیوں کو کافر نہ کہنے والے ایک طبیب کے بارے میں تو بالکل بنی مٹھن ہیں اور دوسرے طبیب کو بھی دیانہ کافر نہیں کہتے اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

کوئی شخص اگر مرزا صاحب کے کفر پر مطلع ہو کر بھی تاویل کرے اور مرزا کو کافر نہ کہے تو کوئی حرج نہیں

سوال ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے جوئے محبت اور مہذبیت سے واقف ہو کر بھی اگر کوئی شخص مرزا کو مسلمان نہ سمجھتا ہے تو کیا وہ شخص مسلمان کہلا سکتا ہے؟

الجواب۔ مرزا قادیانی کے عقاید و خیالات، باطلہ اس حد تک پہنچے ہوئے ہیں کہ ان سے واقف ہو کر کوئی شخص مرزا کو مسلمان نہیں کہہ سکتا، البتہ اس کو علم اس کے عقاید باطلہ کا نہ ہو یا تاویل کرے وہ کافر نہ کہے تو ممکن ہے۔ بہر حال عدیم القادیر باطلہ کے مرزا مذکور کو کافر کہنا اس کا ضروری ہے اس کو اور اس کے اتباع کو جن کا عقیدہ مشن اس کے ہو مسلمان دکھا جاوے وہ سلطان نہ تھا۔ جیسا کہ اس کی کتب سے ظاہر ہے۔ یا تو یہ کہ جو شخص یہ سب سمجھتا اور تاویل کے کافر نہ کہے اس کو بھی کافر نہ کہنا ہائے کو مٹھتے تاویل میں احتیاط عدم تکفیر میں سبب قنطہ۔ (زندہ و بیدار مرزا)

متعلق دارالعلوم دیوبند۔ رفقاؤ کی دارالعلوم دیوبند حصہ اولیٰ صفحہ سطر اولیٰ:

نوٹس :- ہم نے مکمل نوشتہ کے بعد سوال و جواب لفظ بلفظ نقل کر دیا ہے، تاہم میں کرام خط کشیدہ الفاظ کو بخوبی پڑھیں، دیوبندیوں نے فیصلہ کر دیا ہے کہ جو شخص مرزا کے دوا لے نبوت وانکار ختم نبوت تو میں انہما کو جہنم کا جزا دے گا۔ تاہم میں تاویل کرتا ہوں کہ جو ایسی لاشعری اور زانیہ جھوٹی بیعت ہے جو مرزا کے سب کے سب دیوبندیوں کے نزدیک بیکے بیکے صحیح ہیں اور قبول چاہند ہو پوری صاحب جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے تو کیا دیوبند کے سب کے سب مفتی صاحبان جو جان مرزا کیوں کی تکفیر نہ کرنے کے خود کافر نہ ہو گئے اور کیا یہ نوشتہ سر اسمر مرزا کیست کی حمایت نہیں تو کیا پھر ختم نبوت کی تحریک میں یہ سب دو کا ندھاری حضرات کی غم ختم نبوت کے نام پر مسلمانوں سے ہزاروں روپے کے خیمے، حق کر بیٹے چادریں اور خود دیوبند کے مفتی مرزا کیوں جیسے کھلے کافروں کو کافر کہتے ہیں جو تادیبوں کی کئی گنی سزا کا لالہ کران کے کفر پر احتیاط کے پرشے ڈالیں۔ قیلا للحبیب معلوم ہوتا ہے کہ دیوبندی اور مرزائی سب ایک ہیں اور ایک دوسرے کے کفر پر پردے ڈالنے میں مکمل معاون ہیں۔

(۱) خدا ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے اور خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے سب سے اس کے کوئی نبی نہیں، مگر وہی جس پر ردی طور سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جھوٹی گئی، کیونکہ خادم اپنے خدام سے جدا نہیں اور وہ کوئی شاخ اپنی جڑ سے جدا ہے، پس جو کامل طور پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جھوٹی خدائی ہے وہ ختم نبوت میں خلل انداز نہیں۔ (کئی تیرہ صفحہ غلام احمدی دہلی، مسطورہ بیان ص ۱۷۷ سطر ۱۷)

(۲) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ آپ کی ذات قدر کسی بھی باطل نہیں ہو سکتی۔ آپ خاتم النبیین ہیں، آپ کا فیضان بھی رک نہیں سکتا۔۔۔۔۔ ایسے نبی ہی آسکتے ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مسطورہ نقل کے ہیں۔۔۔۔۔ اس قسم کے نبی کی آمد سے آپ کے آخر الانبیاء ہونے میں اس طرح فرقی نہیں آتا۔ (دعوت الامیر مصنفہ مرزا ابوالفتح محمد مسطورہ بیان ص ۱۷۷ سطر اولیٰ سطر دوم)

(۱) غلام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا باہر مضمنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء میں آخری نبی ہی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر مانی میں بالذات کچھ فیصلیت نہیں۔ پھر تمام مدح میں ولیکن سرسول اللہ وخاتم النبیین زمانہ اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

(تحریر اہل اس مصلحت، ام رانی، عروس دیوبند، تحریک تادیبی مسطورہ دیوبند ص ۱۷۷ سطر اولیٰ)

(۲) بلکہ اگر بالعموم بعد از مذکور علی بن ابی طالب و سلم کو اپنی حیدر اور تو پھر کسی خاصیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے ساتھ کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے کسی زمین میں کئی اور نبی جو نہ کیا جائے۔
(تحریر اناس مصنف قادیان ذہب دیوبند، ص ۱۱۱، سطر ۱۵)

دیوبندیوں کا اقرار کہ مرزا قادیانی سچا نبی تھا

دیوبندی فرقہ کا مسلم شیوا مولوی احمد علی لاہوری کہتا ہے کہ:-
مرزا غلام احمد قادیانی اصل میں تو نبی ہی تھے لیکن میں نے ان کی نبوت
کشمید کر لی اور یہ نبوت اچھے و بھے کی مستغوث سے نوازا ہی ہے۔
(ماہنامہ تجل دیوبند، جنوری ۱۹۵۷ء)

علم غیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں مرزا یوں کا فیصلہ

لا الہ الا اللہ کے علمبردار کسی وقت قبروں پر سجدہ کریں گے۔ اپنے بزرگوں کے مقامات کی طرف منبر کے نماز پڑھیں گے۔ انسانوں کو عالم الغیب قرار دیں گے اور ان کو حاضر ناظر جانیں گے۔۔۔۔۔ یقیناً اگر آج رسول کریم علیہ السلام تشریف لاکر دیکھتے تو ان لوگوں کو مسلمان نہ خیال فرماتے بلکہ کسی اور مشرک یا زندقہ کے پیرو خیال کرتے۔

(رمعۃ الامیر مصنف مرزا بشیر محمد، مسعود قادیان، ص ۱۱۱، سطر ۱۵، صفحہ ۷)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کے متعلق دیوبندیوں کا فیصلہ
کسی دلیلی کو جن و فرض سے کو پہر و تشدید کو امام و امام زادے کو محبوب و پری کو اللہ صاحب کے برحق منہیں بخش کر وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کر لیں اور جو کوئی کسی نبی یا ولی کو جن و فرض سے کو امام و امام زادے کو پہر و تشدید کو یا بخوشی و دہش کو یا جفا و اور فال دیکھتے والے کو یا برہمن دہشی کو یا محبوب اور پری کو یا کیا جانے اور اُس کے حق میں یہ عقیدہ رکھے، سو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔

(تقریرۃ الامامان ص ۱۱۱، سطر ۱۵)

مرزائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد ہزاروں نبی پیدا ہو سکتے ہیں

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک ہزار نبی پیدا ہو سکتے ہیں۔

(ایکہ غفل کا ازالہ مرزا غلام احمد ص ۳۱)

نیز خود کہتا ہے۔ ۸۔

آدم نیز احمد صحت

(در شین مرزا قادیانۃ اعلیٰ)

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد ہزاروں نبی پیدا ہو سکتے ہیں

(۱) اس شہادہ کی توبہ شان ہے کہ ان میں ایک حکم کن ہے چاہے تو کو دروں نبی اور نبی اور جن و فرشتہ جبریل اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر دالے۔ (تقریباً ۱۵۰ ص ۳۰)

(۲) وجود میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی استقامت۔

(دیوبندی مصنفہ ذراغیل دہلی ص ۱۵۱ سطر ۴۴)

مرزائیوں کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اب دوبارہ آسمان نازل نہیں ہونگے

یہاں ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔

(دعوت الامیر مصنفہ ذراغیل الدین ص ۱۳۲ سطر ۱)

دیوبندیوں کا فیصلہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ نازل ہونے کا عقیدہ غلط ہے

علامہ سید جمال الدین افغانی، علامہ اقبال اور صیحت سے دوسرے مفکرین کا مذہب توبہ ہے کہ اب آسمان سے کوئی مہدی یا مسیح نازل نہ ہو گا۔ کیونکہ اسلام میں مسیح کی بنیاد جو مسیوں اور اسرائیلیوں کی طرح تسلسل نبوت پر قائم نہیں ہے۔ اس نظریہ کے برعکس جو روایات اسلامی کتب میں داخل ہو گئی ہیں۔ وہ تجسیت اور تجوہ صیحت کے زیر اثر بعض سیاسی اعراض کی بنیاد پر بعد میں وضع کر لی گئی ہیں۔

(دیوبندی اخبار علی دیوبندی اور دیوبند زیندار دورہ شہادہ اخبار دیوبند از قمر تبرت نمبر ۱۵ جولائی ۱۳۵۲ ص ۳۱)

(۲) درود کرتا یا پیش خدا و انبیا و اولیائے شریفین و غیرہ حرام ہے۔

(فقہ دیوبندی ج ۲ ص ۱۳۱، اسطر ۱)

اہل بیت نبوت کے بارے میں مرزائیوں کی بدعتاقدی

کہ جیسے است سیر بر آئیم
حمد صین است در گریب انیم

(درمیں غلام احمد قادیانی نے اسکا اسطر ۱)

اہل بیت نبوت کے بارے میں دیوبندیوں کی بدعتاقدی

محرم میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا صحیح صحیح بیان کرنا حرام ہے اور سیلیں لگانا، شریعت پر ناجائز ہے۔ (فتاویٰ دیوبندیہ ج ۲ ص ۱۱۱)
یا جو جہ کی پوری تفصیل آگے ذکر کیا جاوے گی اور معلوم ہوتا ہے کہ کافر اور
یا جو جہ ماجورہ انگریزی میں | انگریز مراد ہیں۔ (عبدالحق دہلوی ص ۲۰، اسطر ۱)

دیوبندیوں کا توہین آل نبی کے متعلق خطرناک اقدام

ایک دن میں جب عشاء کی نماز سے فارغ ہوا تو اس وقت بدلتی ہوئی ہندوستانی مسمیٰ اور
مرزائیوں کی گستاخی مذہبی کوئی ایسا بوجھ بن گئے کہ ان سے جگہ بیداری کے عالم میں تھا۔ اچانک سامنے
سے آواز آئی، آواز کے ساتھ دروازہ کھٹکھٹانے لگا، مقوڑی دیو میں دیکھتا ہوں کہ دروازہ کھٹکھٹانے والے
جلدی جلدی میرے قریب آ رہے ہیں۔ بیشک یہ یحییٰ بن پاک تھے۔ یعنی علی ساتھ اپنے بیٹوں کے اور دیکھتا
ہوں کہ فاطمہ الزہراء نے میرا بیٹا علی میں دیکھ لیا اور میری طرف گھوم گھوم کر دیکھنا شروع کیا (معاذ اللہ)
(آئینہ کمالات اسلام مرزا قادیانی ص ۲۴۴)

دیوبندیوں کی گستاخی | ان حضرات کا کہنا کہ دیوبندیوں کی توہینات میں کشتی بوجھ ہے۔ ایک مرتبہ
فرمایا کہ ہم ایک دفعہ مجاہد ہو گئے ہم کہہ رہے تھے کہ ہم نے سے بہت ڈر لگتا ہے ہم
نے خواہش میں حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو دیکھا۔ انہوں نے ہم کو اپنے سینے سے چمائیایا ہم

مرزائی عقیدہ شریعت ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ سکتا ہے۔ (الفضل تاویلاں، مارچ ۱۹۲۳ء)

خدا تعالیٰ غلط و بیوقوفی کر سکتا ہے۔

مرزائی

(حقیقۃ الوحی ص ۲۷)

خدا تعالیٰ صورت پول کر سکتا ہے، بیوقوفی کر سکتا ہے۔

دیوبندی

(جہاد المغل صدر دیوبند محرم سن ۱۳۵۰ھ و قیوم)

غلام احمد تاویلائی جیسے علیہ السلام سے زیادہ قویٰ والا ہے۔

مرزائی

(انزال اودام ص ۱۲)

رشدیہ احمد لنگوی ابن مریم علیہ السلام سے زیادہ قویٰ والا ہے۔

دیوبندی

(مرثیہ محمد حسن صدر دیوبند ص ۱۲۳)

سوحین علیہ السلام غلام احمد کے گریبان میں۔

مرزائی

(درشین تاویلائی ص ۱۵۷)

امام حسین کا ذکر کرنا اور سبیل لگانا حرام ہے۔

دیوبندی

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۲۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرگے ہیں اب نہیں آئیں گے۔

مرزائی

(انزال اودام)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب ہرگز نہیں آئیں گے

دیوبندی

(بین مولوی احمد علی صاحب زیندار لاہور ۳۴۴۴ھ تا ۳۴۵۱ھ)

عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی معجزہ نہیں۔

مرزائی

(انزال اودام ص ۱۲)

جادو گر وں کے کلمات نبیوں سے بڑھ سکتے ہیں۔

دیوبندی

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۲۳)

نوٹ ہے: دیوبندی و مرزائی اتحاد کا محض اجمالی خاکہ ہے تفصیل کے لیے دیکھیں ناکافی ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایسے خطرناک عقاید سے محفوظ رکھے۔ اگر دیوبندی حضرات ہندو کہیں تو۔

شاید وہ آج مسیحا کا مان جائیں گے ایمان کی کہوں گا تو ایمان لائیں گے

مراثی اور دیوبندیوں کی جماعتیں حضورؐ کے حاضر ناظر ہونے کی منکر ہیں مگر

۱۹۶۵ء میں پاکستان و ہندوستان کی جنگ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تضرع و دعا اور حاضر ناظر ہونے کا دیوبندیوں کو بھی قائل ہونا پڑا۔

دیوبندی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کسی کی مدد نہیں کر سکتا لہذا پڑوسیوں، ولیوں کی امداد کا قائل ہوا اور ان کی ادوار کو حاضر ناظر ماننے و شریک کا فرض ہے مگر خدا تعالیٰ کی شان و کبریٰ کو اس نے اپنے جموں کے خدا کو نصرت و روحانی امداد کا خود ہمیں منکرین سے اعلان کر کر ان کے اپنے ہاتھوں سے ان کی ناک کھائی چنانچہ ۱۹۶۵ء سے پاکستان و ہندوستان کی مشہور جنگ شروع ہوئی جس میں افضل خدا درمحل میں شہداء و اہل اللہ علیہ وآلہ وسلم بالآخر پاکستان کو کامیابی اور فتح ہوئی اسی جنگ کے دوران مدینہ منورہ کے لوگوں نے حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بصدقہ و بزیعہ یا غنیمت یا جنگ میں خود شریعت لاکر اور حاضر ناظر ہو کر اپنی بیماری امت کی امداد فرمایا اور کافروں کی کثرت و فساد کے مقابلہ میں بھی مسلمانوں کو فتح و کامرانی سے نوازنے کے جو شاہد کئے گئے مولوی محمد دامن دیوبندی کے بھائی مولوی انعام کریم نے جو کہ مدینہ شریف میں مدرسہ العلوم الشریعہ میں کئیوں کی طرف سے لائبریری کا نگران ہے۔ اُس نے اپنے ایک خط میں جو اس نے اپنے ایک دوست لائبریریسٹ ساکن کراچی کو لکھا اور اخبار ریاست کراچی نے اس کا فتوٰ اپنی اشاعت ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۵ء مطابق ۳۰ جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ بروز اتوار میں چھاپا۔ اور دیوبندیوں کے مشہور مولوی مفتی محمد شفیع ساکن کراچی نے بھی اپنے مدرسہ دارالعلوم کی شہرت کے لیے مدد کی طرف سے اس کے فتوٰ کو نقل کئے جو کہ جیسے پاس موجود ہیں وہ خط ہم یہیں دیکھتے ہیں و بلفظ نقل کر دیتے ہیں اس کی مندرجہ ذیل صورت مع الفاظ مولوی محمد شفیع دیوبندی مندرجہ ذیل ہے۔ یہ ملک کراچی میں دیوبندیوں کی طرف سے دوست کاٹھ ساڑ پر سردار گ میں چھاپا گیا ہے اور سارے پاکستان میں محنت سے لکھا گیا ہے۔ مکمل الفاظ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہوں۔

باب ۱۳ چہارم

باب چہارم

رفض دیوبندیت کے بھیس میں

دیوبندیت شیعیت و رافضیت کے نقش قدم پر

ابو بکر اور عمر نے غدیر کے روز مضا فیہ کی بھر علی کو سلام کیا، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے چلے گئے تو وہ کافر ہو گئے۔
(صافی شریعہ اصول کافی ج ۱ ص ۲۷۹ مطبوعہ دار الفکر)

صحابہ کرام کو کافر کہنے کے متعلق شیعوں کا عقیدہ

سوالی : صحابہ کرام کو بددود ملعون کہنے والا ۔۔۔ اپنے اس کبرو کے سبب سے سنت و جماعت سے خارج ہو جاوے گا یا نہیں جواب :۔۔ وہ اپنے اس کبرو کے سبب سے سنت و جماعت سے خارج نہ ہو گا۔
(در تذکرہ گولڑی و مٹھا قاتلے رشیدیہ ج ۲ صفحہ ۱۷۱)

صحابہ کرام کو کافر کہنے والے کے متعلق دیوبندیوں کا عقیدہ

شیعوں کا یہ مشورہ فعل ہے، حالہ دینے کی ضرورت نہیں۔
(مولانا)

شیعوں کا حرم میں تعزیر نہ لگانا

(۱) میں ایک مجمع کے مساندان کی تبلیغ کے لئے وہاں گیا تھا۔ ادھار مسٹر سے بھی اس کا ذکر آیا تو اس نے کہا تعزیر بنانا مست

دیوبندیوں کا تعزیر نہ لگانے کا فتوے

سے جواب میں کہا کہ ہم آریکس طرح ہو سکتے ہیں ہمارے یہاں تو تعزیر بنتا ہے۔ میں نے کہا تعزیر بنانا مست ہے۔
(افاضات البیومہ اشرف علی نقی ج ۲ صفحہ ۱۷۱)

(۲) اس نے کہا کہ میرے یہاں تعزیر بنتا ہے، پھر ہم بندہ کا ہے کہ جو نے گے میں نے اس کو تعزیر بنانے کی اجازت دے دی۔۔۔۔۔ اور میری اس اجازت کا ماخذ ایک دوسرے واقعہ ہے کہ اخیر میں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اہل تعزیر کی نصرت کا فتوہ دے دیا تھا۔

(افاضات البیومہ اشرف علی نقی ج ۲ صفحہ ۱۷۱)

شیعوں کا نوحہ و ماتم

شیعہ کا نوحہ و ماتم گناہ مشہور ہے جو اے بے شمار ہیں۔ ضرورت نہیں۔
(مکملات)

دیوبندیوں کا نوحہ و ماتم

ہر ماں تھا خندہ و شادی ویاں ہے نوحہ ماتم
جو تاج ضروری تھا آج ہے کشتکول ساسانی

(مرثیہ محرم دیوبندی مسئلہ سطر ۴)

نوٹ ہے۔۔۔ رشید احمد گکٹوی کی موت پر محمود حسن دیوبندی لکھتے ہیں کہ ہم سب دیوبندی رشید احمد کا نوحہ و ماتم
بیٹ دے ہیں۔

صحابہ کرام پر تبرا

ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت جو غالی شیعہ ہیں اور صحابہ کرام پر تبرا کرتے
ہیں کیا یہ کافر ہیں؟ فرمایا کہ محض تبرا پر تو کفر کا فتوہ ہے مختلف فیہ ہے۔

(امانات الیہ یہ فتاویٰ ج ۵ صفحہ ۳۴۴ سطر ۴)

رافضی کا ذبیحہ حلال ہے

مسوال :- ذبیحہ رافضی کے باغداد جائز ہے یا نہیں؟
الجواب :- شیعہ کے ذبیحہ کی حلیت میں علمائے اہلسنت کا اختلاف

ہے راج اور صحیح ہے کہ حلال ہے۔

(امداد الفتاویٰ فتاویٰ ج ۲ صفحہ ۱۲۸ سطر ۴)

دیوبندیہ و تریں شیعہ کے نکاح میں دینا جائز ہیں

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندو سنی مذہب عورت بالذکر کا نکاح زید شیعہ مذہب کے
ساتھ برہمنائے شرعی باپ کی تولیت میں ہو گیا۔۔۔ دریافت طلب امر ہے کہ سنی و شیعہ کا یہ تفرق
مذہب نکاح جیسا کہ ہندوستان میں شائع ہے خدا الشرح صحیح ہوتا ہے یا نہیں؟ الخ۔

الجواب :- نکاح منعقد ہو گیا۔ لہذا اولاد و نسب ثابت النسب اور صحیح حلال ہے۔

(امداد الفتاویٰ ج ۲ صفحہ ۲۵۱ سطر ۲۱)

نوٹ :- رافضی و دیوبندی کی بنیادی روحانی و روحانی و عقائدی رشتہ داری کے وسیع
پر وگرام ہے صرف مذہب ۱۱۱ چند نوٹ ناظرین کرام کے لیے کافی ہو سکتے ہیں جس سے صاف طور پر خیال ہے
کہ رافضی و شیعہ کی اصل محرک صرف دیوبندی جا علت ہے۔ مگر افسوس کہ کافر نے نکالیں، دیوبندی، رافضیوں کو بری
نوشی سے رشتہ دیوبندی، بوقت ذبح روافضی سے پاک و حلال کرائیں دیوبندی اور یہ سب پاؤں پلٹنے کے

بعد شیفیت کی دگرگئی کر دی جائے یعنی علماء پر اُن چور کو قوال کو ڈالنے۔

رسالہ چراغِ سنت "دیوبندی تصور کی دھوکہ مندی کا دیوالہ"

رسالہ "چراغِ سنت" کی کذب باتوں اور افتراء پر دازیوں کا اگر مکمل تعاقب کیا جائے تو اس کے سینکڑوں جھوٹ اور دوغائی کے ٹھوسے کو تارنا کیا جاسکتا ہے۔ مگر اس کے لیے ایک مستقل دفتر درکار ہے۔ یہاں چند نوٹوں سے ملاحظہ کر لیجئے اور کل۔

قیاس کن رنگتِ من بہ سدا مرا

ارشاد ہوتا ہے کہ:-

"مولوی محمد قزاق صاحب اس نے ایک رسالہ نام قیاسِ غنیت شائع کیا جس میں فرشتوں بلکہ گم نام اور نایاب آسمانوں کے حوالے دیے گئے۔ (چراغِ سنت ص ۷)

ملاحظہ فرمائیے چراغِ سنت نے اپنا نام تحریر نہیں فرمایا۔ ورنہ ہم مزید سمجھ جاتے کہ یہ صاحب کس مذہب سے متعلق رکھتے ہیں۔ کیا آپ تو نہیں؟ قیاسِ غنیت کو ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔ اس میں کس کس کے حوالے ہیں۔ قرآن مجید، حدیث شریف، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابوداؤد، بیہقی، دارقطنی وغیرہ۔ کیا دیوبندیوں کے ہاں یہ سب کچھ گم نام بلکہ نایاب ہے، ضرور ہوگا۔ کیونکہ کتاب و سنت تو مسلمانوں کے ہاں ہی موجود ہیں۔ "سنت دیوبندیہ کے پاس تو، "تقویۃ الدیان"، "حفظ الدیان"، "براہین قاطعہ"، اور "تقدیر الناس" کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اسے ظالم کیا کتاب کسول کر رکھی ہوگی یعنی؟ نظر جاننے لیں گے ملتے سے کیا وہ "المؤمنون" قسار آمل معمولات کے موئے دسے لفظ بھی گم ہو گئے۔

زمین کیا آسمان بھی تیری گنجی پند دیا

غضب ہے سطر قرآن کو جلیا کر دیا تو نے

پھر ارشاد ہوتا ہے کہ: "یعنی ادیب، دانش کو خدا سے ملا کر کاغذ و شکر ہو ہے جس چٹا پنڈان کا قیدہ یہ ہے کہ غضب والی ان کے اختیار میں دسے دی گئی ہے۔ جب چاہیں غضب کی بات معلوم کر سکتے ہیں۔"

(چراغِ سنت ص ۸)

یعنی ایسا اعتقاد رکھنا کہ ادیب، دانش غضب کی بات دیا فرشتہ کر لیتے ہیں یہ برہنہ سب سے، مگر ہے، شکر ہے، چراغِ سنت دیوبند کی حکمت میں بھٹک کر دنیا کو کافر بناتی کہنے والے مولوی صاحب ادھر بھی نظر

شیعہ کی شمولیت و آمیزش اور اتحاد کو بہت ہی قابلِ قدر جذبہ تو آپ فرما رہے ہیں۔ اور شیعیت کی دگرگی سے سنی علماء پر یہ چودی اور سنیہ زوری کیا آپ نے یہ الفاظ اپنے دیوناؤں کو راہنی کو سننے کے لیے تو تحریر نہیں فرمائے اور کیا حضرت والا کو معلوم نہیں کہ جب حکمِ الامت دیوبندی استغریٰ خواہ کے اشارے پر اور روافض کی ملکِ حلال میں رافضیوں سے سینہِ محرم کے زکاح کا فتوہ اُجڑا تو اسے کرسیت کو "دکانی" کی نذر کر چکے تھے۔

ہے اس زمانہ میں اچھا اگر کوئی مذہب

تو ہے وہ جسے قرباں کریں "دکانی" پر

تو اس وقت آپ کی روزی و چندہ "میں بھنگ ڈالنے والے اہلسنت کے بیٹو افرار ہے ہیں؛ بالجلد ان رافضیوں، تبرائوں کے باب میں حکمِ قطعی اجماعی یہ ہے کہ وہ علیٰ العموم کنارہ و مرتدین ہیں ان کے ہاتھ کا ذخیرہ دار ہے۔" (دراخترا علی حضرت برہنہ ص ۱)

تو فرمائیے کہ شیعہ و رافضیوں کے حامی دیوبندی ہونے یا سنی علماء میرے خیال میں اگر ذرہ برابر بھی آپ میں جیا ہے تو آپ انفراد گھڑنے میں آپ خود ہی اپنے آپ کو جھوٹا تصور فرماتے ہوں گے۔ حضرت بتائیے تو کہیں کہ کیا علمائے اہلسنت نے بھی کبھی رافضیوں کے ساتھ تعلق کے فتوے دیے تھے۔ بلکہ اس کے برعکس شیعہ دیوبندیت کا بالکل اتحاد ثابت ہوا ہے۔

ہم نے تو سمجھا تھا کہ خلوت میں وہ تنہا چلے
جھک کے پردہ چاٹتیا تو قیامت دیکھی

دیوبندیوں کی سینہ کوئی

حال ہی میں ۱۹۲۰ء میں کچھ لوگ صدر پاکستان محمد ایوب خان کے خلاف جلسے و جلوس لگائے ہیں مصروف ہیں۔ ہر ایک کو کوئی نہ کوئی غرض درپیش ہے مگر دیوبندی ملاؤں کو یہ تکلیف ہے کہ محمد ایوب خان کے دور میں دیوبندیت و ہدایت کو فروغ نہیں ملا۔ اور نہ ہی کمیوں میں دیوبندی کو نماندگی نہیں ملی وغیرہ وغیرہ۔ بنیادی ان جلوس میں دیوبندیوں نے ہر جہت پر کھڑے ہو کر دیکھا ہے۔ پردہ و خجاندان کے دوش سلجھا کر دیوبند نے جلوس لگائے اور دنگواڑے اور دافض کی سمت پھٹل کر کے سینہ کوئی گزرائی۔ فرقہ پرستے گرد و افض امانوں کا ماتم کر کے سینہ کوئی کرتے ہیں دیوبندیوں نے مسٹر محمد ایوب کا ماتم کر کے سینہ کوئی کی۔ روزنامہ

کوہستان ملتان کی خبر ملا نظر ہو :-

لاہور میں نیشنل عوامی پارٹی پیپلز پارٹی اور جمعیتہ علمائے اسلام کے کارکنوں کا جلوس (منظما سرین نے سینہ کو بی کی)

سب سے بڑے مجلس کی قیادت سرسیدے۔ اسے رحیم قلم مقام حیرین پیپلز پارٹی میاں محمود
قصوری صدر مغربی پاکستان نیشنل عوامی پارٹی اور مولانا محمد اجمل جمعیتہ علمائے اسلام نے کی۔ یہ
مجلس چونک رنگ گل سے شروع ہوا اور بہتری مسجد بازار کشمیری بازار مسجد وزیر خان بازار دہلی گیٹ اور
سرکل روڈ پر سینہ کو بی کرتا ہوا گزرا۔

کوہستان ملتان، جیتہ المیارک ۲۹ نومبر ۱۹۶۵ء

۸ رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ

باب ۱۵ پانزدهم

باب ۱۵ پانزدہم

کافر ساز ملا۔ دیوبند کفر کی نشین

بات کرنے کا سلیقہ نہیں نادانوں کو

تمام عالم اسلام پر دیوبندی علماء کی کفر بازی اور ان کے ناپاک فتوے

دیوبند کے تکفیری فتنے نے عالم اسلام کو جس تباہی اور بربادی کے گھاٹ اتارا ہے۔ اس کی نظیر کسی بھی اسلام کا دھوئے کر سنے والے فرقہ میں ملنا مشکل ہے۔ دیوبند کے کارخانہ کفر بازی کے بڑے بڑے شیخ، محدثین اور علماء گنڈے ہیں جو تھانوی وغیرہ کے اذنباب شیخ التکفیر مولویوں کے پاس مسلمانوں کو بدعتی، مشرک اور کافر کہنے کے سوا کوئی شے نہیں ہے اور جب کبھی بھی مفتی عالم نے دیوبندی شیخ احمد یونس کے شرابیہ فتوؤں کا نوٹس لیا تو دیوبندیوں نے اسے اس عالم کو فساد ہی، شرارتی، بدعتی، مشرک اور کافر کہہ کر اپنے نازیبا کلام پر قسم قسم کے نقاب ڈالنے کی کوشش کی، حالانکہ کفر بازی کے علم بردار صرف علماء سے دیوبندی ہیں اور جس قدر بھی مذہبی فتنے ملک ہندوستان میں رونما ہوئے ہیں سب دارالعلوم دیوبند کے کارخانہ تکفیر کی تیار شدہ شینوی ہے حتیٰ کہ بانی اسلام علیہ السلام کے پاک زمانے سے لے کر آج تک کوئی مسلمان بھی دیوبندیوں کے کفر کے نشانہ سے نہیں بچ سکا۔ دیوبندیوں کے مقتدرہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین، ائمہ اربعہ اہل سنت و جماعت اولیائے کرام بزرگان دین سب کے سب مشرک و کافر تھے اور ان کے نزدیک گنگوہی و تھانوی مسلمان اور ان کے دوچار ہم مشرکوں کے سوا دنیا بھر میں کوئی مسلمان نہیں ہے۔ دیوبندی کے اس ناپاک کردار کے چند فیصلے کن فہرست سے ملاحظہ ہوں۔

دیوبندیوں کے نزدیک آنحضرت کا علم کلی، آپ کو

حاضر نا ظہر ماننے والے اور نبیوں سے مدد مانگنے والے سب مسلمان

تمام صلیح و اولیاء معاذ اللہ کافر ہیں

دیوبندی فرقہ کے نسب سے بڑے پتھانی پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی کا قول ہے
جب انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں تو یا رسول اللہ بھی کتنا جان بوجھا۔ اگر یہ عقیدہ کر کے کہ وہ
دوسرے سنتے ہیں بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۲۹)

دیوبندی فرقہ کے ایک مولوی جالندھری شملتان کا وضاحتی بیان

استفتاء :- ہمارے رشتہ داروں میں ایک شخص نے میری لڑکی کا اپنے لڑکے کے لیے رشتہ
طلب کیا ہے۔ اس کا لڑکا دیوبندی عقاید کو نہیں ماننا اور رسول پر جانتا ہے اور صحیح سویر سے یا رسول اللہ
بالہ و آواز سے پڑھتا ہے۔۔۔۔۔ حضور ارشاد فرمایا کہ آیا صحیح عقیدہ دیوبندی عقیدہ کی لڑکی کا نکاح غیر دیوبندی
شخص سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب :- محضری سلمۃ بعد سلام سنوں آج جس لڑکے کے رشتہ کے متعلق دریافت کیا گیا ہے، وہ
بریلوی عقاید کا معلوم ہوتا ہے۔ اکثر بریلویوں کے عقیدے آج کل ایمان کی حدود سے نکل چکے ہیں سب سے علم غیب
قرآن و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے قابل ہوتا حضور صلعم کو مر جگہ حاضر ناظر اعتقاد کرنا، پھر اللہ سے مدد ماننا وغیرہ
وغیرہ ایسے عقاید رکھنے والے شخص سے صحیح العقیدہ لڑکی کا نکاح جائز نہیں، واللہ۔

(محققہ خیر خواہ اللہ تعالیٰ بہتم مدرسہ لونی خیر المدارس خدایا و شوالہ السلام)

(یہ فتویٰ قلمی بندہ کے پاس محفوظ ہے)

نوٹ :- گنگوہی فرقہ سے واضح ہے کہ نوحہ یافتہ شخص یا رسول اللہ پر ہے اور مصیبت کے وقت
حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یا رسول اللہ یا محمد عرض کر کے یا در سے وہ کافر ہے اور ملال
غیر محمد نے سینوں پر کمر اس علت کی بنا پر دائر کیا ہے کہ منی ثلث و علما، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے

بطلان الہی علم غیب کی ہمت ہے اور دوسری علت ان کا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر اعتقاد کرنا اور میری
 علتیں خیراتہ انبیاء اور اولیاء اللہ سے امداد مانگنا ہے اور یہ قانون ہے کہ حکم علت پر دائر رہتا ہے جہاں وہ
 علت پائی جائے گی وہاں حکم حاضر ہو جائے گا یعنی جس شخص نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم غیب
 کی اعتقاد رکھنا اور جس نے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر سمجھا اور جس نے خیراتہ انبیاء علیہم السلام
 اور اولیاء رحمہم اللہ کو پیکارنا تو دیوبندی مذہب کی رو سے وہ بے ایمان اور کافر ہو گا۔ اب چونکہ یہ عقائد علم غیب
 کی، حاضر ناظر اور انبیاء اور اولیاء سے مدد کے عقیدے اہلسنت نے تو کوئی ایجاد کئے ہی نہیں بلکہ سنی علماء تو
 سلف صالحین خاصا ان حق کے تابع ہیں۔ یہ عقائد تمام اہل اسلام کے عقائد ہیں تو جب اہل سنت ان عقائد کی وجہ
 سے کا فخر ہے تو سنیوں کے پیشوا حضرت انبیاء علیہم السلام و صحابہ کرام اہل بعین، تبع تابعین اور تمام اولیائے
 کرام اللہ اسلام اور جمع امت محمدیہ کے لوگ دیوبندیہ کے نزدیک کافروں کے۔ اب دیکھیے کہ دیوبندی کفر کا رونا
 کا یہ پاک فتنے کمال تک پہنچتا ہے اور دیوبندی علماء کن کن پاک ہستیوں کی تمسخر کرتے ہیں بلکہ ان نام نہاد علماء نے
 تو اپنی کجی سے اللہ تعالیٰ کو بھی نہیں چھوڑا۔

انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب کی و حاضر ناظر ماننے والے اور غیر اللہ
مدد مانگنے والے محبوبانِ باہر گاہ الہی کے ارشادات اور یوینڈلیوں کی کفر باہمی
خدا تعالیٰ جل شانہ دیوبندی فتنے کو کفر نہیں

بقول اشرف علی تھانوی خود خدا تعالیٰ نے غیر اللہ سے مدد طلب نہ مانی
 خدا تعالیٰ فرماتا ہے یا ایہا المدین امنوا ان تنصروا اللہ ینصركم ویثبت
 اقدامکم (۲۶) سورہ محمد رکوع ۱۶ ترجمہ ۱۔ اے ایمان والو اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد
 کرے گا۔ (ترجمہ اشرف علی تھانوی)

اس آیت پاک کا صحیح ترجمہ کیا ہے۔ یہاں اس سے جہن بحث نہیں۔ ہم تو یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ دیوبندیوں
 کے نزدیک کسی بھی غیر اللہ سے مدد ماننا شرک ہے، تو معاذ اللہ رب العزت بھی دیوبندیوں سے نصرت مانگتے
 کہ دیوبندیوں کے نزدیک اس فتنے سے نہ بچا، کیونکہ غیر اللہ سے طلب مدد تو یہاں پائی گئی، تعویذ اللہ کیا خدا کو
 کو شرک کی تعلیم دیتا ہے اور جب غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہے تو تھانوی صاحب کا ترجمہ مشکاک نہ ہوا یا نہ ہو۔

حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی دیوبندیوں کے قتلے کفر کی زد میں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے صحابی سے مقدس ارشاد

أَنتُمْ سَيِّئُونَ قُلُوبًا، فَأَعْرِضُوا عَنِّي بِمَنْفَعَتِكُمْ بَكْرَةً أَلَمْ تَجِدُوا أَنِّي أَهْلٌ لِّلْعِلَّةِ

(رواہ مسلم) مستحکات کتاب الصلوٰۃ باب السجود

و فضلیہ، فصل اول، ص ۷، سطر ۱۰)

ترجمہ :- گفتند اے حضرت چوں مجھ سے تو دراصل اہل مطلب یا باری دہم آدمیوں کی طرف سے خود وصول مطلب خود را بلیا کر دین سجدہ (۱) اشدہ الترمذی مشکوٰۃ بیہیجہ توحید الخی محدث و مبروی ۳۰۹۱، سطر ۷)

لوقی شے :- دیوبندیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جو بھی کسی علی اللہ سے مدد مانگے وہ کافر ہے تو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابی سے باری طلب فرمائی تو دیوبندی مذہب کے ناپاک فتوے سے تو معاذ اللہ انحضرت (و فتاویٰ روحانیہ) صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہ بچے، کیونکہ یہ اللہ سے طلب مدد تو یہاں بھی فرمائی گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مدد طلب فرمنا عوامی کے لیے نہ تھا بلکہ اپنے صحابی کو نجات دینے کے لیے تھا۔

خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے حاضر ناظر مرنے کا اعلان فرمایا

خبر اور دینی بزرگ کے دشمنوں قبیلے سے جن کی اکثر و بیشتر باجمعی ہیں ہوتی رہتی تھیں۔ جب اسلام کا ظہور ہوا اور انحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام ہجرت فرما کر مدینہ منورہ پہنچے تشریف لائے اور قریش مکہ اور آپ کے دوستان مقابلے شروع ہوئے تو صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قید خراہ نے حضور کے ساتھ اور دینی بزرگ نے قریش کے ساتھ معاہدے کر لیے کہ مصیبت کے وقت ایک دوسرے کی مدد کریں گے اور انحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور قریش مکہ کا معاہدہ صلح ان دونوں قبیلوں کو بھی شامل تھا مگر یہی جو کہے کو نقل نامی آدمی نے ایک رات جھگڑے خراہ کے عہد آدمی کو قتل کر دیا اور خراہ اور دینی بزرگیں جنگ چھڑی تو قریش مکہ نے عہد شکنی کرتے ہوئے دینی بزرگ کی ہمدردی کی اور خراہ کا قتل عام شروع کر دیا تو خراہ کا مردوں مسلم اپنے چالیس آدمیوں کو ساتھ لے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے مدینہ منورہ پہنچا جو انکا کہہ ہی بجا اور قریش کی عہد شکنی اور جنگ کے سلسلے میں حضور سے امداد حاصل کر کے اور انھی وہ مدینہ منورہ پہنچے تین دن کی منزل دور تھا کہ حضور نے فرمایا ایک ایک ایک

حاضر ہوں انہی دو مسافت پر فرمانا کہ بیک یعنی اسے پکارنے والے کو میں جماعتی طور پر مدینہ شریف میں ہوں مگر ٹھکانہ کریم روحانی تصرف کے لحاظ سے قبر سے پاس بھی حاضر ہوں، مسئلہ حاضر نہیں دلیل ہے اور ناظر ہونے کا کھلا ثبوت ہے۔ وہابی ویسے تو اہلحدیث کہلاتے ہیں مگر جو حدیث ان کا اہل عقیدے کے موافق نہ ہو اسے پوری کوشش سے ضیغ بناتے ہیں کہ اب دیکھیں کہ ان سب کتب حدیث پر کیا حملہ چلائیے۔

محدث قطلائی نے اپنی کتاب مہاسب اللہ میں یہ حدیث نقل فرمائی:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناظر ہونے کی تصریح حدیث

اخبرنا الطبرانی عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله قد رفع لي الدنيا فانما انظر اليها والى ما هو بها من فيها الى يوم القيامة كانا انظر الى كفى هذا (زرقان شرح مہاسب اللہ ج ۱ ص ۲۰۷)

یعنی نبوت طرانی نے وہ لائل نبوت میں یہ حدیث روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹھ کر اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا میرے سامنے ظاہر کر دی اور کھول دی ہے۔ پس میں اس تمام دنیا کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک رہنے والا ہے اس کو اس طرح دیکھ رہا ہوں، جس طرح کہ میں اپنی اس تجلی کو دیکھ رہا ہوں حضرت امام زرقانی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اشارۃً الی انہ نظر حقیقتہ دفع بہ احتمال انہ امر بید بالنظر العلوی۔ اس حدیث پاک سے صاف واضح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیا فخر کے ناظر ہیں۔ اب دیکھیں ناظر کا خود کو لے کر فرماتے پر دیوبندی ملاں خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیا فخر لگاتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی دیوبندی مولویوں کے فتوے کفر کی زد میں

شیخ عیسیٰ علیہ السلام نے بھی غیر اللہ سے دعا کی | فلما احسن عیسیٰ منہما الکفر قال من انصارى الى الله قال الحواریون

مخبر انصار اللہ (اپ ۳، سورہ آل عمران، رکوع ۵) فتوح ج ۱، ص ۱۰۰ میں جب دیکھا میں نے ان سے کفر کہا تو ان میں مدد دینے والے کچھ کو طرف اللہ کے کہا حواریوں نے کہ ہم میں مدد دینے والے اللہ تعالیٰ کے۔

(ترجمہ رفیع الدین درجہ قرآن مترجم امجدیث کراچی)

فوتے۔ یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے مدد طلب فرمائی اور حواریوں نے بھی مدد کا اقرار کیا اور دیوبندی مذہب کی رو سے تو غیر اللہ سے مدد مانگے وہ بے ایمان ہے تو دیوبندی مشن میں معاذ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سب حواری بھی اس ناپاک فتوے سے نہ بچے۔

حضرت ذوالقرنین علیہ السلام بھی دیوبندیوں کے فتوائے کفر کی زد میں

حضرت ذوالقرنین نے بھی غیر اللہ سے مدد طلب کی | قال ما مکنی فیہ ساری خیر فاعیننی بقوۃ اجعل بینکم و بینہم سداً (سورہ کوثر ۱۰۸)

ترجمہ:- کہا جو کچھ قدرت دی ہے مجھ کو بچنے اسی کے رب میرے سے بہتر ہے۔ پس مدد کرو میری ساتھ قوت کے کمزوروں میں درمیان تمہارے اور درمیان اُن کے دیوار مٹی۔

(ترجمہ شاہ رفیع الدین درجہ قرآن مترجم امجدیٹ کراچی)
فوتے۔ حضرت ذوالقرنین نے ان لوگوں سے مدد طلب فرمائی تو معاذ اللہ دیوبندیوں کے فتوے سے آپ بھی نہ بچے۔

امیر المؤمنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی دیوبندیوں کے فتوائے کفر کی زد میں

حضرت صدیق اکبر بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر جگہ حاضر ناظر سمجھتے تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت عالیہ میں تمام صحابہ کرام نے صدقات حاضر کئے اور حضرت صدیق اکبر نے اپنا سب مال حاضر کر دیا تو حضور نے فرمایا کہ اسے ابوبکر اپنے گھروالوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی
البتہ لیہما اللہ وراسولہ (مشکوٰۃ باب مناقب ابوبکر ص ۵۵۶، سطر ۳)

یعنی یا رسول اللہ میں گھر والوں کے لیے خدا اور رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔
فوتے۔ یہ معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر جگہ حاضر و ناظر اعتقاد رکھتے تھے اور ہم حضور نے بھی حضرت ابوبکر کے عقیدہ کی تصدیق مستدامی اور یہ نہیں فرمایا کہ اسے ابوبکر میں تمہارے سامنے موجود ہوں۔ مجھے گھر والوں کے لیے کسی طرح چھوڑ آئے ہو تو دیوبندی کے

فتوے سے تو معاذ اللہ تلخیص المسبین بھی نہ بچے

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ حضرت ساریہ بھی دیوبندیوں کے فتوے کفر کی زد میں
حضرت عمرؓ نے غیر اللہ کو لپکارا اور حضرت ساریہؓ غیر اللہ کی پکار مستقیم تھے
یٰٰنیا عمر یٰٰجعل یمصیح یا سامیۃ الجلیل۔

(مشکوٰۃ باب السموات، فصل ثالث، ص ۵۵، مسطوراً)

توجہ :- خطبے کے دوران میں حضرت عمرؓ نے پکارا یا سامیۃ الجلیل لے ساریہؓ کا خیال کرو۔
دھوٹے پر حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت ساریہؓ کو غائبانہ مدغمائی حضرت ساریہؓ نے مدعی تو
کیا یہ سب دیوبندی فتوے سے معاذ اللہ مسلمان نہیں تھے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ دیوبندیوں کے فتوے لعنت کی زد میں
حضرت فاروقؓ انکم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھے
ثم اکثر الہ یقول سلونی فیدرک عمرو علی ما کتبہ الہ

روایت کیا: باب العلم باب من یرک علی رکتہ عند الصلۃ (المحدث)

یعنی جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیٹے عطائی علیہم غیب کا اظہار فرمایا کہ سلونی تو حضرت عمر دوزانو ہو کر
بیٹھ گئے۔

نوٹ :- امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ہر امام کدشت کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھنے کا یہ باب
باندھا ہے اور حضرت عمرؓ کے اس فعل سے دلیل لائے ہیں معلوم ہوا کہ بزرگ اور پرہیزگار کے سامنے دو
زانو ہو کر بیٹھنا سفت سے ثابت ہے۔ اب دیوبند کا فیصلہ بیٹھنے:

جو کسی پر کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھے وہ لعنتی ہے

افعال اس پر کی عبادت ہوں گے اور اللہ کے نزدیک موجب لعنت (معاذ اللہ) (جو اب الفکر کن، مولوی
علامہ عثمان رضا صاحب مدظلہ العالی)

پھر تو دورانہ بھیج کر دیوبندی بھی لکھتی ہوئے

پچاس سے سبب آدمی تھے۔ دورانہ جو کر بیٹھے۔
(مذاہب تہذیبیہ ج ۴ ص ۶۷۵)

حضرت کعب بن ضمہ دیوبندیوں کے فتوے کفر کی زد میں

حضرت کعب نے مصیبت میں غیر اللہ کو پکارا
فجاءہد عنہم وهو یجول بالرباۃ

وینادی یا محمد یا محمد۔

یعنی اس سیرت الاربابیہ میں حضرت کعب جھنڈا اٹھانے ہوئے پکار رہے تھے۔ یا محمد یا محمد۔

(قرآن الشام المام واقعہ ۱۱۱۱، سطور ۲، ص ۱۱۱)

نوٹ ہے :- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دو مشرانوں میں جلوہ فرما ہیں اور صحابی شام میں آپ کو پکار کر آپ سے دریاہگ رہے ہیں۔ دیوبندی فتوے لکھیں کہ چونکہ حضرت کعب بھی حضور کو حاضر ناظر سمجھتے تھے

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی دیوبندیوں کے فتوے کفر کی زد میں

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی مصیبت میں غیر اللہ کو پکارا
عن عبد الرحمن بن سعد قال خذ منی رجل ابن عمر

فقال لہ رجل اذکرا حب الناس الیک فقال یا محمد

راویہ المفرواہم ج ۱ ص ۱۱۱، سطور ۱۷، علی الیوم وادید معہ محدث ابن مسنی وقرآن الایمان فی زیادۃ اثنا عشر ص ۱۱۱

معتمد عبد العزیز فرقی علی والد مسلم مولوی عبدالحی لکھنوی

ترجمہ :- حضرت عبد اللہ کا پاؤں پکار ہو گیا، تو کسی آدمی نے آپ سے کہا کہ آپ کسی پیارے کو

پکار رہے تو آپ نے پکارا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

نوٹ ہے :- معلوم ہوا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر سمجھ کر

پکارا اور دیوبندی فتوے کی دوسری غیر اللہ سے مدد مانگی تو خدا ذات اللہ آپ بھی دیوبندیوں کے نزدیک مسلمان

نہیں تھے۔ (یہ حدیث ان دونوں مذکورہ کتابوں میں برہنہ صحیح موجود ہے۔)

تمام صحابہ کرام تابعین دیوبندیوں کے قوائے کفر کی زد میں

تمام صحابہ تابعین حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر سمجھتے اور آپ کو مشکل میں پکارتے تھے

خلافت فاروقی کا زمانہ ہے حضرات صحابہ کرام و تابعین مکہ شام میں لرز رہے ہیں تو غزوہ مزہ القباہ کی مہر کے آثار جنگ میں وہ کس کو پکار رہے ہیں

و یحییٰ السوادان یا محمد یا محمد اور سو داف

مسلمانوں کی پکار اور ان کا شعار یہ تھا کہ یا محمد یا محمد (بحمان اللہ)

رفوہ الشام حانڈ الحدیث واقدی ج ۲ صفحہ ۱۲۸

فقہ سے۔۔۔ معلوم ہو کہ مشکل کے وقت یا رسولی اللہ اور یا محمد پکار کر حضور سے اعاد طلب کرتا حضرات صحابہ و تابعین کے مقدس زمانہ میں اسلامی شعار نبھا جانا تھا اور دیوبندی اس اسلامی شعار کو کھنڈتہ بناتے ہیں یعنی جو اسلام کا شعار ہے وہ کھنڈتہ ہے اور جو کفر و عداوت کا شعار ہے وہ اسلام بن گیا۔ معلوم ہو کہ دیوبندی مولوی تو شعار اسلام کو مٹانے پر تھے ہوتے ہیں۔ کیونکہ تمام اہل اسلام حضرات اہل کفر کے کرام و اولیائے عظام سے اداویں مانگا کرتے تھے تو دیوبندیوں کے قوت سے تمام صحابہ تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سب سلف صالحین معاذ اللہ کا فخر سے اور آج کل کے خود ساختہ اسلام کے حاملین دو چار ملا سے دیوبندیوں کے سوا کوئی بھی مسلمان نہ رہا۔

واقعہ رہے کہ امام واقدی رحمہ اللہ اصناف و اکابرین اسلام کے امام الحدیث اور ثقہ محدث ہیں اصناف کے مقتدر امام ابن ہمام فرماتے ہیں و ہذا تقوم بہ الحجۃ اذا وثقنا الواقدی رفع القدر شرعاً ہایہذا (۱) امام اہل سنت ابن سیران فرماتے ہیں الواقدی امیر المؤمنین فی الحدیث (۲) ابن الاثر ابن سیران س مطبوعہ معصوم اس لیے بعض متعصبین و جرحہ فساد کا امام واقدی پر تنقید کرنا اصناف کے نزدیک معتبر نہیں۔

قرونِ اولیٰ کے جمیع مجاہدین اسلام بھی دیوبندیوں کے قتلِ کفر کی زد میں
تمام غازیانِ اسلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر سمجھتے اور آپ کو مشکل کے وقت
غائبانہ پکارتے تھے

تین عجائی شہسوار بہادر غازی شاہی ملک روم میں لڑ رہے تھے کہ انہیں ردیوں نے قید کر لیا اور روم
کے بادشاہ نے کہا کہ تم اسلام کو چھوڑ کر نصرانی ہو جاؤ تو میں تمہیں ملک اور اپنی بیٹیوں کا ارستہ بھی دے
دوں گا تو غازیوں نے انکار کیا اور قتلِ لوا یا محمد اے اور پکارا یا محمد

(شرح الصدور صنف اسلام سید علی مطہر علامہ ۱۲۳۷ھ ۱۲۳۸ھ)

نوٹ: یہ معلوم ہوا کہ قرونِ اولیٰ کے تمام اہل اسلام صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین حضور سے ودائگ
کرتے تھے۔ سچو آج کل کے کفر و زندقہ دیوبندی مولوی تمام انبیاء کرام و اولیائے عظام سے ادا مانگتے والوں
کو کافر کہتے ہیں تو کیا وہ سب پیشوایانِ ملت اور مجاہدینِ ملت دیوبندیوں کے نزدیک معاذ اللہ کافر تھے۔

تمام غازیانِ اسلام جب مفتوحہ شہروں میں داخل ہوتے تھے تو حضور کو پکارتے تھے

غزوہ ترک کا واقعہ بعد ازاں میسب اسکاں کہ باوجود ننگت کرس حرکت کنندہ ام ہوسے نمنان
کر لہرا ہما مرہ نمودہ اندہ۔۔۔ ننگت باہر غفلت شماریں باشد کہ یا محمد بگوید الہ

(فتوحات اسلامیہ دہقان، مطبوعہ ہرات ج ۱ ص ۲۳۷، ۲۳۸)

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ بھی دیوبندیوں کے قتلِ کفر کی زد میں

حضرت امام اعظم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارا

یا ماکل کی کر۔ شاضی فی فاقق

ان فقیہ فی العوامی لحنائک

”اے میرے مالک گناہوں میں میری شفاعت کیجئے میں آپ کی شفاعت کا محتاج ہوں۔
یا اکرم الفقہین یا کفر المورائے حیدلی بحدوثک والہ ضنا بوضااک
انا حاطا مع بالجود منک لہ یکن لا یحذیفة فی الانام سوالک
اے تمام موجودات سے اکرم اے خدائے تعالیٰ انہی پر کچھ آپ کو اللہ سے بحث ہے مجھے بھی نیچے
اور جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو راضی کیا ہے۔ مجھے بھی راضی کیجئے میں دل سے آپ کے جود و عطاکا
امیدوار ہوں اور آپ کے سوا کچھ بے چارے ابو حنیفہ کا جہاں میں کوئی مددگار نہیں۔

(قصیدۃ انسان سے شرح و ترجمہ المیزان جلد ۱، صفحہ ۱۵۰ سطر اوپر)

خود ہے۔ دیوبندی علماء کا انگریز ساختہ مذہب یہ ہے کہ جو شخص (یا) سے خدائے بڑا شکوہ پکارتے اور قرآن
سے ہدایت اور انبیائے کرام علیہم السلام و اولیائے عظام و رحمہم اللہ تعالیٰ سے محتاجی ظاہر کرے وہ مشرک
اور کافر ہو جاتا ہے اور اسی وجہ سے پیارے بیٹوں پر کفری دہلی ہوتی ہے۔ تو دیوبندیوں کے نزدیک محاذ اللہ
ہام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی مشرک ہی تھے، کیونکہ دیوبندی فقہروں کا کہنا ہے کہ وہ فقہ فہم کفر و دفعہ نمبر ۳
پر بحث کے تو امام اعظم بریلویوں سے بھی زیادہ مجرم ٹھہرے، کیونکہ دیوبندی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
کسی بھی چیز کا مالک نہیں مانتے اور آپ کو مالک و مختار نہ کہنے والوں کو کافر کہتے ہیں۔ دیکھو دیوبندیوں کی فقہیہ
الایمان میں ہے۔

• جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں الخ جو کوئی یہ حامل کسی مخلوق سے کہے تو اس پر
بھی شرک ثابت ہوتا ہے۔ (توضیح الایمان ص ۸۷ سطر اوپر)

اور امام صاحب جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی جان و مال پر ترجیح کا مالک کہہ رہے ہیں اور غیر اللہ کو بھی پکار
رہے ہیں اور شفاعت کے لیے غیر اللہ سے ادا بھی مانگ رہے ہیں تو دیوبندی فقہ سے آپ پر کفری شرک و
کفر کے فتوے لگے۔

مسلمانوں! انصاف کرو۔ کیا دیوبندی حق ہی جانتی ہیں۔ امام صاحب کو کافر کہنے والے ہیں اور انہیں کہنے
دشمن ہیں۔

امام احمد ملا علی قاری شارح فقہ اکبر بھی دیوبندی مولویوں کے فتوے کفر کی زمیں
ملا علی قاری بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کو ہر جگہ حاضر ناظر یقین کرتے تھے
شان لہو یحییٰ فی البیت احد اخیقتل السلام
علی البر ورحمۃ اللہ وبرعاتہ احوالات

سراوحد علیہ السلام حاضرۃ فی بیوت اہل الاسلام۔

ارشاد الشفا مصنف ملا علی قاری بر حاشیہ نیم ہزارین صفحہ نمبر ۳۲۵ ص ۲۸

یعنی جب آپ کی گھر میں داخل ہوں اور گھر میں کوئی آدمی نہ ہو تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام عرض کرو
کیونکہ تمام مسلمانوں کے گھروں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک حاضر ناظر ہے۔

جناب مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی محشی ہدایہ صاحب تصانیف کثیرہ بھی

دیوبندیوں کے فتوائے کفر کی نردمیں

مولوی عبدالحی صاحب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر یقین کرتے تھے

مولوی صاحب التبیات کے سلام کے متعلق فیصلہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:-

قال والسدي السلام واستاذي التمسقام ادخل الله في دار السلام في رسالتك فورا
الايمان بزيارة اناس جيب الرحمن السفي خطاب التشهد ان الحقيقة المحمدية كانت
سارية في كل موجود وحاضرة في باطن كل عبد وانكشاف هذه الحالة على الوجه الاخر
في حالة الصلوة فحصل محل الخطاب وقال بعض اهل المعرفة ان العبد لما اشرف بشارته
فصاته اذن في الدخول في الحرم الالهي وتوحيده ووحده الجيب حاضر في حرم
الجيب فاقبل وقال السلام عليك ايها النبي، صل الله عليه وآله وسلم

(السلام شرح الوفاية طبع في مصر ۱۲۵۳ و ترجمان مفسر انوار العارفين)

یعنی التبیات کے خطاب و سلام السلام علیک ایہا النبی میں راویہ ہے کہ تحقیقت محمدیہ موجود
میں ساری ہے اور ہر بندہ کے باطن میں حاضر ناظر ہے اور نماز میں یہ حالت مکمل ہوجاتی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ
حاصل ہوجاتا ہے اور بعض اولیائے کرام نے فرمایا کہ جب بندہ حرم الہی میں داخل ہوجاتا ہے تو ہر جگہ حرم
جیب میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر ہوتا ہے تو متوجہ ہو کر عرض کرتا ہے السلام
علیک ایہا النبی۔

(دیوبندیت خا۔ مولوی عبدالحی صاحب نے تو دیوبندیوں و ہاپیوں کا یہی عقیدہ کر دیا۔)

امام اہل معرفت حضرت امام غزالی بھی یوں بدیوں کے فتوائے کفر کی زد میں

امام غزالی بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر جانتے تھے
احضرو قلبك النبی صلی اللہ علیہ وسلم و شخصہ الحکر کبیر و قتل
السلام علیک ایہا النبی و رحمۃ اللہ وبرحمتہ
یعنی دل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر جان اور عزت میں کہ السلام علیک ایہا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ
را حیا العلوم المکرم غزالی ج ۱ ص ۱۷۱

پیشوائے اعظم اولیائے کرام سلسلہ سہروردی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی

رحمہم اللہ بھی
دیوبندیوں کے فتوائے کفر کی زد میں

حضرت شیخ شہاب الدین بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر جانتے تھے

پس باید کہ بندہ چمنوں کہ حق سبحانہ را پیوستہ بر جمیع احوال خود ظاہراً و باطناً واقع و مطلع
بیتہ رسول علیہ السلام را نیز ظاہراً و باطناً حاضر و اندہ
رمعاب العبادیت ترجمہ عوارف المعارف ص ۱۶۴

پیشوائے اعظم سلسلہ نقشبندیہ قطب البانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری بھی

دیوبندی مولویوں کے فتوائے کفر کی زد میں

حضرت قبل میاں صاحب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر یقین کرتے تھے

ایک مرتبہ حجازیہ صاحب مظلہ العالی نے حضرت قبل میاں صاحب سے دریافت کیا کہ ایک رسالہ میں
لکھا ہے کہ یا رسول اللہ گناہائز ہے تو حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر

ناظر میں اور یا رسول اللہ گستاخا ہے۔ (مخلص شیرانی ص ۱۲۷)

نوشے ۱۔ معلوم ہوا کہ حضرت میاں صاحب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر جگہ حاضر ناظر فرماتے تھے، مگر دیوبندی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف بیشک کہ حضور کے حاضر ناظر ہونے کا انکار کرتے ہیں۔

پیشوا سے سلسلہ عالیہ چشتیہ حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی بھی دیوبندی مولویوں

کے فتوائے کفر کے زعم میں

حضرت علامہ تونسوی علیہ الرحمۃ اپنے پیغمبر شد حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد ماری کو ہر جگہ حاضر ناظر افعال و کلمات

و انہم کہ قبلہ عالم رضی اللہ عنہ ناظر و باطن مشاہد احوال با است

(انتخاب مناقب سلیمانہ ص ۱۷۳)

و ہر میدان را چہ جائے نزدیک است ملک شرق و مغرب ہر جا کہ باشند و نظر باطن ملحوظہ داشتہ باشند و مدد سے فرمایند گویا جہان دہن پر روشن و احوال شریعت و اخلاق و انوار آمدہ باشند چونکہ فیہ آفتاب نظیر قبلہ عالم (خواجہ نور محمد رضی اللہ عنہ) ہر حال مشاہدہ احوال باہر اس مگر در کمال مدد فرمائے ادنیٰ علی خلافت و در ماندگی است۔

(انتخاب مناقب سلیمانہ ص ۱۷۳ و ۱۷۴)

نوشے ۲۔ یہ سبہ خاصان حق کا عقیدہ کہ محبوبان خدا نظر باطن سے ہر جگہ موجود ہوتے ہیں اور اپنے غلاموں کی مدد فرماتے ہیں، حضرت شاہ علامہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ تو حضور کو حاضر ناظر ہی قرار دیتے ہیں اور اپنے شاہ سے مدد بھی طلب فرماتے ہیں اور دیوبندی کے تمام علماء کا فتویٰ یہ ہے کہ جو شخص بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر فرماتے یا آپ سے مدد چاہے تو وہ کافر ہو جاتا ہے تو سہاؤ اللہ دیوبندیوں نے حضرت علی تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی کافر قرار دے دیا۔ چاہے بعض جہولے بھالے حضرات دیوبندیوں کی فریب کاری سے واقف نہ ہیں اور جب کوئی دیوبندی مولوی تفسیر کے مصنف ہوام میں اپنا وقار نہ لائے اور اپنے دیوبندی مشن کو چالو کرنے کے لیے ان حضرات کی چال بازی کر دیتا ہے تو اس سے پورا تصوفی خیال کرے کہ اس کے گرد و بہرہ جو جہلے ہیں مگر یاد رہے کہ دشمن عہدہ شکر کھلا کر مانتا ہے یہ دیوبندی ہمارے بزرگان کے پاس تو صوفی بن کر اپنا وقار نہایتے ہیں اور پھر عوام میں جا کر اپنے کوسوفی کا متعہ ظاہر کر کے صوفیہ کے کام کے ہی بخدا مدد کو غور و فکر و بدعت کہہ کر لوگوں کو دیوبندی بنائیں گے یا کہ یہاں ہر جہاں تھے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان ناپاک لوگوں کے نفعی حضرت کو دور کرے۔

محدث اعظم ہند حضرت شیخ مجدد الحق محمد دیوبلی بھی دیوبندیوں کے قوائے کفر کی ہیں
حضرت شیخ صاحب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر اعتقاد رکھتے تھے۔

انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تحقیقت حیات بے شائبہ مجازہ تو ہم تاویل دائمہ باقی است و بر اعمال امت
حاضر ناظر مطالبان حقیقت را دستوجان انحضرت را مفیض و مری است۔

(الکتاب والریالی بر حاشیہ اخبار الاخبار ہر دو تصنیف حضرت شیخ عبدالحق محدث دیوبلی مطبوعہ مجتہدین شمس آباد)
نوٹ ہے: یہ کیوں جناب دیوبندی صاحبان ایک حضرت شیخ صاحب بھی معاذ اللہ کافر تھے۔ یا حاضر ناظر کا عقیدہ
رکھنے والوں کو کافر کہنے والے ہی خود کافر ہیں۔

تمام اُمت محمدیہ دیوبندیوں کے قوائے کفر کی زد میں ہے

تمام اُمت محمدیہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر اعتقاد رکھتی ہے

باجنب اختلافات و کثرت مذاہب کہ در علمائے امت است، ایک کس را دریں مسئلہ خلافت نبوت
کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تحقیقت حیات بے شائبہ مجازہ تو ہم تاویل دائمہ باقی است و بر اعمال امت حاضر
وناظر الہی۔ (الکتاب والریالی مذکورہ صفحہ ۵۵ سطر ۱)

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے آج تک اُمت محمدیہ کے کسی بھی مسلمان کو اس عقیدہ سے
اختلاف نہیں کہ حضور خلیفہ السلام ہر جگہ حاضر ناظر ہیں معلوم ہو کہ دیوبندی مولوی اُمت محمدیہ اور مسلمانوں میں شامل
نہیں ہیں کیونکہ یہ تو اس عقیدہ کے سخت خلاف ہیں، بلکہ اس کو کفر کہتے ہیں۔ تو دیوبندی ہی منکر ثابت ہو گئے۔
ایسی بے شمار الحجرات پیش کئے جاسکتے ہیں مگر چند غبنے حاضر کر کے اہل اسلام کی خدمت میں عرض
ہے کہ دیوبندی مولویوں کا فتوے آپ پہلے ملاحظہ کر چکے ہیں جس کی رو سے یہ حضرات کافر
تھرتے ہیں (معاذ اللہ)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر ماننے والے اور انبیائے کرام علیہم السلام کو اولیاء عظام (رحمہم اللہ) سے ملائی گئے والے ان تمام مذکورہ بالا مجاہدین بارگاہ الہی دیوبندیوں کا کھلا فتویٰ کفر ہے۔
نعمذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر سمجھنے والے یہ تمام اولیائے
حق اذرتے۔ (دیوبندیوں کے شیخ القرآن مولوی غلام خاں دیوبند کے کاوشیہ فتویٰ کے
ذمے پر کوٹا بنیاد عبادت میں بیکار کیا۔ (القولہ) اللہ کے نزدیک موجب لعنت ہوں گے۔

(جامع القرآن ص ۱۸۱ مسطور)

وہی کو جو حاضر ناظر کہے۔ بلاشبک شرع اس کو کافر کہے۔

(جامع القرآن شیخ دیوبند غلام خان ص ۱۸۱ مسطور)

مگر جو انہیں کافر مشرک نہ کہے وہ بھی ایسا ہی کافر ہے۔

(جامع القرآن ص ۱۸۱ مسطور)

اسی عقائد اسے لوگ کچے کافرین اور ان کا کوئی نکاح نہیں۔

(جامع القرآن ص ۱۸۱ مسطور)

نوٹ ہے۔ تو معلوم ہو کہ تمام امت محمدیہ اور جمیع مشائخ اولیاء اللہ و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین و تابعین و تابعاتین و تبع تابعاتین جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غائبانہ عبادت میں بیکار نہ تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر جانتے تھے وہ تمام دیوبندی علماء کے نزدیک کافرین اور جو ان کو کافر نہ کہے وہ بھی ایسا ہی کافر ہے تو چونکہ تمام مسلمان مشائخ اہل اللہ کو اپنا پیشوا سمجھتے ہیں۔ اس لیے دنیا بھر میں سوائے چند دیوبندی مکھڑوں کے کوئی بھی مسلمان مذہب اور تمام بزرگان اسلام کو دیوبندیوں سے کافر مشرک قرار دیا۔ (نعمذ باللہ اللہ تعالیٰ العظیم)

مختلف مقامات میں مختلف لوگوں نے حضور ﷺ کی جاگتے ہوئے زیارت کی

ہماری مملکت صبیح حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ من مآفی فی المنام
فسیداتی فی الیقظۃ جس نے خواب میں میری زیارت کی وہ قریب ہی جاگتے ہوئے میری زیارت کرے گا
یہ زیارت ہر خوش بخت نافر کے لیے خواہ وہ مشرق میں ہو یا مغرب میں علی الاعلان ثبوت دے رہی ہے کہ

حضور ساری کائنات میں حاضر نہیں وہ نہ باہر نہ داخل نہ رہتا ہے۔ کیا جس وقت حضور تشریف لے جا کر دوسرے شہروں میں زیارت کا نہیں گئے تو روضہ پاک کو حضور سے خالی مانا پرستے گا۔ حالانکہ وہ لوگ بائیں صحیح نہیں تو غور ہی ماننا پرستے گا کہ ایک ہی ذات پاک بیک وقت روضہ انور میں بھی موجود ہے اور دنیا کے مختلف علاقوں میں بھی موجود ہے بعض لوگوں نے اسے مشکل سمجھ کر اس حدیث پاک کو کمزور ہے اسلئے ان لوگوں کی تفسیر ہو اسباب لدنیہ میں امام قسطلانی ان سب کو ذکر کر کے فرماتے ہیں:-

والصواب ما قدمناه فی ہرأیتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام التعمید علی ای حالۃ لہ الکریم
پھر فرماتے ہیں کہ:-

قد ذکر عن السلف والخلف الہلم جہراً عن جماعتہ کأنوا یصدقون بہذا الحدیث
بعض من ہرأ فی المنام قسیرانی فی الیقظۃ انہ ہرأ وہ صلی اللہ علیہ وسلم فی النوم
فأوہ بعد ذلک فی الیقظۃ وسألوہ عن اثباتہ الخ-

یعنی ہم سے بزرگوں نے حضور کی زیارت خواب میں کی۔ پھر جلتے ہوئے زیارت سے مشرف ہوئے
اس کے بعد امام قسطلانی نے ان لوگوں کے کرام کے اقوال ذکر فرمائے جنہیں ہر وقت یا کبھی کبھی مرود و عالم علیہ
الصلوٰۃ والسلام کی جانتے ہوئے زیارت ہوئی۔ دیکھو مواہب لدنیہ در ذی القی ۵ ص ۲۹ اور امام جلال الدین سیوطی
نے اس مسئلہ حاضر حاضر اور زیارت و رہبراری اور مختلف مقامات میں بیک وقت جلوہ فرما ہونے کے مسئلہ پر
مستقل رسالہ تحریر الخک فی زیارۃ النبی والکتاب تالیف فرمایا ہے مثلاً میں فرماتے ہیں:-

ولقد احسن من سئل کیف یرد الخبی صلی اللہ علیہ وسلم من بیلم علیہ فی مشارق

الارض ومنامہا فی آن واحد فانشد قول ابی الطیب

عاش الشمس فی وسط السماء ونورها

یشئ البلاء مشارقاً ومقاماً یا

یعنی حضور ساری کائنات میں اس طرح گھر میں جس طرح سورج آسمان میں جلوہ گھمبے اور سب دنیا
میں اس کی شہ میں موجود ہیں۔

خود دیوبندیوں نے حضور کا حاضر ناظر ہونا تسلیم کر لیا۔ بزرگ مولوی حسین احمد گاندھوی صمد دیوبند کے
خصائص کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

خصوصیت علیہ - یہی امر میں حضور پاک کی زیارت :- آخری رمضان جو بائیں گنڈی میں گزرا اور

میں میں تقریباً پانچ علی دراصل شرف و طاقت سے بہرہ ور ہے اس مبارک اجتماع کے خوش نصیب شہکار کے شعلی اخبارات میں شائع ہو چکا ہے کہ چند حضرات نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھا اور شرف زیارت سے شرف ہوئے۔

ہدینا لام یارب النجیر فیہا

واقعہ ہے کہ تحقیق کے نزدیک وہ سال کے بعد بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ممکن اور واقع ہے فیض الباری ص ۲۸۳ میں الشیخ الانور رحمۃ اللہ علیہ لاکہ نے تصریح فرمائی ہے کہ سر ویت صلی اللہ علیہ وسلم یکن عندی بقضۃ القول فالرویت یقضۃ تحقیقۃ و اشکارا حاجل و کما الشعرانی وقد علیہ البغاسی فی ثمانیۃ فرقتہ اور علامہ سیوطی کے تعلق ص ۳۷۲ میں لکھا ہے کہ اثنی عشرین فرقة فی البقیۃ

(روایت نام العربین و ہر دور کا مل فہر ۲۲ دسمبر ۱۳۵۵ء)

نوٹ ہے۔ یہ زیارت خود دیوبندیوں کی ہے جس میں خوب ثابت کیا گیا ہے کہ مولوی حسین احمد کے سابقین نے ہندوستان کے شہر پائس کنڈی میں حضور کی جاسکتے ہوئے زیارت کی اور نر شاہ نے کہا کہ امام شہرانی نے جاسکتے ہوئے زیارت کی اور اپنے دوسرے ائمہ صاحبوں کے ساتھ مل کر حضور کے کتاب بخاری شریف پر صلی اللہ علیہ وسلم نے بائیس مرتبہ جاسکتے ہوئے حضور کی زیارت کی اور لکھا کہ جو جاسکتے ہوئے حضور کی زیارت کا منکر ہو وہ جاہل ہے۔ اب ہم دیوبندیوں کو چیلنج کر کے پوچھتے ہیں کہ جس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پائس کنڈی میں تشریف فرما نظر آئے اس وقت آپ سے آپ کا دامن شریف خالی ہو گیا تھا یا وہاں بھی موجود تھا یہاں بھی موجود تھا اگر دامن خالی ہو گیا تو فرشتے اور ملائکہ کس کو سلام عرض کرتے رہے اور اگر بیک وقت آپ ہرگز موجود نہ تو کیا دیکھ حاضر ناظر کے اور کون سے معنی ہیں یہی تو اہل سنت و جماعت ہمیشہ اعلان کرتے رہے اور تم منکر رہے۔ اب کیوں مان لیا گیا کہ کہو گے کہ نر شاہ اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم شریک کا فدیہ ہو گئے تھے۔ اگر حاضر ناظر کے لفظ سے چڑھے تو تم ہرگز موجود کہہ دو اور اگر بصورت یہ ماننا کفر ہے جس طرح قلعہ سے اکابر کے کچے میں تو نر شاہ اور احمد صلی علیہ وسلم کے کافر دیکھ دیو مذکا سارے کا آؤس کا آدمی کافر دیکھ مولوی رشید احمد گھنٹی تو پیکر روح کو بھی حاضر مان چکا ہے۔ دیکھو اس کی اعداد السو کہ حق اور تعالٰیٰ جی نے تو محمد قاسم نانوتوی کے متعلق بھی لکھ دیا ہے کہ وہ بعد از موت ایک شخص کو جسے حضرت کے ساتھ تھے (اور ان کے ساتھ ۲۱) اور کہا ہے کہ ان کی روح نے جسد نصیری حاصل کر لیا تھا۔ طلب دریافت ہے کہ روح ہرگز روح حق یا قریب از نرسے تھا کہ یہاں کسی حقیقی برحال انہیں اس کی روح حاضر مانے بغیر جاہ نہیں ہو گا۔

خود دیوبندی فتنے سے سب دیوبندی کافر ہوتے ہیں

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر ناظر ہونے کا اعلان فرما رہے ہیں اور دیوبندی فتنے سے کہ

بنی گوجو حاضر ناظر کہے
بلاشبک شرع اس کو کافر کہے

(رجا ہر القزاقی عہد مولوی غلام خان صنف)

تو دیوبندیوں کے نزدیک معاذ اللہ شیخ عبدالحق صاحب معاذ اللہ کافر محض ہے اور مولوی اشرف علی تھانوی نے حضرت شیخ صاحب کو صاحب حضور ولی اللہ مانا ہے و لکن تھانوی کہتا ہے۔

دور مہ ان کو دربار نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوئی یعنی ایسے حضرات صاحب حضور کی کہلا سکتے ہیں انہیں میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں۔

(انسان الیوم ص ۷۲)

اور جو کافر کو ٹھوس یا ولی اللہ کہے وہ خود کافر ہو جائے لہذا تھانوی جی بھی کافر ہو گئے اور جو کفر دیوبندی تھانوی جی کو بزرگ مانتے ہیں لہذا اس کافر کو بزرگ ماننے کی وجہ سے سب دیوبندی کافر ہوں گے یہ سب غلط فتروں کا نتیجہ کہ غلام خان نے ساری امت دیوبندیہ کا بیڑا لٹا کر کے رکھ دیا۔

ڈاکٹر اقبال بھی دیوبندیوں کے فتوائے کفر کی زد میں

ڈاکٹر صاحب بھی حضور کو حاضر ناظر اعتقاد رکھتے تھے !

با خدا در پردہ گویم یا تو گویم آسمت کبار	یا رسول اللہ ادنیٰ انہاں تو ہسید اے من
عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ	ذرا ریگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب
ہو نہ پھول تباہی کا ترنم بھی نہ ہو	چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ہو ساقی پھر سے بھی نہ ہو ختم بھی نہ ہو	بزم توحید بھی دنیا بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو
نیمرا فدا کا استاد اسی نام سے ہے	نبض ہستی قش اکادہ اسی نام سے ہے

دشت میں دامن کسا میں میدان میں ہے
چمن کے شہر قرآن کے بیابان میں ہے
بحر میں موج کے آغوش میں طوفان میں ہے
چشم اقوام یہ نظارہ ادھمک دیکھے
اور پوشیدہ مسلمان کے ایمان میں ہے
وضعت شان و رفعت انک ذکرک دیکھے

تیرہ تار ہے جہاں گردش آفتاب سے
طبع زمانہ تازہ کر جلوہ بے حجاب سے
(قبائل اور مشن رسول)

حضرات انبیائے کرام و اولیائے عظام کے علم غیب کے متعلق ڈاکٹر اقبال کا فرمان

اندکے اند جان دلے شکر
چشم تو بہ اور ہاشد باجواب
تاشوی از نور دل روشن ضمیر
دل بیسند ہے شعاع آفتاب
میش زان کزد دل بروید آرزو
ہرچہ دو غیب است آید رو بہو

(مجاہدینا)

مزید دیوبندیوں کی طرف سے علامہ اقبال پر بولہ لب و جہل ہونے کا فتوے

تیسرے نمبر سے پہلے گاندھی کے کراہیے پر دیوبندی مولوی فروخت ہرچکے تھے اور پاکستان کے خلاف
حوالہ دار تقریریں ہودی تھیں۔ چنانچہ انہیں ایام میں مولوی حسین احمد دیوبندی گاندھی کا نہ ہونے ایک تقریر میں کہا کہ:-
"موجودہ زمانہ میں قومیں مذہب اور رنگت سے نہیں بنتیں بلکہ وطن سے بنتی ہیں۔"

حسین احمد کی یہ تقریر اخباروں میں اس طرح چھپی:-

"آج قومیں مذہب اور رنگت سے نہیں بنتیں بلکہ دیش اور ملک سے بنتی ہیں۔"

(روزنامہ متحدہ دہلی، ۱۰ جنوری ۱۹۴۷ء)

ظاہر ہے کہ پاکستان کا مطالبہ مذہب کے لحاظ سے مسلم قومیت کا مطالبہ تھا۔ گو ان ایام میں ڈاکٹر اقبال
صاحب خلافت میں تھے مگر انہوں نے فوراً حسین احمد کے غلط نظریے کی تردید کی اور پاکستان کے سچے مطالبہ
میں ایک واضح بیان شائع کرایا اور ایک ریاضی لکھی جس کے تین شعر یہ ہیں:-

حجم ہو نہ داند و مو ز دیس ورنہ
 سرود بر سر منبر کہ ملت از دین است
 بمحطے برسان خویش تا کہ دیں جہ او مست
 ز دیوبند حسین احمد این بوالہبی است
 چہ بے جز نہ مقام محمد عربی است
 گم با و نہ رسیدی تمام بولہبی است
 ڈاکٹر صاحب کا بیان شائع ہوتے ہی دیوبندی بڑے اچھے گوشے متحدہ قومیت اور اسلام نامی کتاب
 حسین احمد نے لکھوائی اور ڈاکٹر صاحب پر پوجل اور بولہبی جوئے کا فتوے شروع ہوئے۔ چنانچہ دیوبندیوں
 نے شعروں میں ڈاکٹر صاحب پر جو دشنام غرازی اور سب و شتم کیا۔ اس کے منوں سے ملاحظہ ہوں۔
 مولوی حسین احمد کے خواری اصحاب اعلیٰ نے انصاری نے لکھا کہ۔

حکیم مشرقی دودرام سوتیاں افتاد
 حدیث دامن یزدان و چاک را چہ لقب
 مقام خویش نہ داند و طعننا بہ خطیب
 بہ زردہ کے زند بال فکر تو اسے
 بسوخت عقل ز میرست کرایں چہ بولہبی است
 چونشال محمد پیار بولہبی است
 ادب نگاہ نہ داراں چہ بے خردی است
 اثر گد اشتمہ ہائے مہاجر مدنی است

(اعلام سیکڑ بن، نقال میرزا بیل شمسہ ۱۹۵۱ء)

دیکھئے دیوبندیوں نے ڈاکٹر صاحب کو "دودرام سوتیاں" کہہ کر برطانیہ پرست بنا دیا اور حسین احمد کو "نشال
 محمد" اور علامہ صاحب کو "یار بولہبی" است سے تشبیہ دی اور اسی چہ بے خردی کہہ کر ڈاکٹر صاحب کو "بیل
 و الحق" ثابت کیا۔ بلکہ آپ کو صرف ایک خوال کہہ کر گاندھی کی نمک حلائی کی۔

مولوی حسین احمد کے ایک اور دیوبندی ^{علامہ سیکڑ بن} جو کتبہ داری ڈاکٹر صاحب پر یوں برسے۔

چوں با جزئہ از اسرار ملت بیضا
 ننگت نیست عمر شاعر نے داند
 ہر ایک نقش گر نعت و غافل از معنی
 زمان طعن کشید چہا بہ سبے ادبی
 قرار دکر شناس محمد عربی
 مقام مطلبی از مقام بولہبی

(اعلام سیکڑ بن، نقال میرزا بیل شمسہ ۱۹۵۱ء)

دیکھئے اس اثر کے لئے تو ڈاکٹر صاحب کو بے ادب کہہ ڈالا۔ اب دیوبندیوں کے فرقہ کے ایک اور
 نقال ^{علامہ سیکڑ بن} اقبال سیل دیوبندی کا ڈاکٹر صاحب پر جملہ ملاحظہ ہو۔

نظر نہ بدون دبا دیدہ و راست دن
 دعوہ حکمت ایمان ز فلسفی حبستن
 طغوش لذت عرفان نہ بادہ جہن است
 خوشی از سخن نامرزا گزیدہ تراست
 دو گوہر مشیوہ پوجیل است و بولہبی است
 تلاش لذت عرفان نہ بادہ جہن است
 کہ ہر نہ لاف زدن خبرگی ہے الہی است

۱۔ دیوبندی اگر کبریاست سے علیوں کو دیوبندیوں کی گھڑ بازی تو صبی است
 بجز راہ حسین احمد از خدا خواہی کو ناسب است بنی دا و ہم ز آل نبی است
 دہل گورہ سیکڑین اچان مہر پرل مسند و مسند
 دیکھا آپ نے اقبال سیل دیوبندی نے ڈاکٹر صاحب کو نیکو جو جلی دیوبندی لکھنے والا اور یہودہ بگو اس
 کرنے والا ہے ادب بتایا۔ عزت سیکھ کر ان خارجیوں نے ہندوؤں کے اشارے پر کن کن شخصیتوں کو
 کارفرمایا ہے۔

حضرت مشائخ کرام کی اولاد اور بجاوہ نشیناں کی خدمت عالی میں مودبانہ اہتمام

آج کل زمانہ بڑا نازک ہے اور جب کہ اہل اسلام دیوبندی مولویوں سے متنفر ہو رہے ہیں اور عالم تعلیم
 دیوبندی کے جھوٹے مذہب سے خرد دار ہو کر برا ہو رہے ہیں تو اب دیوبندی مولویوں نے اپنے مذہب
 کی تبلیغ کا رُخ ہمارے بزرگان کے نیک دل اور سلیم الطبع بھولے بھالے بجاوہ نشین حضرات کی طرف
 پھیر دیا ہے اور اپنی انسانی منافقانہ تہذیب بازی استعمال کر کے ہمارے مخلص حضرات کو دیوبندیوں کا گروہ
 کرنے کی کوشش چالو کر دی ہوئی ہے مگر ہمارے حضرات کو دیوبندیوں کے مذکورہ بالا مضمون سے ملاحظہ فرما کر خدا
 کے واسطے غور کرنا چاہیے کہ یہ دیوبندی تو آپ کے اور ہمارے اکابرین مشائخ کرام کے اعتقادات کو کفر و
 بتا میں اور انہیں مشرک بدعتی کا فرکیں اور ہم ان زہریلے سانپوں کو گود میں پالیں۔ ہمارے حضرات کو اپنے
 اکابرین کے معتقادات کی حفاظت کرنا چاہیے اور دیوبندی تہذیب سے خرد دار ہونا چاہیے۔

دیوبندی مولویوں کا ایک کامیاب دھوکہ

ہمیں کہیں دیوبندی کا پول کھل جاتا ہے اور ہمارے مخلص حضرات کسی دیوبندی کے سامنے اُن کے
 ایسے گندے عقائد اور اہل اسلام پر دیوبندیوں کے فحشے ظاہر کر دیتے ہیں۔ تو دیوبندی مولوی اپنے جان
 بچانے کے لیے خدائے گندے دیتے ہیں کہ میں تو ایسا عقیدہ نہیں رکھتا اور اس کے استے سے تہذیب ہمارے
 بعض حضرات متعلم ہو جاتے ہیں اور دیوبندیوں کو سنیں میں کہ ان کی اولاد اور ہمیں بھالے مولویوں کو
 بدعتیہ بنانے کا موقع مل جاتا ہے مگر خیال فرمنا چاہیے کہ یہ سراسر فریب ہے۔ کیونکہ تمام دیوبندیوں کا عقیدہ

ایک سہ اور ہر لوگ ایک ہی لڑی میں منسلک ہیں۔ یہ کبھی بھی نہیں ہو کہ ایک ہی مذہب کے ہر مولوی کا عقیدہ ملحد ہو۔ آج کل کے تمام دیوبندی سابقہ مولویوں کے مذہب پر ہیں اور ان کے ہر فرقے پر ان کا مکمل ایمان ہے۔ اور یہ دھوکہ دے کر اپنی جان بچاتے ہیں۔ اگر آپ کو امتحان منظور ہے تو آپ کسی دیوبندی مولوی سے کیے۔ کہ مولوی رشید احمد گنگوہی اور خیر محمد عابدی دھری اور غلام خان نے جو حاضر ناظر تھے، والوں کو کافر و مشرک کہا ہے حالانکہ یہ فرقے انہوں نے تمام اہل اسلام پر لگایا ہے تو تم ان دیوبندیوں کو گمراہ سمجھتے ہو۔ جنہوں نے صحابہ کرام اور اولیائے عظام کو مشرک کا فریبا یا ہے تو دیوبندی مولوی اپنے مولویوں کو کبھی گمراہ نہ کہے گا۔ بس یہی اس کی سبب بڑی دلیل ہے کہ یہ سب کچھ لاف و قتیہ بازی ہے۔ مسلمانو! انصاف کرو اور ان بدعقیدہ مولویوں سے بچو!

و غیب و غیبہ (اشغل تکفیر)

مولوی خیر محمد صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خدا اور علم غیب ماحکان و ما بیکون اور آپ کو حاضر ناظر مسمیے والوں اور حضرت انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام سے مدد مانگتے والوں کو مضطرب کافر و سب ایمان بتاتے ہوئے ساتھ ہی وغیرہ وغیرہ کی طرف بھی ایک پراسرار اشارہ کیا ہے۔ یعنی صرف انہیں لقائے اولیائے کرام نہیں بلکہ وہی مہینے کام میں جن کے کرسنے والوں کو تمام دیوبندی مولوی کافر بتاتے ہیں۔ اب وغیرہ وغیرہ کیا ہے۔ لیکن دیوبندیوں کی معتبر کتابوں سے اس کی وضاحت بھی سب سے بڑے کہ دیوبندیوں کے نزدیک کون کون محبوبانِ بارگاہِ الہی کافر و مشرک ہیں۔

سلطان العارفین امام العاشقین خواجه جگان حضرت خواجه نظام الدین
محبوب اولیاء بھی دیوبندیوں کے فوائے کفر کی نرد میں

حضرت سلطان جی خواجه نظام الدین اولیاء قوالی ہیں
معاد اللہ حضرت خواجه نظام الدین اولیاء بھی ایسا ہی پر تھے
سہ بار کفر سے ہوئے قاضی ضیاء الدین سنائی صاحب

سلسلہ عالیہ چشتیہ و سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ہر مقتدر پیشوا حضرت خواجہ شاہ سلیمان
تونسویؒ نے حضرت میاں شیر محمد شتر قوریؒ رحمہما اللہ تعالیٰ بھی
دیوبندی مولویوں کے فتنوں کے کفر کی تردید میں

حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسویؒ پیریں سے مدد مانگتے تھے | دوا دعا و دکان اس وقت کہ ہر چہ از خدا طلبیدے
باشدا دل از پر خود طلبیدے از خدا تا مطلوب
شاید اس سلسلہ کے ایک مرتبہ میاں برائے زیارت قبلہ عالم خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ از درگاہ ایک جگہ کا نام ہے
روایت ہمارے شریعت گرد ہیں، چون بر گناہ دیوار رسیدم کشی موجود نہ بود۔ حیران شدم و از حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ
اداء طلبیدم، ناگاہ یک طفل بر گناہ در باظر شد۔ نزد من آمد و صحبت ما را بر سر خود نهاد و گفت کہ دستب خود
بر کشت من بند کہ ترا از دنیا عاز کنم۔ چنان کہ دم در نصعت دریا از ایشان پرسیدم کہ اسم ہمارے کیا ہے؟ شہادت چیت؟ فرمود
کہ اسم من بہل است (یہ نام اہل حضرت خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے)
(اتحاد قبیلہ سلیمان از سلسلہ، مکتبہ حضرت شاہ سلیمان تونسوی)

حضرت قبلہ میاں شیر محمد صاحب شتر قوریؒ یا معین الدین چشتیؒ پکارا کرتے تھے

حضرت قبلہ میاں صاحب! یا خواجہ معین الدین، معین الدین چشتی بطور دوپڑے تھے نیز حضرت قبلہ کمرانوالا
نے فرمایا کہ حضرت قبلہ میاں صاحب! یا شیخ عبدالقادر شینا، یا معین الدین چشتی، یا بابا والدین نقشبند اور
یا شاہ مدار کا بیچ و نام گوناورد فرماتے تھے۔ (شیر بان ص ۱۲۹، سطر ۵)

دیوبندیوں کے نزدیک پیر سے مدد مانگنے اور یا معین الدین چشتی پڑھنے والا کافر اور مشرک ہے
مشرکین کو بھی ان مصائب کے وقت صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے تھے اور آج کل کے مشرک تو ان
سے بھی بڑھے ہوئے ہیں، ایسی ایسی مصیبت کے وقت بھی اپنے ہی معبودوں کو پکارتے ہیں۔ چنانچہ کوئی
کتبا ہے۔

بگڑا سب بلا افتاد کشتی

مدد کن یا مصیبن الدین چشتی

اور کوئی مہاراجہ بڑا دھک کھٹکے۔

(جواب القرآن صنف غلام خان دیوبندی مذہب صفحہ ۹۹ سطر ۱۵)

۲) مثلاً کسی پر کو غائبانہ حاجات میں پکارا گیا (جواب القرآن ص ۱۰۰ سطر ۱۰) تو یہ سب افعال اس پر کی عبادت ہوں گے اور اللہ کے نزدیک موجب لعنت ہوں گے (جواب القرآن ص ۱۰۰ سطر آخر) غیر اللہ کو غائبانہ حاجات میں پکارنا شرک ہے۔ (جواب القرآن ص ۱۰۰ سطر ۱۲)

۳) چنانچہ مدد مانگنا شرک و فتنہ و غیرہ ایسے غلط عقائد رکھنے والے شخص سے صحیح العقیدہ لوگ صالح کا نکاح جاری نہیں۔ (فحشہ طہی مولوی خیر محمد جالندھری، مسموعہ سرخیز الدار اس سلطان، یہ فتنے طہی بندہ کے پاس موجود ہے)

(۴) یہ کفر و شرک تو چھوٹی باتیں ہیں اور ان سے بڑی کون سی ہوں گی بڑی شرک کی ہر بات بڑی ہے۔

(واقعات الیوم صفحہ ۲۷ سطر ۲۰)

(۵) اگر وہ شرک کی چھوٹی چھوٹی باتوں سے ایسیٹھے والوں کا نکاح ٹوٹ جاتا ہو گا۔

(جواب مذکور)

۶) جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ایسا ہی کافر ہے۔

(جواب القرآن ص ۱۰۰ سطر آخر و غیرہ)

نوٹ:۔ اس ناظرین کرام قبیلہ فرمالیں کہ دیوبندیوں کے نزدیک ان تمام صحابہ جن کا نکاح بھی ناجائز ہوا۔ اور محاذِ امتداد کی اولادیں بھی حلال کی نہ ہوئیں اور محاذِ امتداد تمام اولیاء اللہ مکہ کے مشرکوں سے بھی بڑے مشرک ٹھہرے اور جو انہیں کافر نہ کہے، وہ بھی کافر ہوا۔

مسئلہ: کیا ہماری غیرت کچھ بھی بڑی کہ دیوبندی مولوی ہمارے میٹھاؤں کو تمام کفار سے بڑے بڑے کہیں اور ہم ان کو گود میں پالیں۔ (خالد اللہ المستحکم)

خود دیوبندی بھی اپنے پیروں سے غائبانہ دعائیں مانگتے ہیں خود بھی کام نہ ہوئے

۱) ایک دن امداد پکاؤنگر مذکور تھا، حضرت نے فرمایا رام پور میں ایک شخص نے! دھڑا دھڑ سے چندہ کے طور پر جمع کر کے مسجد بنائی تھی مسجد تو بن گئی لیکن کون سا پرہیزگیت تھا۔۔۔ اس شخص کو بڑا خنک تھا۔۔۔

... ایک روز خود کسی آگئی تو دیکھا حضرت حاجی صاحب انشرفیت رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ نسلی دیکھو، ایک شخص اگر تیرا کام کر دے گا۔ الخ۔

(امداد الخاق قاضی، ص ۱۳۱، اسطر ۵۶۶)

۱۲) اے شہ نواز محمد وقت ہے امداد کا
تم سوا اوروں سے ہرگز کچھ نہیں سے الہی
ابپ کا دامن پکڑ کر یوں کیوں گاہرلا
اے سبہ نواز محمد وقت ہے امداد کا

(شامل امدادیہ حاجی امداد صاحب ص ۱۲۱، اسطر ۱۲۱)

نوٹ:۔۔۔ حاجی امداد اللہ صاحب اپنے پرنسپل محمد صاحب سے امداد مانگ رہے ہیں۔ دہلیا اور آخرت میں صرف ان کی ہی مدد کا سہارا لیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا اور غیر اللہ کو غائبانہ حریف خدا اے اے پکارا گیا تو دیوبند کے فتوے سے حاجی صاحب مسلمان رہے یا کافر ہوئے۔ یہ ہے دیوبندیوں کے سستے فتووں کا نتیجہ۔ بریلویوں کو بدعتی کافر منکر کہنے والوں اپنے مرشد کو اپنے ناپاک فتووں سے بچاؤ۔

(معاد اللہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مختار کل سمجھنے والے سب مسلمان کافر ہیں
بزرگوں کو مختار کل سمجھنے میں جو خبیثہ ہندوؤں کے سستے دہ مسلمانوں کے بھی ہو گئے۔

(انصاف ایویمہ قاضی ج ۱ ص ۱۱۵، اسطر ۱۱۵)

دیوبندیوں کے نزدیک معاذ اللہ حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ ہلکے کتے تھے

مثنوی روی دے دھرجا می شارج چک چلایا
بکین کیناں واسے چکوں دکنیں شرم خدا
و شہادۃت مصنف نور محمد دہلوی دیوبندی ص ۱۳۳، اسطر ۱۳۳

تمام پیران عظام جمہور اہل سنت و جماعت دیوبندیوں کی کفری بازی کی نہیں

معاذ اللہ مولانا روم و مولانا جامی اے ایسہ بلان جامی کیسا دتھے کھراں والے
کے مانتے والے سب کافر ہیں

جو جامی رومی نے چکلا کا کافر نثرن من کا لے
(مشہد ص ۱۱۳، اسطر ۱۱۳)

کے دربار میں اس رنگ کا کتا رہا کرتا تھا۔ میں اس رنگ کی دھڑ سے اس کا ادب کر رہا ہوں۔ ان کو بخوشی۔۔۔ کی
بدبلائی دیکھو، گو بزرگان دین کی گدی کو کھوٹی اور شائع کرام کی اولاد کو گدھی میں کس کر پائی سید و بابر حکمت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ یہ
نیک لوگوں کا یہ طریقہ ہے۔؟

معاذ اللہ مشائخ کے سوس کسے والے اور عرسوں کو جائز سمجھنے والے مزاروں پر خلاف ڈالنے والے
سب کافر ہیں

سوال :- باتوں پر چادریں چڑھانا ہوا اور مرد بزرگوں سے مانگنا جو۔ یا بیوی مثل جواز عرس و سولہ و غیرہ۔ اور
یہ جانتا ہو کہ یہ افعال ایسے ہیں تو ایسے شخص سے قطعاً کراچ جائز ہے یا نہیں؟ الخ۔
الجواب :- جو شخص ایسے افعال کرتا ہے وہ قطعاً فاسق ہے اور احتمال کفر کا سبب۔ الخ۔
(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ صفحہ ۱۵۳، مسطرہ ۱۸۵)

اوپنی قبر پر بنائے والے یہودی ہیں
قبروں پر مسجدیں اور قبر سے اور قبروں اور کچھ بنانا الی قولہ
نصارے کی طرح یہودیوں کی طرح۔

چشتی و قادری و نقشبندی و سہروردی
کھلانے والے یہودی ہیں
ان میں کوئی قادری کوئی سہروردی کوئی نقشبندی کوئی چشتی بنے
الی قولہ، مسلمان رہو اور یہود و نصاریٰ کی طرح کئی فرقت ہمت
جو۔۔۔۔۔ روز قیامت کو رو بہ الٹے گا۔ پھر اس پر

عذاب ہوگا الخ۔ (فتاویٰ الامان صفحہ ۱۱۶، مسطرہ ۱۱۶)

نقشبندی مشائخ کرام بدعتی ہیں
آج کل نقشبندیوں میں کثرت سے بدعت ہوتی ہیں۔
(افادات بہرہ ۱۰ ص ۳۰ مسطرہ ۱۱۶)

نوٹ :- گویا تمام مشائخ کرام کے سلسلوں کو بنام کنا شرف علی کی نمسکنداری ہے۔
یا شیخ عبدالقادر جیلانی پڑھنے والے کافر
کوئی یا شیخ عبدالقادر جیلانی سنہ ۱۸۸۵ء سے۔ کوئی
یا علی، یا علی، یا حسین، یا حسین یا خواجہ جی یا ہمت
تقریباً اور مجرہ نیاز سے ان وظیفوں کا اہتمام کرتے ہیں (الذی قولہ) جاہل مسلمانوں کو شرک و بدعت میں وہی
جالی ہو گیا ہے جیسے پہلے زمانے کے کافروں کا تھا (فتاویٰ الامان صفحہ ۲۹۹، مسطرہ ۲۹۹)
نوٹ :- تمام اولاد کے کرام پر وظیفہ پڑھتے ہیں۔ جناب محمد امین صاحب شہر قادیان حضرت بنی کھنوت

قبل ازیاں صاحب شریعتی، یا شیخ عبدالقادر جیلانی مستطیع اللہ کا بیع و شام کو وارد فرمائے تھے۔

(شیرازی ۱۶۹، ص ۷)

تو معاذ اللہ دیوبندیوں کے نزدیک جمیع خاصان حق اور حضرت قبلہ سیاح صاحب شریعتی رحمۃ اللہ علیہ ایسے ہی تھے۔

بقیوں پر رقبہ کرنے والے یہودی
وخیطہ اور خالہ سے اور گندے سے تو بڑا اور آمار سے اور خافری میں
اور لڑکوں اور قبروں پر رقبہ الی قولہ سابق میں بھی یہودی اور نصاریٰ
آئندہ ایمان لائے مسطورہ تا ۱۷)

معاذ اللہ شریح کے ہاتھ چومنے والے اور ذوالنوں بیٹھنے والے سب مشائخ کرام اور
سب مسلمان لعنتی کافر

نہم پر کے ہاتھوں کو پسند دے دیا اس کے سامنے وہ ذوالنوں ہو کر بیٹھے تو یہ سب افعال اس پر ہر کعبادت
ہوں گے اور اللہ کے نزدیک موجب لعنت ہوں گے۔

۱۷۱ ہر القرآن مسند شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۹

جو انہیں کافر متنازع کہے وہ بھی ایسا ہی کافر ہے۔

۱۷۲ ہر القرآن، ص ۲۰

نور سے: حضرت جبریل علیہ السلام ہر گاہ نبوت میں حاضر ہوئے تو فرما سندھ کبیتہ الخ
س کبیتہ یعنی جبریل نے حضور کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے اور دو زانو ہو کر بیٹھے اور امام بخاری فرماتے
ہیں:-

حدثنا عبد الله بن محمد قال حدثنا ابن عيينة عن ابن جعدان
قال ثابت لانس امسست النبي صلى الله عليه وسلم بيدك قال نعم
فقبلها۔ (اربع المفرد، ص ۳۳، ص ۳۴)

یعنی حضرت ثابت نے حضرت انس سے دریافت کیا کہ آپ نے اپنے ہاتھ سے حضور نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کو کس گہایت حضرت انس نے فرمایا کہ ہاں، تو حضرت ثابت نے حضرت انس کا ہاتھ چوم لیا۔
مسلما: تو نہ کہ دیوبندیوں کے قول سے یہ وہ دونوں حضرات کیا ٹھہرے نیز حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
صحابہ ایمان کے دادا فرماتے ہیں

ان جید ہا الوان بن عامر قال قد منّا فقیل ذالک رسول اللہ فاخذنا
بیسیدہ ورجلیہ فقبلہا (ادب المفرد، ص ۱۱۱، سطر ۴)

یعنی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست
اقدس اور پاؤں مبارک کو بوسہ دیا، معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بزرگان اسلام کے ہاتھوں اور پاؤں
کو بوسہ دینا حضرات صحابہ کرام کا معمول تھا۔ تو انھوں نے دیوبندی کی حضرت جبریل علیہ السلام اور یہ سب حضرات ایسے
ہی سمجھے۔؟

بدعتی پیروں سے لوگوں کو روکنا اور ان سے بیعت تو کرنا تو ہی بیعت کرنا
(دیوبندی کو شمشین)

سو کوئی ایسا بات کرنا نہ چاہئے جس سے وہ بدگ جائے اور گنت یہ بتاتے ہیں کہ کبھی بدعتوں کے
باعث نہ رہا جھٹنے۔ الخ۔ (افاضات الیومہ، صفحہ ۱۵، سطر ۵)

(۱) انہیں نے اس بیان میں جو مذمت کا بدعت ہونا قرار دیا
میلاد شریف منانے والے بدعتی ثابت کیا ہے۔

(افاضات الیومہ، صفحہ ۱۵، سطر ۵)

(۲) یہ مجلس بدعت ظلال سے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ج ۲، ص ۱۴۵، سطر ۴)

(۳) انعقاد مجلس میلاد بر حال ناجائز ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ج ۲، ص ۱۴۵، سطر ۴)

(۴) سوال: یہ مجلس میلاد میں جس میں ہدایات صحیحہ، چرمی چادریں اور لاف و گزاف اور روایات مضمومہ اور
کاغذیہ بڑے شریک ہونا کیسا ہے؟

الجواب: ناجائز ہے، بہب اور وجہ کے۔ فقط، رشید احمد (فتاویٰ رشیدیہ، ج ۲، ص ۱۴۵، سطر ۴)
نور سے۔ دشمنان میلاد شریف دیوبندیوں کا یہ نوبہ دشمنان اسلام انگیزوں اور بدعتوں کی حکومت
میں تو خوب چلتا تھا۔ کتاب پاکستان میں دیوبندیت کا پیرائہ مرقی ہو گیا ہے۔ یوم میلاد البقی صلی اللہ علیہ وسلم میں دیوبندی
مقلد بھی مارے مارے پھرتے ہیں تو کیا دیوبندی بھی بدعتی ہونے یا نہیں؟۔

گیارہویں شریف منانے والے بدعتی
مجھ سے گیارہویں کے متعلق درپاغت کیا۔ میں نے
کہا بدعت ہے۔

(افاضات الیومہ، صفحہ ۱۵، سطر ۱۸)

گیا رھویں شریف منائے والے کافر
 دین اثنی کو گیارہویں کرنا، اسی قول وہ شخص اس آیت کے بموجب
 مسلمان بنیں۔ (توضیح بیان مسئلہ سطر ۲ پر)

نوٹ۔ یہ گیارہویں شریف تمام خاصان حق اور سرکارِ نبوت سے مستفیض حضرات کا معمول سے بخلاف
 خواجگان حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی کا گیارہویں شریف کے متعلق ارشاد ملاحظہ ہو۔

گیا رھویں شریف کے متعلق حضرت شاہ علی تونسوی کا ارشاد

شخصی از علماء ازیان مذہم کہ بنام پیر صاحب علیہ الرحمۃ مقرر است پرسید کہ آن چگونہ است در جواب فرمودند
 کہ در کتاب سخاۃ الانبیاء اجراء ہے آن خود از رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آوردہ نیز از پیر صاحب علیہ الرحمۃ
 آوردہ کہ اگر بیاندہم بہرہا سے کردند و بیٹھے آن را از رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نوشتہ کہ جناب پیر صاحب
 بیاندہم بہرہا کی کردہ اگر چہ عرس در ماہ ربیع الاول مغفراست، اما دشاں برایت عرس در ماہ چہرے ہوچودہ
 از طعام و شیرینی و غیرہم خواہد صرف می فرمودند، پس بدین صورت جان است۔

(انتخاب من قبہ سلیمان، ص ۱۱۱، سطر دوم)

گیا رھویں شریف کے متعلق حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا ارشاد

دو مرتبہ حضرت نوح الانظم را کہ کان گویند کارکنی یا ذہم بادشاہ دیگرہ اکابرین شہر جمع گشتہ بعد نماز عصر
 کلام انشور و قصائد مدحہ و ایچہ حضرت نوح در وقت غلبہ حالات فرمودند و شوقی انجیر اشعار سے مزین کاغذ
 سے خواندہ را قلم ہا دچہ سے از قبیل سابق خواندہ آچہ تیار سے باشد از مثل طعام و شیرینی نیا کردہ تقسیم
 نوہ نماز و شاد خواندہ رخصت سے شوند۔

(ملفوظات شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی مطبوعہ دہلی، ص ۱۶۱)

تو دیوبندیوں کے حکیم الامت تقاضوی و ذریت دیوبندیہ کے خوشے سے معاذ اللہ قدام اویاے

گرام ایسے ہی تھے۔ (استغفر اللہ)

قیام فی المیلاد اور خاتمی کیا فرق ہے ؟

(افادات الیہ ص ۱۵، سطر ۱۵)

معاذ اللہ طعام پر خاتمہ پڑھنے والے بیوقوف

یہ تو ساری باتیں بے دقتی ہی کی ہیں۔

(افاضات الیوم، ص ۱۲، سطر ۹)

طعام یا مٹھائی پر ختم پڑھنے والے مسلمان ہندو ہیں

(۱) واضح طعام دہر و نماہ چیز سے ہی خواندہ

اس طریقہ بنو داست ... ایسا نہیں

طعام نوزوہ شود۔

(امداد الفتا، ص ۵، سطر ۵، سطر آخر)

(۲) کھانے پر ختم پڑھنا اہل ہندو سے مشابہت ہے۔

(مختصر مسودۃ الہند، مصدقہ مولوی خیر محمد و محمد مل جالندھری مطبوعہ)

طعام پر فاتحہ پڑھنے والے بدعتی و دوزخی ہیں

تمام کتب دسیر میں اس کا ایک واقعہ بھی پیش نہیں کیا جاسکتا کہ بغیر خروج کھانے پر فاتحہ کسی سند پر ہے

ہو اس لیے بدعت و ضلالتہ (گمراہی) ہے کما فی الحدیث۔

عجل ضلالتہ فی النہار۔ فقط۔

و فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، ج ۲، ص ۲، سطر ۹

نوٹ ہے:۔۔۔ معلوم ہوا کہ جو طعام دیشوئی پر فاتحہ پڑھے وہ گمراہی کی بدعت کا مرتکب ہے اور واقعی دوزخی ہے تو پھر۔۔۔

منڈی چشتیاں شریعت کے دیوبندی مولوی بھی اپنا ایمان سنبھالیں

منڈی چشتیاں شریعت کا علاقہ ایک ہزار سال سے بھی زائد مدت سے اہل سنت و جماعت کی آماجگاہ ہے۔ مگر چند سالوں سے یہاں دیوبندیوں نے مہولے مہولے منہجوں کی مادی سے فائدہ اٹھا کر اپنا مشن چالو کیا ہو ہے۔ چند سال تو ان کا راز فاش ہی نہ ہوا۔ مگر جب نئی علما، سنی گیدڑ سے شہر کی کال کھینچ ماری، تو دیوبندیت کے لیے اب سخت الجھن پیدا ہو گئی۔ چونکہ یہ خواجگان چشت اہل بہشت کا روحانی نیکو ہے۔ اور آٹھ صد سال کے قریب سے تیار شدہ پیڑا کے عارفین سلطان الدارین حضرت تاج الدین سرور رحمۃ اللہ علیہ کا روح مبارک اور دو سو سال کے قریب سے خواجہ خواجگان چشت اہل بہشت مرشدنا مولانا حضرت قید عالم خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ متفقہ اللہ بغیر شاتم و مکرہ و منہ کا مراد مند س روحانی وہ ایمان خاص و عام ہے۔ اس لیے دیوبندی مولویوں کی یہاں دال نہیں گئی۔ اب اگر وہ اپنا مذہب بحال رکھتے ہیں تو چندہ ہندو تا ہے اور سینوں پر دیوبندیوں کا راز فاش ہو تا ہے اور اگر مذہب چھوڑ دیتے ہیں، تو دیوبند ہیئت حال ہے اس لیے یہاں انہوں نے دوزخی چال

مشرور ملک سے کہ اگر کسی مسئلہ کے پاس پہنچے تو وہاں ایلاہ و خاستہ کو بہ رحمت قرارداد سے گردو بندیت کے سنبھالی لیا اور اگر کسی مال دار نے کسی کے مال پیئے، کچھ طبع و لائق ہوا تو وہاں دیوبندیت پر غور کریں گے سب کچھ گزرے۔ چنانچہ میلاد شریف منانے والوں اور طعام پر فخر چڑھنے والوں کو بدعتی اور دوزخی دہندہ ہونے کے دیوبندی فیصلہ کے مطابق تو خود وہم سطنانی آنکھوں سے کئی دیوبندی مولویوں کو بدعتی دوزخی سینے دیکھا۔ میلادوں میں شرکت برقی ہے اور ۱۶ رمضان ۱۳۳۸ھ کو جگیاں والی مسجد میں توسنہ سے لڑا اور بریجی دستا دیکھ کر ایک دیوبندی "قاری" صاحب کو وجد ہو گیا تھا اور خوب جھوم جھوم کر لڑا لیکن پر ختم فرما کر سبے چارے بدعتی بن رہے تھے۔ اور اس سے دوسری شب چغت میں جب اسی مولوی صاحب کو کچھ کم نظر نہ آیا تو ختم کے بدعت ہونے کی دگر دی گئی اور موضع ۹ صفر ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۵ء بروز پیر کو صاحب مولوی صاحب پھر اپنی ہی مسجد میں ایک لڑکی کے قتل خانی کے سلسلے میں تو دیوبندیت کو عرف جلہبی کے ایک لفظ اور دوزخ و سپے کی نذر کر گئے اور ۹ رمضان ۱۳۴۵ھ کو اسی جگیاں والی مسجد میں ہمارے سامنے ایک دوسرے دیوبندی مولوی صاحب "ظہور" بدعت سے مشرف ہو کر مکمل ضلالت فی الناس ہوئے یا نہ؟۔

انصاف کیسے جب یہ کام بغیر اسے دیوبند دوزخ میں پہنچا ہے ہی تو یہ حضرات کہاں پہنچے۔ اور اگر واقعی دیوبند کا یہ فتوے جبراً ہے تو پھر کھلی اپنی چندہ اندوہی کی خاطر جمہور مسلمانوں کو بدعتی قرارداد سے کڑی عینہ پادائی بنانا خدا تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے اور جس طرح دیوبند کے اس فتوے پر لعنت بھیج چکے ہیں۔ دیوبند کے جھوٹے مذہب کو چھوڑ کر اہل سنت و جماعت کو لیا شے کو رام و انشا خائف کے سچے مذہب میں شامل ہو جائیں۔ درمختور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھرنج گالیاں دینے والے ان کے اکابرین و دانشمندان نہیں خدا کے عذاب سے درپناہ نہیں گئے۔

مسلمانوں کو مذکورہ مذہب مسلمان ختم پڑھتے ہیں تو بدعتی دوزخی دہندہ بناسے جاسا ہے اور خود ہی دیکھ لو کہ مگر دیوبند کے فیصلہ کے مطابق یہ مولوی صاحبان و الا نشان بھی دہندہ دوزخی سینے یا نہ دوسروں کی باری بل کھڑی اور اپنی باری مندا سدا۔ سنی مولوی پیٹ پرست ہونے یا دیوبندی؟ حرام کھنا اور پھر پیر پیروں کے ہر کچھ کہنا یہ ہے پیٹ پرستی اور یہ ہے دلائل علوم و دیوبند کا فیضان۔ کہ جس نے دیوبندیوں کو دہندہ اور دوزخی بنا کر چھوڑا۔ دیکھئے۔

مذہب بدلنا ہے ضرورت کے ساتھ ساتھ

۴۔

مثال میں عید کے روز سیویاں پکانا اور بدعتی عیدین کے بغیر کوکرنہ یا مضافہ کرنا ای تو یہ وہ شخص اس آیت کے مطابق مسلمان نہیں۔
(تقریب الامان ص ۳۸، مسطر ۷، ص ۳۸، مسطر ۱۲)

عید کے دن سیویاں پکانے
و کھانے والے کافر

قرآن مجید کے ختم کے وقت
لوگوں کو بلانا ناجائز

مولانا محمد حسن صاحب امر وی نے ایک مرتبہ اپنے لڑکے کے ختم قرآن کا
نشر کیا، سب کو بلایا، مگر مجھ کو نہ بلایا۔ میں اس لیے خوش ہو کر ٹٹا مگر تم
کے شہر سے مجھ کو عذر کرنا پڑتا۔

(ملاقات ایمریہ تھانی ج ۴ ص ۱۷۱)

خبر ہے۔ آج کل کے دیوبندی مولوی تو ختم قرآن مجید کے دن سب سے پیش پیش نظر آیا کرتے ہیں
اور ہجوم جھوم کو گڑوں پر فاسق پھر کر بدعتی بھی کہتے ہیں۔ مگر جناب کو یقین نہ ہو تو مدعو، چشتیاں شریف میں بیگیاں
والی مسجد کو رخ ۲۹ رمضان ۱۳۳۵ء اور پھر اسی مسجد میں ۳۰ رمضان ۱۳۳۵ء کو ختم شریف کا واقعہ منڈی چشتیاں شریف کے گوارہ
خاص سے دریافت کر لیجئے کہ کیا وہاں دیوبندیوں کے چودہ مولویوں نے تمام شریف میں شرکت نہیں کی اور کب
اسوں نے طعام پر خود دست ہو کر خود ختم نہیں پڑھا۔؟ خا عبد وایا اولیٰ الالبصا۔

قبروں پر حافظوں کو بٹھانے والے اور داخل خوانی و تہجد و سواں عرس وغیرہ کو نہ بلانے کے مسلمان کا نہیں

(۱) اقل کے دھیلے اور شجرہ رکھنا اور تہجد، سواں چالیسواں اور چھپائی اور برسی اور عرس مردوں کے کرنا
اور اسقاط مرد کرنا، حافظوں کو قبروں پر بٹھانا، قبروں پر چادریں ڈالنا، مقبرے بنانا، قبروں پر تار پھینکنا اور جیہا کہ
منڈی چشتیاں شریف کے دیوبندیوں کے مردہ مولوی کی قبر متصل عید گاہ پر رکھی ہوئی ہے، ان قبور کو سات
جان لینا چاہیے کہ وہ شخص اس آیت کے مروجہ مسلمان نہیں۔

و تفریح ایمان مند، ۱۰۰، مطبعہ مرکزی کراچی دہلی:

عید کے دن ایک دوسرے سے
ملاقات کرنے والے سب بدعتی

رفعتی و رشیدیہ، ۱۲۵، مطبعہ ۱۳۱

تہجد و سواں وغیرہ سب بدعت شلاقی ہیں۔

رفعتی و رشیدیہ، ۱۲۵، مطبعہ ۱۳۱

فاسق کھانے یا شیرینی پر چڑھا بدعت شلاقی ہے۔

رفعتی و رشیدیہ، ۱۲۵، مطبعہ ۱۳۱

شیرینی پر ختم پڑھنے والے بدعتی

بنانا اسکے بعد رکھا قہ بدعت ہے۔

(ملاقات ایمریہ تھانی ج ۴ ص ۱۷۱، مطبعہ ۱۳۱)

بعد نماز مصافحہ کرنے والے بدعتی